(رجسٹری شدہ)

فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِیْ شَیْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَی اللّٰهِ وَالرَّسُوْلِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ

قُرَّةُ الْعَیْنَیْن

فِی

اَحْكَامِ الزَّوْجَیْن

اس کتاب مین احکام زوجین کے قرآن و حدیث و فقہ حنفیہ سے مع فیصلجات صحابہؓ وتابعینؒ وائمہ اربعہؒ وغیرہ بالتفصیل صحیح صحیح بحوالہ کتب و صفحہ بیان کیے گئے ہین اب یہ کتاب احکام شرعیہ پر جامع وحاوی ہوگئی ہی ہر ایک حاکم وقت کیلیے فیصل خصومات وتصفیہ نزاعات زوجین مین کافی معین و مددگار ہوگی بلکہ ہر ایک وکالت پیشہ و ہر ایک مسلمان کو اسکی ضرورت ہے

بعہد الملک المؤید ضیاء الملۃ والدین سلطان العلوم سلطان دکن نواب میر عثمان علیخان بہادر دام اللہ اقبالہ واجلالہ اللّٰهم انصرہ وانصر عساکرہ یا من بیدہ امر الدنیا والآخرۃ

حسب فرمایش نواب مرزا یار جنگ بہادر میر مجلس (چیف جسٹس) ہائیکورٹ حیدرآباد دکن

مصنفہ حاجی محمد بن عبد اللہ بن نور الدین غفر اللہ ذنوبہم من تصنیفاتہ مفتاح الحاجہ شرح ابن ماجہ وعون الصمد شرح ابی داؤد ووقار الاسلام عقیدۃ سلطانی وعثمان البیان فی سیرۃ النبی آخر الزمان وعجائب البیان فی لغات القرآن والسیف المسلول فی حفظ الرسول ومعدن الاتقیا فی سیر الانبیا وعثمان اللغات وقرۃ العینین

قیمت عہ دو روپیہ ١٣٥٥ھ

(مطبوعہ شمس المطابع مشین پریس حیدرآباد دکن)

یہ کتاب تاجر کتب حیدرآباد دکن و مطبع مجتبائی دہلی و دوکان جلال الدین تاجر کتب کشمیری بازار لاہور سے مل سکتی ہے

تمہید

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ الذی خلق آدم وخلق منہ زوجہ وجعل لہ نسبا وصہرا والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسولہ الذی ارسلہ الی کافۃ الناس سراجا منیرا وعلی اصحابہ الذین سلکوا علی طریقتہ بصیرا

اقل عباد اللہ الاحد حاجی محمد بن عبد اللہ عرض کرتا ہے کہ اس زمانہ فتنہ مین کثرت رواج قانون تعزیر آفتاب اسلام پر ابر کی طرح چھا گیا ہے اور اسلام در کتاب و اہل اسلام در گور رہ گئے ہین اور ہر ایک کس و ناکس نے قلادہ تعزیر کو در گلو کر لیا ہے اور نیکیان بدیون سے مبدل ہو رہی ہین۔ اسوقت اسلام کے مقابل مین چار قومین عیسائی۔ یہود۔ ہنود۔ مجوس ہین۔ جب ہم بسط ارض پر نظر غور کی ڈالکر دیکھتے ہین تو مغرب سے مشرق تک قبل اسکے کہ نہ انکے انبیاء و صلحاء کے احکام پاتے ہین اور نہ انکے بزرگون کے قانون اور نہ فصل خصومات مین انکے ضابطے۔ ہان البتہ مصنوعی تورات و انجیل و زبور تو بازارون مین پھرتی چلتی نظر آتی ہین یہ مقدس کتابین محض دیکھنے کی ہین نہ کام کی اور ہنود کے وید تو تاتار کے پہاڑون مین مدفون ہین اذا زلزلت الارض کے وقت زمین سے نکلین گے۔

جس جس قوم کو مجبوری لاحق ہوئی اُس نے اپنا اپنا دستور العمل مرتب کر لیا جسکی اصلاح وقتاً فوقتاً ہوتی رہی۔

اسلام اور اہل اسلام کا ایسا مستحکم آسمانی قانون ابد الآباد کیلیے مدوّن ہو چکا ہے

جسکی تبدیلی محال و ناممکن ہے بلکہ ہر ایک قوم و ملت اُسکی محتاج ہے اور ہر فرد بشر اُس سے اپنا اپنا مطلب براری و راہبری کرتا ہے واللّٰهُ يَهْدِي مَن يَشَاءُ إِلَىٰ صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ ہر ایک زمانہ مین فیصل خصومات کیلئے اُسکے موافق مسائل شرعیہ کی ضرورت لاحق ہوتی رہتی ہے خاصکر ہندوستان مین مذہب حنفی ہے اور مذہب حنفی امام ابو حنیفہ و محمد و ابو یوسف و زفر و حسن کے اقوال کا مجموعہ ہے اور مسلک اس مذہب کا کتاب اللہ حدیث رسول اللہ اجماع قیاس ہے اسی طرح ان پر درجہ بدرجہ عمل ہوتا ہے اس زمانہ مین ہر ایک فن کی کتابین بکثرت موجود ہین ہر ایک ضرورت کیلیے کافی مواد موجود ہے لیکن خاصکر احکام زوجین کے متعلق کوئی ایسی معتبر کتاب اردو زبان مین تصنیف نہین ہوئی جسکی اسوقت عدالتون و ہر ایک فرد بشر کو سخت ضرورت ہے۔

لہذا اس بندہ حاجی محمد بن عبداللہ نے حسبۃً للّٰہ بعون الملک المنان قلم اُٹھایا اور نام اُسکا

قُرَّةُ الْعَيْنَيْنِ فِي أَحْكَامِ الزَّوْجَيْنِ

رکھا اور اس رسالہ مین احکام بحوالہ کتب قرآن و حدیث و اجماع و قیاس ہونگے

فصل نکاح

نکاح از عہد آدم تا ایندم ہمیشہ سے یہی طریقہ جاری ہے کہ جنت مین رہیگا اور یہ ایک عقد و ربط ہے اصل مین نکاح عقد کو کہتے ہین جو معنے گھٹان و لپیٹ ہے اور گھٹان و لپیٹ دو طرفہ ہوتی ہے اسی طرح زوجین مین بھی ایجاب و قبول دو طرفہ ہوتا ہے اور استعارۃً جماع کو کہتے ہین جو قصدًا و ملکًا نفع اُٹھانے پر صادر ہوتا ہے اور یہ عقد نکاح ایک قسم کا معاہدہ حلفی و وثیقہ حقوق ہے اسکے ساتھ ہی جملہ حقوق زوجین و مہر و توریث پیدا ہو جاتے ہین اور امان و حفظ مرعات و ضمان و ذمہ داری الٰہی ہے جسکی ایفا کیلیے فرمان الٰہی موجود ہے

اَوْفُوْا بِعَهْدِ اللّٰهِ اِذَا عَاهَدْتُّمْ (سورہ النحل۔ القرآن) ترجمہ۔ پورا کرو تم من جانب اللہ معاہدون کو جبکہ تم کسی سے معاہدہ کرو۔

اور جن علماء نے نکاح کو بیع پر قیاس کیا ہی وہ صحیح نہین ہے کیونکہ بیع مین اقالہ وخیار ہے اور نکاح مین اقالہ وخیار نہین ہے۔

فصل حث علی النکاح

عبداللہ بن مسعودؓ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اے جماعت جوانون کی تم سے جسکو طاقت ہو جماع و پرورش عورت کی تو ضرور بضرور نکاح کرو کیونکہ یہ بدنظری سے محفوظ رکھتا ہے اور شرمگاہ کی حفاظت کرتا ہے (کتب احادیث اور بعض علماء نے کہا ہے کہ جماع و نفقہ و مہر پر قادر ہو اسکو نکاح کرنا فرض واجب ہے (کتب احادیث باب النکاح)۔

نیک صالحہ عورت سے نکاح کرنا چاہیے۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ تمام دنیا متاع ہے اور بہتر متاع دنیا کا عورت صالحہ ہے یعنے نیکبخت خوش خلق مطیع فرمانبردار عورت سے بڑھکر اور کیا دولت ہے (نسائی وغیرہ)

پسندیدہ عورتون سے نکاح کرو۔ قولہ تعالیٰ فَانْكِحُوْا مَا طَابَ لَكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ پسندیدہ عورتون سے تم نکاح کرو (القرآن۔ پارہ لن تنا۔ رکوع ۱۲)

ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کونسی عورت نکاح کیلیے اچھی ہوتی ہے تو آپ نے فرمایا جو خاوند کو پسندیدہ ہو اسکی مرضی پر چلے اُسکے حکم کے خلاف نہ کرے اور اپنے جان و مال سے اُس کے لیے دریغ نہ کرے۔ (سنن نسائی وغیرہ)

جس عورت سے نکاح کا ارادہ ہو اسکو پہلے دیکھ لو۔ آنحضرت نے فرمایا ہے جب کوئی تمہارا نکاح کا ارادہ کرے تو پہلے عورت کو دیکھ لو اسمین گناہ نہین ہے خواہ عورت کو

اطلاع ہو یا نہو جمہور علما کا یہی مذہب ہے لیکن اب فتنہ کے زمانہ مین اکثر عورتین دیکھکر خود پسند کرلیتی ہین۔ اسی طرح عورت کو بھی چاہیے کہ مرد کو دیکھکر پسند کرے اور دریافت کرکے

غیرت والی عورت سے نکاح کرنا بہتر ہے۔

آنحضرتؐ نے فرمایا کہ انصار کی عورتین غیرت والی ہین اُن سے نکاح کرو اس سے معلوم ہوا کہ غیرت والی خاندانی عورت پسندیدہ اور مفید ہوتی ہے۔ (سنن نسائی وغیرہ)

جن الفاظ سے نکاح منعقد ہوتا ہے۔ ایجاب وقبول یہ دونون ماضی کے صیغے ہون جیسے مین نے اپنا نفس بعوض اتنے مہر کے دیا دوسرا کہے کہ مین نے قبول کیا یا ایک ماضی دوسرا مضارع یا حال کیلیے ہو تو نکاح منعقد ہو جائیگا۔ (ہدایہ۔ عالمگیری۔ درمختار)

اگر مرد نے عورت سے کہا کہ مین تجھ سے بعوض اسقدر مہر کے نکاح کرتا ہون اور عورت نے قبول کیا تو نکاح منعقد ہوگا۔

تمثیلاً:۔ جیسے کوئی کہے نکاح کیا مین نے اپنا یا اپنے بیٹے کا یا موکل کا تجھ سے اس کلام اول کو ایجاب کہتے ہین (مرد کہے یا عورت) دوسرا کہے مین نے قبول کیا یا مان لیا اپنی ذات کے واسطے یا اپنے بیٹے کے واسطے یا اپنے موکل کیلیے دوسرے کلام کو قبول کہتے ہین خواہ مرد کہے یا عورت یا ولی۔ کہے تو یہ قول قائم مقام بجاے ایجاب وقبول عاقدین کے ہونگے تو نکاح صحیح ہو جائیگا۔

جن الفاظ سے نکاح منعقد ہوتا ہے اُسکی دو قسمین ہین۔ ایک صریح دوسرے کنایہ۔

صریح تو لفظ نکاح و تزویج ہے ان الفاظون کے سواے جو ملک عین ہون (اصل چیز کا مالک) اور جو کنایہ ہین جیسے لفظ ہبہ ہے اگر عورت کہے کہ مین نے اپنا نفس تجھ کو ہبہ کر دیا اور مرد کہے کہ مین نے قبول کیا تو نکاح ہو جائیگا بشرطیکہ دونون کی نیت نکاح کی ہو بموجودگی شہود۔

ایضاً اگر مرد نے کہا تو بعوض سو روپیہ کے میری جورو ہو جا اور عورت قبول کرلے تو نکاح ہو جائیگا۔

نکاح کا مسنون طریقہ تو یہ ہے کہ برضامندی ناکح منکوحہ مع ولی نکاح دحضوری شہود واتحاد مجلس وتعین مہر ومحل نکاح اور خطبۂ نکاح بھی پڑہا جاوے۔ دونون ناکح منکوحہ کا ایجاب وقبول بحضوری شہود صادر ہو۔

شرط نکاح

(۱) عاقد۔ عقد باندہنے والا مسلمان عاقل بالغ آزاد ہو نہ غلام ہو اگر مجنون یا نابالغ عقد باندھے تو جائز نہ ہوگا کیونکہ مجنون تو مجنون ہے اور لڑکا بوجہ لہو ولعب کے فساد کو نہین سمجھتا۔ (بدائع وصنائع)

(۲) اور محل نکاح ہو منکوحہ عورت ایسی ہو جو شرعاً محرمات سے نہو۔ (عالمگیر)

(۳) غیر کی منکوحہ نہ ہو۔ عدت مین نہو۔ غیر کی حاملہ نہ ہو۔ (")

(۴) اور ہر ایک متعقدین کا کلام سمجھا جاوے۔ (")

(۵) گواہون کا عاقل بالغ مسلمان بے نشہ وآزاد ہونا۔ (")

(۶) اسی طرح گواہون کا گونگا، ہکلا، بہرا، توتلا بھی نہ ہونا۔ (")

(۷) اسی طرح جس کو زنا کی تہمت مین حد نہ ماری گئی ہو۔ (")

(۸) اسی طرح دونون گواہون کا مرد ہون یا ایک مرد دو عورتین ہون۔ (")

(۹) اسیطرح دونون گواہ دونون عاقدین کا کلام معاً سنین اور سمجھین یہی صحیح ہے۔ (فتح القدیر)

(۱۰) اور عاقدین کی مجلس بھی ایک ہو (")

(۱۱) اگر کسی نے اللہ تعالی ورسول اللہ صلعم کی گواہی پر نکاح کرلیا تو نکاح جائز نہو گا۔ (عالمگیری)

(۱۲) دونون گواہون کا عاقدین کو مع ولدیت کے پہچاننا۔ (")

(۱۳) عورت کے باپ کا مع ایک گواہ کے نکاح صحیح ہوگا بشرطیکہ عورت حاضر مجلس ہو۔ (")

(۱۴) عورت بالغہ باکرہ ہو یا ثیبہ ہو تو بھی اسکی رضامندی شرط ہے۔ (")

(۱۵) عورت کا ولی اُسکو نکاح پر مجبور نہین کر سکتا۔ (عالمگیری)

(۱۶) اگر عورت کے چہرہ پر نقاب ہو گواہ اُسکو نہ پہچانتے ہون تو نکاح صحیح نہوگا اور یہی صحیح ہے (درمختار)

(۱۷) اسیطرح اگر کسی نے اپنی بیٹی یا بہن وغیرہ کو بغیر بیان نام نکاح کر دیا تو جائز نہوگا۔ (")

(۱۸) اگر کسی نے نصف عضو کی طرف اضافت کرکے نکاح کر دیا یا کرین تو صحیح یہی ہے ...... کہ نکاح نہ ہوگا۔ (قاضیخان)

اگر عورت نے بوقت نکاح شوہر سے شرط کی کہ شوہر شہر سے باہر نہین لے جائے گا

اسمین اختلاف ہے امام محمد و اسحاق و شافعی کہتے ہین شرط لازم ہے۔ اور ایک روایت ہے باسناد جید ایک شخص نے شرط کی کہ وہ اپنی زوجہ کو شہر سے باہر نہین لے جائیگا اسکا مرافعہ حضرت عمرؓ کے دربار مین ہوا حکم ہوا کہ شرط باطل عورت اپنے شوہر کے ساتھ رہے اور اکثر ازواج آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ہر سفر مین آپ کے ہمراہ رہتی تھین۔

اور ایک روایت ہے اَلْمُسْلِمُوْنَ عِنْدَ شُرُوْطِهِمْ اِلَّا شَرْطًا اَحَلَّ حَرَامًا اَوْ حَرَّمَ حَلَالًا۔ ترجمہ مسلمان اپنی شروط کے پابند ہین مگر جو شرط حلال کو حرام کرے یا حرام کو حلال کرے اُسکے پابند نہین ہین۔ (نیل۔ جلد ۶ صفحہ ۵۳)

اگر عورت بوقت نکاح نصف مہر پر یہ شرط کرے کہ مجھکو اپنے شہر سے باہر نہین لیجانا تو جمہور علما کا اتفاق ہے کہ شرط باطل اور عورت کو مہر مقررہ پورا ملیگا یا مہر مثل ملیگا۔ (نیل ج ۶ ص ۵۵)

فصل اُن عورتون کے بیان مین جنسے نکاح ہمیشہ کیلیے قطعی حرام ہے

قولہ تعالیٰ حُرِّمَتْ عَلَیْکُمْ اُمَّهٰتُکُمْ وَبَنٰتُکُمْ وَاَخَوٰتُکُمْ وَعَمّٰتُکُمْ وَخٰلٰتُکُمْ وَبَنٰتُ الْاَخِ وَبَنٰتُ الْاُخْتِ وَاُمَّهٰتُکُمُ الّٰتِیْٓ اَرْضَعْنَکُمْ وَاَخَوٰتُکُمْ مِّنَ الرَّضَاعَةِ وَاُمَّهٰتُ نِسَآئِکُمْ وَرَبَآئِبُکُمُ الّٰتِیْ فِیْ حُجُوْرِکُمْ مِّنْ نِّسَآئِکُمُ الّٰتِیْ دَخَلْتُمْ بِهِنَّ فَاِنْ لَّمْ تَکُوْنُوْا دَخَلْتُمْ بِهِنَّ فَلَا جُنَاحَ عَلَیْکُمْ وَحَلَآئِلُ اَبْنَآئِکُمُ الَّذِیْنَ مِنْ اَصْلَابِکُمْ۔ (القرآن پارہ ۴ رکوع ۱۴)۔

ترجمہ۔ مائین تمھاری. بیٹیان تمھاری. بہنین تمھاری. پھوپھیان تمھاری۔ خالائین تمھاری بھائی کی بیٹیان تمھاری. بہن کی بیٹیان تمھاری۔ رضاعی مائیں تمھاری۔ رضاعی بہنین تمھاری ساسین تمھاری (مدخولہ عورتون کی مائین) ربیبہ لڑکیان تمھاری (مدخولہ عورتون کے پیٹ سے) اور صلبی بیٹون کی جورو ین (بہوین تمھاری)۔ یعنے حرام ہوئی ہین تم پر تمھاری مائین اور بیٹیان اور بہنین اور پھوپھیان اور خالائین اور بھائی کی بیٹیان اور بہن کی اور جن ماؤن نے تم کو دودھ پلایا اور بہنین دودھ کی اور تمھاری عورتون کی مائین اور اُن کی بیٹیان دوسرے شوہر سے بشرطیکہ تم نے اُن سے دخول کیا ہو اگر تم نے اُن عورتون سے دخول نہین کیا تو اُنکی بیٹیان نکاح سے جائز ہین اور تمھاری پشت کے بیٹون کی عورتین۔

موضح القرآن مین ہے سات ناتے خدا نے حرام فرمائے ہین ایک مان اسمین داخل ہے اور دادی جو مرد کی اصل جڑ ہے۔ دوسری صلبی بیٹی، نواسی، پوتی جو شاخین ہین۔ تیسری بہن۔ چوتھی بھتیجی۔ پانچوین بھانجی جو اُسکے مان باپ مین ملتی ہے۔ چھٹی پھوپھی۔ ساتوین خالہ جو مان باپ سے اوپر ملتی ہے بشرطیکہ بے واسطہ ملتی ہو اور واسطہ سے ملتی ہو تو وہ حلال ہے جیسے پھوپھی کی بیٹی یا خالہ کی بیٹی۔

دودھ کے دو ناتے فرمائے ہین مان اور بہن اسمین اس امر کا اشارہ ہے کہ ساتون ناتے اسمین بھی حرام ہین

سسرال کے چار ناتے فرمائے ہین۔ عورت کو مرد کی جڑ اور شاخ اور مرد کو عورت کی جڑ و شاخ۔ مگر شاخ جب حرام ہے کہ نکاح کے بعد صحبت بھی کی ہو اور جڑ فقط نکاح سے حرام ہے

دودھ سے بھی یہ چار ناتے حرام ہین لیکن دودھ پینا بھی شرط ہے جسکی بحث دودھ مین آئیگی۔ اور دودھ مین بھی ناتا سگا اور سوتیلا اخیافی سب یکسان برابر ہین۔

دودھ کا ناتا یا سسرال کا مرد کو اپنی لونڈی سے ہے تو اُسکی صحبت حرام ہے ملک مین رہے اور جو قید صلبی بیٹے کی جورو کی لگائی گئی ہے اُس سے منھ بولا (لے پالک)

بیٹا خارج ہے کیونکہ حقیقت میں نہ پالک بیٹا بیٹا ہی نہیں ہے۔

جو عورتیں حرام فرمائی ہیں انکے سوا سب حلال ہیں بطریق حلال نکاح سے یا ملکیت لونڈی۔
بھانجی بھتیجی تین طرح پر ہوتے ہیں سگا ماں باپ کی طرف یا صرف باپ کی طرف یا صرف ماں کی طرف۔

پھوپھیاں بھی تین طرح کی ہوتی ہیں ایک سگی دوم باپ کی طرف سوم ماں کی طرف ان سب کا یکساں حکم ہے (تفسیر امادیہ و تفسیر عالمگیری)

جس سے نکاح کرے اسکی ماں حرام ہوجاتی ہے (القرآن)

اگر جورو کی ماں سے شہوت سے مس یا مساس کیا تو اسکی بیٹی حرام ہوگئی یہی قول امام ابوحنیفہ و ثوری و اوزاعی و لیث کا ہے (نیل الاوطار)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جس شخص نے عورت کی فرج پر نظر ڈالی تو اسکی ماں بیٹی دونوں حرام ہوگئیں۔ (تفسیر درمنثور ج ۲ ص ۱۳۶)۔

اگر مرد نے عورت سے خلوت صحیحہ کی تو باتفاق جمیع علما کے اس کی ماں بیٹی دونوں حرام ہوجائیں گی۔ (تفسیر ابن جریر طبری)

رضاعی بیٹے کی جورو رضاعی باپ پر ہمیشہ کیلیے حرام ہے باتفاق جمیع علماء (تفسیر مقاصد القرآن ج ۱)

(۱) زوجہ کی نانی جسکو جدہ ادنی کہتے ہیں کتنی اوپر تک ہوں حرام ہیں۔ (" " " ")
(۲) زوجہ کی بیٹیاں انکی اولاد کتنی نیچے تک ہوں حرام ہیں۔ (" " " ")
(۳) بیٹے کی اولاد کتنی نیچے تک ہوں مرد پر حرام ہیں۔ (" " " ")
(۴) آبا و اجداد از جانب مادر و پدر کی جورو مثین اگرچہ کتنی اوپر تک ہوں حرام ہیں (" " " ")

کلیہ قاعدہ یہ ہے کہ جس عورت سے نکاح صحیح یا فاسد یا زنا دخول کیا تو اسکے اصول فروع اسپر حرام ابدی و قطعی ہوجائیں گی۔

فصل جو عورتین نکاح مین جمع کرنے سے حرام ہوجاتی ہین۔ دو قسم کی ہین:-

قسم اول چار سے زائد اجنبیات عورتون کا ایک وقت ایک نکاح مین جمع کرنا حرام ہے بدلیل فَانْكِحُوا مَا طَابَ لَكُمْ مِنَ النِّسَاءِ مَثْنٰى وَثُلَاثَ وَرُبَاعَ (القرآن پارہ ۴ رکوع ۱۲)

(ترجمہ) پس نکاح کرو تم پسندیدہ عورتون سے دو دو تین تین چار چار۔ اسمین جمیع امت کا اتفاق ہے کہ چار سے زائد عورتین ایک وقت ایک نکاح مین جمع کرنا قطعی حرام ہے۔

قسم دوم۔ دو بہنون کا ایک نکاح مین یا ایک عورت کا اُس کی پھوپھی کے ساتھ جمع کرنا یا اُسکی خالہ کے ساتھ جمع کرنا قطعی حرام ہے۔ (کتب احادیث)

دلیل عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ تُنْكَحَ الْمَرْاَةُ عَلٰى عَمَّتِهَا اَوْ خَالَتِهَا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے کہ نکاح کی جاوے عورت اپنی پھوپھی یا اپنی خالہ کے ساتھ۔

اور دو بہنون کا ایک وقت ایک نکاح مین جمع کرنا حرام ہے۔ بدلیل قولہ تعالےٰ اَنْ تَجْمَعُوْا بَيْنَ الْاُخْتَيْنِ (القرآن پارہ ۴ رکوع ۱۵)

عدت مین نکاح کی حرمت۔ اسمین تمام علما کا اتفاق ہے کہ عدت مین نکاح جائز نہین خواہ عدت حیض ہو یا عدت حمل ہو یا عدت مہینون کی ہو اور اسمین مختلف ہین کہ جس نے عدت مین نکاح کیا یا دخول کیا تو امام مالک واوزاعی ولیث کا کہنا ہے کہ اُنہین تفریق کیجاوے اور اسپر یہ عورت ہمیشہ کیلیے حرام ہوگئی اور امام ابو حنیفہ وشافعی وثوری فرماتے ہین کہ انہین تفریق کرائی جاوے اور بعد انقضائے عدت کے دوبارہ نکاح کرا لیا جاوے اختلاف کی وجہ اختلاف روایات ہین۔ (بدایۃ المجتہد)

مشرکہ عورتون سے نکاح کرنا حرام ہے۔ آتش پرست۔ بت پرست۔ ستارہ پرست آفتاب پرست۔ تصویر پرست۔ معطلہ یہ یونان کے قدیم مذہب ہین خدا کو معطل مانتے تھے زنادقہ۔ باطنیہ۔ اباحیہ اور ہر ایک وہ عورت جس کا معتقد غیر خدا ہو اُس سے

نکاح جائز نہین ۔ (عالمگیری جلد ۲ صفحہ ۲۵)

جمہور علما کا یہی مذہب ہے کہ ان عورتون سے نکاح کرنا حرام ہے (فتح الباری شرح صحیح البخاری جلد ۹ صفحہ ۳۶۷)

فصل کتابیہ عورتون سے نکاح کا حکم ۔ قولہ تعالےٰ اُحِلَّ لَکُمُ الْمُحْصَنَاتُ مِنَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْکِتَابَ مِنْ قَبْلِکُمْ آخر آیت تک (القرآن پارہ ۶ رکوع ۵)

(ترجمہ) حلال کیا ہے ہم نے تمھارے لیے نیک پارسا لڑکیان اُن لوگون کی جنھین تم سے پہلے آسمانی کتاب دیگئی ہے ۔ یہ آیت صاف دلیل ہے کہ اہل کتاب یہود و نصاریٰ کی لڑکیون دبہنون سے جو نیک پارسا عامل کتاب ہون مسلمان مرد اُن سے نکاح کرسکتا ہے ۔

لیکن دوسری ایک آیت وَلَا تَنْکِحُوا الْمُشْرِکَاتِ حَتّٰی یُؤْمِنَّ وَلَاَمَۃٌ خَیْرٌ مِّنْ مُّشْرِکَۃٍ وَّلَوْ اَعْجَبَتْکُمْ حُسْنُھُنَّ ۔ (القرآن پارہ ۲ رکوع ۱۱)

(ترجمہ) اور مت نکاح کرو تم شرک کرنے والی عورتون سے جبتک کہ وہ ایمان نہ لادین ایک لونڈی ایماندار مشرکہ عورت سے بہتر ہے گو اُسکا حسن تم کو بہت ہی پسند ہو ۔

اسوقت کتابیہ عورتین حقیقت مین مشرکہ ہین اور مشرک وہ ہے جو الوہیت الٰہی مین شرک کرے اسوقت کے اہل کتاب سے بڑھکر کون مشرک ہوگا کہ یہود حضرت عزیر علیہ السلام کو ابن اللہ کہتے ہین اور نصاریٰ حضرت مسیح علیہ السلام کو ابن اللہ اور ثَالِثُ ثَلٰثَۃ تیسرا خدا کہتے ہین پس عموم نص قرآنی مقتضی ہے حرمت نکاح جمیع مشرکات سے (بدایع جلد ۲ صفحہ ۲۷۰)

رُوِیَ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عُمَرَ کَانَ اِذَا سُئِلَ عَنْ نِکَاحِ النَّصْرَانِیَّۃِ وَالْیَھُوْدِیَّۃِ قَالَ اِنَّ اللّٰہَ حَرَّمَ الْمُشْرِکَاتِ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ وَلَا اَعْلَمُ مِنَ الْمُشْرِکَاتِ شَیْئًا اَکْبَرَ مِنْ اَنْ تَقُوْلَ الْمَرْاَۃُ رَبُّھَا عِیْسٰی وَھُوَ عَبْدٌ مِّنْ عِبَادِ اللّٰہِ (فتح الباری جلد ۹ صفحہ ۳۶۱)

(ترجمہ) حضرت عبداللہ بن عمر سے مروی ہے کہ آپ سوال کیے گیے کہ نصرانیہ ویہودیہ عورتون سے نکاح کرنا کیسا ہے تو آپنے فرمایا کہ اللہ تعالےٰ نے مشرکات عورتون کو مسلمانون پر حرام کیا ہے اور مین نہین جانتا کہ ان نصرانیہ ویہودیہ عورتون سے بڑھکر کون مشرک ہوگا

نصرانی کہتے ہین کہ عیسیٰ ہمارا رب ہے حالانکہ وہ خدا کا بندہ ہے۔

فائدہ جلیلہ۔ جمہور علما اس طرف گئے ہین کہ والمحصنات من الذین اوتوا الکتاب سے عام ہے کہ پارسا عورتین اہل کتاب کی ان سے نکاح روا ہین۔ اصل اسکی یہ ہے کہ عیسائیون مین دو فرقے ہین ایک تو موحد ہے جو حضرت عیسیٰ کو عبداللہ کہتے ہین یہ اصل نصرانیت پر ہین یہی اہل اہل کتاب ہین اور دوسرے مشرک ہین جو حضرت عیسیٰ کو ابن اللہ اور تیسرا خدا کہتے ہین۔

اسی طرح یہود کے بھی دو فرقے ہین ایک فرقہ موحد ہے جو الوہیت کا قائل نہین ہے یہ حضرت عزیر علیہ السلام کو عبداللہ کہتے ہین یہ دونون موحد فرقے بہت کم و نادر الوجود ہین۔

دوم مشرک ہین جو حضرت عزیر و عیسیٰ کو ابن اللہ کہتے ہین انکی بیٹی کے ساتھ مسلمان مرد نکاح کر سکتا ہے بشرطیکہ عفیفہ پارسا ہو ورنہ کوئی فرض و واجب نہین ہے بلکہ رخصت ہے۔

نیک عورتون کی تعریف

فالصالحات نیک بخت عورتین قانتات اللہ اور رسول کی مطیع اور فرمانبردارون سے کے حقوق مین فرمانبردار حافظات للغیب پس پشت اپنے شوہرون کی اور انکے گھر و مال و اولاد کی حفاظت کرتی ہین اور اپنی شرمگاہون کو بیگانہ مردون سے محفوظ رکھتی ہین واللاتی تخافون نشوزہن اور وہ بیبیان جو ڈرتی ہین نشوز سے اور مراد نشوز سے شوہر پر سرکشی اور بات کا جواب نہ دینا غصہ سے بات کرنا اٹھ بیٹھنا قول و فعل نافرمانی کرنا اور حقوق شوہری مین عدم تعمیل کرنا۔ عبدالرحمن بن عوف سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا جب عورت پنجگانہ نماز پڑھے ماہ رمضان کے روزے رکھے اپنی شرمگاہ کو بچاوے شوہر کی اطاعت کرے تو اس سے کہا جائے گا کہ جا جنت مین جس دروازے سے تو چاہے۔ (کذا فی مسند امام احمدؒ)

استفتا۔ اگر شوہر والی عورت عیسائی یا یہودیہ یا بت پرست ہوجائے تو کیا حکم ہے

الحمد لله الذی فضلنا علی کثیر من عباده ۔ والصلوۃ والسلام علی رسوله المصطفی واصحابه اهل التقی کیا فرماتے ہین علمائے اہل اسلام اس مسئلہ مین اگر مسلمہ عورت یا غیر منکوحہ یہودیہ یا نصرانیہ عیسائیہ ہوجاوے یا مرتدہ ہو تو نکاح پر کیا اثر یا نکاح بحالت سابق باقی وثابت یا فسخ ہوجائے گا بینوا توجروا جزاکم الله خیر الجزاء۔

الجواب وما وجب علینا بالصواب اس بارے مین قول باری تعالی کا موجود ہے اُحِلَّ لَكُمُ الْمُحْصَنَاتُ مِنَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ مِنْ قَبْلِكُمْ آخر آیت تک جبکہ اللہ تعالے نے اہل اسلام کیلیے اہل کتاب کی لڑکیان ہنین یہودیہ یا عیسائیہ نصرانیہ یا صالحہ نیک عورتین بہ نکاح شرعی حلال کیا ہے تو اگر مسلمہ عورت یہودیہ یا عیسائیہ ہوجائے تو نکاح فسخ نہوگا کیونکہ جب کہ عورت اُسی عقیدہ کو اختیار کرے جس عقیدہ کی عورت سے ہمارا نکاح جائز ہوسکتا ہے تو ایسی صورت مین جو نکاح بحالت اسلام ہوا تھا فسخ نہوگا حقوق زوجین بدستور سابقہ قائم وثابت رہین گے۔ اگر احد الزوجین مین سے ایک مرجاوے تو دوسرا اُسکا وارث ہوگا اسی بنا پر علمائے بلخ وبخارا وسمرقند واسمعیل زاہد وابو النصر الدبوسی وابو القاسم صفار کا فتوی ہے کہ عورت کے مرتدہ ہونے کی صورت مین نکاح فسخ ہی نہین ہوتا بلکہ بدستور عورت شوہر سابق کے قبضہ مین رہتی ہے جیسے آگے تفصیل وار بحوالہ کتب آئیگا۔

اگر شوہر والی مسلمہ عورت مرتدہ ہوجاوے۔ اسکی اصل یون ہے کہ نزول قرآن و صحابہ وتابعین کے زمانہ مین یہ ثابت نہین کہ کوئی شوہر والی مسلمہ عورت اپنے شوہر سے ناراض ہوکر مرتدہ یا تبدیل مذہب کرکے اپنا نکاح فسخ کرالی ہو جہان تک دیکھا گیا جہلا عرب اسلام سے پھر جاتے تو وہ مرتد کہلاتے اُنکے لیے یہ حکم نازل ہوا کہ جو دین بدلے وہ کافر ہے اُنکے اعمال صالحہ برباد حبط ودنیا وآخرت خراب۔ ہمیشہ دوزخ مین رہین گے (القرآن۔ پارہ ۲ رکوع ۱۱)

یہ امر بھی غور طلب ہے کہ مرتد یا مرتدہ کا کیا حکم ہے۔ عبداللہ بن عباس سے مروی ہے کہ آنحضرت علیہ الصلوۃ والسلام مَنْ بَدَّلَ دِیْنَهٗ فَاقْتُلُوْهُ (رواہ جماعت الا مسلم)
اور جابر سے مروی ہے اَنَّ اُمَّ مَرْوَانَ اِرْتَدَّتْ فَاَمَرَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنْ یُّعْرَضَ عَلَیْهَا الْاِسْلَامُ فَاِنْ تَابَتْ وَاِلَّا قُتِلَتْ۔ (دار قطنی و بیہقی)

وَفِیْ رِوَایَةٍ اَنَّ اَبَا بَکْرٍ اِسْتَتَابَ اِمْرَأَةً یُقَالُ لَهَا اُمُّ قِرْفَةَ کَفَرَتْ بَعْدَ اِسْلَامِهَا فَلَمْ تَتُبْ فَقَتَلَهَا۔ (دار قطنی و بیہقی)

حالانکہ صحابہ اُسوقت وافر تھے کسی نے انکار نہین کیا۔ اور صحابہ کے زمانہ مین قید کا حکم تھا کہ مرتد یا مرتدہ قید کی جاوین بعض روایت مین تین دن بعض مین تیس دن تک آیا ہے کہ مرتد یا مرتدہ پر اسلام پیش کیا جاوے اسلام کی خوبیان بیان کیجاوین (نیل جلد ۷ صفحہ ۹۷)
اور یہ امر بھی غور طلب ہے کہ اکثر شوہر والی عورتین ناقص العقل والدین تبدیل مذہب اس خیال سے کر لیتے ہین کہ ملک نکاح و حق شوہریت زائل و نکاح فسخ و منقطع ہو جاوے اس حیلہ سے نہ فسخ نکاح اور نہ ملکیت شوہری زائل ہوتی ہے کیونکہ یہ ایک قسم کا حیلہ ہے اور ہر ایک حیلہ نہ حلال کو حرام کر سکتا ہے اور نہ حرام کو حلال کر سکتا ہے۔ اور یہود کو خدا تعالےٰ نے مستحق لعنت کیا کہ اُنپر چربی حرام کی گئی تھی اُنھون نے حیلہ کر کے چربی کو گلا کر اُسکو فروخت کر کے اُسکی قیمت کھاتے اور دلائل تحریم حیلہ مین کتاب اللہ و سنت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور اجماع امت سے ثابت ہین۔

عقد نکاح ایک قسم معاہدہ معاشرتی شرعی بالشہود و اعلان زبانی و تحریری بایجاب و قبول و معاوضہ مہر ہے صورۃً ابدی غیر موقتی ہوتا ہے اسکے ایفا مین امر الٰہی موجود ہے اَوْفُوْا بِعَهْدِ اللّٰهِ اِذَا عَاهَدْتُّمْ اسمین خطاب عام ہے (سورہ نحل پارہ) اور دنیا بھر کے معاہدون مین نہ اعلان ہے نہ معاوضہ وغیرہ اسکے زائل و فسخ کرنے کیلیے شریعت نے دو ہی صورتین رکھی ہین ایک طلاق دوم برضامندی شوہر خلع کرانا اگر یہ نہ ہو سکے تو ہر ایک نزاع

و مطالبہ کیلیے قاضی حاکم وقت کے پاس اپنی دادرسی کرے۔ اور یہ ساری آفتین انھین بلادین ہین جہان دو دین ہین اور ہندوستان مین تو پانچ چھ دین ہین انکی وجہ سے دنیا بھر کی آفتین ہین جن بلاد مین یہ آفتین نہین وہان تبدیلی مذہب بھی نہین ہے۔

ہم جب منظر ارض پر نظر غور ڈالتے ہین تو دیہاتی و قصباتی زندگی ان آفتون سے محفوظ پاتے ہین مثل کشمیر و تبت تاتار ترکستان یاغستان کابل بلوچستان وغیرہ۔

جو شوہر والی مسلمہ عورت تبدیل مذہب کرے اُسمین علماے فقہا کے دو حکم و فتوے ہین۔ اس مسئلہ مین فقہا کے دو فریق ہین ایک تو اس طرف گیا ہے کہ اُسکو جبرًا مسلمان کیا جاوے اور اُسی شوہر سے تجدید نکاح کی جاوے اگر نہ ملنے تو قید کیا جاوے پچہتر کوڑے مارے جاوین یہ مسئلہ تو بعید از قیاسات و نا ممکن غیر قابل استدلال و عمل فتوے تھے گو منشا عورت کو شوہر اول سے صریح علیحدہ کرنا نہین چاہتے لیکن یہ امر محال ہے۔

فریق دوم اس طرف گئے ہین کہ بمقتضاے زمانہ و حالات وقت و سد باب فتنہ و فساد مسائل مین مصلحت و منفعت عامہ کیلیے انتظامًا مسائل کے اجرا مین تبدیلی ہوتی رہتی ہے جیسے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے صلح حدیبیہ کرلی اور حضرت عمر رضؓ نے باوجود عمل نبوت و خلافت اولی کے غنائم وغیرہ کو بند کرکے بیت المال قرار دیا اسمین انتفاع عامہ مقصود تھا اور حضرت علی رضؓ نے مرتدون کو بجاے قتل کے اور لوطیون کو بجاے قتل کے آگ کی خندقون مین ڈال دیا باوجودیکہ صحابہ وافر موجود تھے کسی نے انکار و اعتراض نہین کیا امام ابو حنیفہ نے جو شخص محرمہ کے ساتھ زنا کرے بجاے حد کے تعزیر کا حکم دیا یعنے حد سے زائد تعزیر دی جاوے۔

ان لحاظات کی وجہ سے اگر شوہر والی عورت مرتدہ بت پرستون وغیرہ مین مل جاوے اس غرض سے کہ ملکیت شوہری زائل و نکاح فسخ و منقطع ہو جاوے تو یہ امر محال ہے اصل لغت مین مرتد یا مرتدہ اُسکو کہتے ہین جو کفر سے اسلام پر آکر پھر کفر پر پلٹ جاوے

پھر جانے رجوع کرے جیسے قول تعالےٰ مَنْ یَّرْتَدَّ مِنْکُمْ عَنْ دِیْنِہٖ وَھُوَ الرُّجُوْعُ عَنِ الْاِسْلَامِ اِلَی الْکُفْرِ مفردات۔ راغب اصفہانی صفحہ ۱۹۲۔

اور یہ ارتداد مسلمہ حقیقت میں قابل لحاظ و نفاذ تسلیم نہیں ہے۔ اور یہ ارتداد مسلمہ منکوحہ و تبدیلی مذہب حقیقت میں حیلہ بندی ہے نہ تنسیخ و تفسیخ نکاح ہے کیونکہ یہ تو مسلمہ ہے کہ خاوند کی ناچاقی کی وجہ سے اسکی غایت و غرض تبدیلی شدہ ہے کہ اس حیلہ سے حقوق اسکے نکاح فسخ ہوجاوینگے آزادی حاصل ہو نہ تو تحقیر اسلام ہے نہ توقیر کفر اور نہ عیسائیت و یہودیت کی تعظیم مراد ہے یہ بیچاری نگوڑی کیا جانیں کہ اسلام کی خوبیاں کیا ہیں اور غیر مذہبوں میں برائیاں کیا ہیں اس امر میں فقہا علما سلف صالحین کے فتوے ہیں جو حسب ذیل تحریر کیے جاتے ہیں۔

(۱) وان بعض علماء ومشائخ بلخ وبخارا وسمرقند افتوی بعدم الفرقۃ بردتھا حسما لباب المعصیۃ والحیلۃ للخلاص منہ۔ (بحر الرائق۔ جلد ۳۔ صفحہ ۳۱۴)

وقال فی النھر والافتاء بھذا اروی یعنی بعدم الردۃ بھذہ الحیلۃ ومن تفحص احوال نساء زماننا ومایقع منھن من موجبات الردۃ مکررا فی کل یوم لم یقف فی الافتاء کذا فی القنیۃ والمجتبیٰ۔

(۲) وبظاھر المذھب بعض مشائخ بلخ وسمرقند افتوے فی ردتھا بعدم الفرقۃ حسما لاحتیالھا علی الخلاص باکبر الکبائر۔ (فتح القدیر جلد ۳ صفحہ ۲۹۷)

(۳) وافتوا الدبوسی والصفار وبعض علماء سمرقند بعدم الفرقۃ بالردۃ ردا علیھا وعلی غیرھم وشوا علی الظاھر اختارہ قاضیخان للفتوی۔ (فتح القدیر جلد ۵ صفحہ ۳۱۵)

(۴) وافتا مشائخ بلخ بعدم الفرقۃ بردتھا زجرا وتیسیرا۔ (در مختار)

(۵) واذا ارتدت لاجل الخلاص منہ بل قالوا (علماء الاسلام) ذلک سدا لھذا الباب من اصلہ سواء تعمدت الحیلۃ ام لا کی تجعل ذلک حیلۃ۔ (رد المحتار صفحہ ۵۴۰)

(ترجمہ ۱) بیشک علما و مشائخ بلخ و بخارا و سمرقند نے عورت کے مرتدہ ہونے کی صورت عدم

فرقت نکاح کا فتوےٰ دیا کہ بوجہ سد باب معصیت و حیلے کے اور بوجہ خلاصی شوہر سے اور کتاب النہر مین کہا کہ عدم فرقت کا فتوےٰ ایسے حیلون کے ساتھ دینا اولی ہے اور تحقیق حالات و دریافت واقعات عورتون سے معلوم ہوا کہ روزمرہ ہورہا ہے اور رات دن ارتداد عورتون کا ترقی پر ہے پس ایسی صورت مین عدم فرقت کا فتوےٰ دینے مین ہرگز دریغ نہ کرنا چاہیے کہ عورت کے مرتدہ ہونے سے نکاح فسخ نہین ہوتا۔

(ترجمہ نمبر۲) اور ظاہر مذہب جو بعض مشائخ بلخ و سمرقند نے عورت کے مرتدہ ہونے کی صورت مین عدم فرقت نکاح کا جو فتوےٰ دیا ہے یہ بوجہ سد باب ناجائز حیلون کا ہے اور عورت کا اپنے آپ کو ایسے حیلون کے ذریعہ نکاح سے خلاصی کرنا اکبرالکبائر گناہ سے ہے۔

(ترجمہ نمبر۳) امام دبوسی و صفار و بعض علماے سمرقند و بخارا نے جو عدم فرقت نکاح مرتدہ کا فتوےٰ دیا ہے اُس مین عورت مرتدہ وغیرہم کا رد ہے اور فتوےٰ ظاہر روایت کے موافق دیا ہے اور قاضیخان نے بھی اسی روایت کو پسند و اختیار کرکے فتوےٰ دیا ہے۔

(ترجمہ نمبر۴) اور جو فتوےٰ علماے بلخ و سمرقند کا عدم فرقت نکاح مرتدہ کیلیے دیا ہے زجراً و آسانی پیدا کرنے کیلیے ہے اور یہ حسب ہے کہ ارتداد عورت کا خاص نکاح سے ہو تاکہ سدباب ہوجائے ان حیلون سے خواہ وہ ارتداد عمداً ہو یا بغیر عمد ہو بہرصورت ان حیلون کا سدباب منظور ہے۔

مولانا اشرف علی صاحب تھانوی نے اپنی کتاب حیلہ ناجزہ کے صـ۱۲۷ مین یہ عنوان قائم کیا ہے۔

حکم ارتداد زوجہ۔ بعض لوگون نے مسائل نہ جاننے کے سبب یہ سمجھ رکھا ہے کہ اگر کوئی عورت مرتدہ ہوجاے تب ہی نکاح فسخ ہوجاتا اور اسی بنا پر محض ناواقفیت سے تمام روایات فقہیہ کے خلاف کر بیٹھے ہین اور بعض کمبخت عورتون نے اُس کو نا دہندہ سے رہائی حاصل کرنے کا سہل علاج سمجھ لیا اور ارتداد کی بلاے عظیم مین مبتلا ہوکر اپنی عمر بھر کے اعمال صالح

برباد کر دیتی ہین حالانکہ شرعی طور پر بھی اُنکا مقصد حاصل نہین ہو سکتا کیونکہ اس صورت مین شرعی طور پر دوسرے شخص سے نکاح کی ہرگز اجازت نہین بلکہ یہ لازم ہے کہ تجدید اسلام و تجدید نکاح کر کے پہلے خاوند کے ساتھ رہے۔

عورتون کے مرتدہ ہونے کی صورت مین مذہب حنفیہ مین تین قول ہین۔

قول اول۔ عورت کے مرتدہ ہوتے ہین سے نکاح فسخ ہو جائیگا لیکن پھر اُسکو حبس و قید کر کے تجدید اسلام پر مجبور کی جاویگی کہ وہ اپنے خاوند سے تجدید نکاح کرے (کذا فی درمختار و قاضیخان و عالمگیری وغیرہ) اور یہ بھی ہے کہ عورت تجدید اسلام و شوہر اول سے تجدید پر بزور حکومت مجبور کی جاوے گی۔ (شامی)

دوسرا قول۔ علمائے مشائخ بلخ و سمرقند و بعض علمائے بخارا اسمٰعیل زاہد و ابو نصر دبوسی و ابوالقاسم صفار وغیرہم کا فتوےٰ ہے کہ عورت کے مرتدہ ہونے کی صورت مین نکاح فسخ ہی نہین ہوتا بلکہ بدستور یہ عورت شوہر اول کے نکاح مین رہتی ہے۔

تیسرا قول۔ یہ کہ یہ عورت (دارالاسلام) بھی کنیزہ بنا کر رکھی جائیگی اور اسی خاوند کا قبضہ اسپر بدستور سابق رہیگا۔

ان تینون قولون مین اگرچہ کچھ اختلاف ہے لیکن اتنی بات پر تینون متفق ہین کہ عورت مرتد کو کسی طرح یہ حق نہوگا کہ وہ اپنے خاوند کے نکاح سے علیحدہ ہو کر دوسری جگہ نکاح کر لے۔ اسلیے یہ بات متفق علیہ ہو گئی ہے کہ عورت مرتدہ کو دوسری جگہ نکاح کا ہرگز اختیار نہوگا۔ اب ہندوستان مین بحالت موجودہ غیر ممکن ہے کہ فسخ نکاح کا حکم دیدینے کے بعد پھر تجدید نکاح پر مجبور کرنے والی کوئی قوت مسلمانون کے پاس موجود نہین ہے اگر کہین موجود بھی ہے تو مشکلات کا سامنا ہوتا ہے تو اب ہندوستان مین اسپر حکم دینا کہ تجدید اسلام و تجدید نکاح پر مجبور کی جاوے غیر ممکن ہو گیا ہے۔

اسلیے اب بجز اسکے کہ مشائخ بلخ و سمرقند وغیرہ کے قول کو اختیار کر کے اُسی پر فتوے

دیا جاوے کوئی چارہ نہیں رہا۔ پس ہندوستان میں بحالت موجودہ کہ حکومت مسلمان کی نہیں اسکے سوائے مذہب حنفی پر عمل غیر ممکن ہے کہ علماء سمرقند و بخارا وسمرقند کے قول کے موافق یوں فتوے دیا جاوے کہ عورت مرتدہ کے ارتداد سے نکاح فسخ ہی نہیں ہوتا بلکہ بدستور سابق شوہر اول ہی کے نکاح میں باقی رہتی ہے۔

اور علماء دیوبند وسہارنپور اسی فتوے پر اتفاق کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ہمارے دیار میں موجودہ حالات کے ماتحت بجز اسکے کوئی چارہ نہیں معلوم ہوتا کہ علماء مذہب حنفیہ کے مسائل مندرجہ کو اپنا معمول بہی قرار دیدیں اور اسی پر فتوے دیں۔ قرون سابقہ کے علماء نے بھی ضروریات وقتیہ کو اختیار کیا ہے۔

مُہر جامعہ
اسلامیہ دیوبند

دستخط علماء

حسین احمد صاحب مدرس۔ عبدالسمیع صاحب مدرس۔ محمد رسول خان صاحب مدرس۔ محمد ابراہیم صاحب مدرس۔ محمد طیب صاحب مہتمم۔ سید محمد مبارک علی صاحب نائب مہتمم۔ ریاض الدین صاحب مدرس۔ اصغر حسین صاحب مدرس حدیث۔ مسعود احمد صاحب نائب مفتی محمد شفیع صاحب۔ محمد اعزاز علی صاحب شیخ فقہ۔

مُہر مدرسہ
مظاہر العلوم سہارنپور

دستخط علماء

عبداللطیف صاحب مدرس اول۔ محمد زکریا صاحب مدرس۔ محمد اسعد اللہ صاحب مدرس۔

مصنف علماء باعمل کی شان میں خداوند ذوالجلال فرماتا ہے إِنَّمَا يَخْشَى اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمَاءُ۔ اور حدیث اَلْعُلَمَاءُ وَرَثَةُ الْاَنْبِيَاءِ + وَاَنْتُمْ اَعْلَمُ بِاُمُوْرِ دُنْيَاكُمْ تو ایسی صورت میں علماء عالی مقام کے ساتھ ساتھ رہنے میں ہمکو کوئی تامل نہو گا۔

فصل زانیہ بازاری عورت سے نکاح کرنا کیسا ہے - مرثد بن مرثد غنوی سے مروی ہے کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ عناق سے نکاح کروں

(عناق ایک کنچنی تھی جاہلیت کی) تو آپ نے فرمایا اَلزَّانِيَةُ لَا يَنْكِحُهَا اِلَّا زَانٍ نیک پارسا مرد بدکارہ زانیہ یا زاری کنچنی سے نکاح نہین کر سکتا نقل کیا اسکو امام احمد و ابو داؤد صـ۲۸۲ و نسائی صـ۵ جلد ۲۔

اور یہی حکم ہے عفیفہ پارسا عورت کا کہ مشہور بدکار رنڈی باز مرد سے نکاح نہین کر سکتی کیونکہ ایک تو دونون مین کفو نہین دوم عار ہے سوم ایک دوسرے سے علت لگ جائیگی اولاد بدکارہ کنچنی یا زانی کی کہلائے گی۔ (حرام زادہ)

نکاح شغار۔ وہ ہے کہ زید اپنی بہن یا بیٹی بدون مہر کے بکر سے نکاح کر دے اور بکر اپنی بہن یا بیٹی بدون مہر کے زید سے کر دے اس نکاح سے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا اور علما کا اسمین اختلاف ہے جمہور تو ابطال نکاح کی طرف گئے ہین لیکن حنفیہ و زہری و مکحول ثوری و لیث اور ایک روایت امام احمد سے کہ مع وجوب مہر مثل نکاح صحیح ہے (فتح الباری شرح صحیح البخاری و نیل جلد ۶ صفحہ ۵۲)۔

نکاح متعہ (عارضی نکاح) عن محمد بن کعب عن عبد اللہ بن عباس قال اِنَّمَا كَانَتِ الْمُتْعَةُ فِي الْإِسْلَامِ كَانَ الرَّجُلُ يَقْدَمُ الْبَلْدَةَ لَيْسَ لَهُ بِهَا مَعْرِفَةٌ فَيَتَزَوَّجُ الْمَرْأَةَ بِقَدْرِ مَا يُرَى اَنَّهُ يُقِيمُ فَتَحْفَظُ لَهُ مَتَاعَهُ وَتُصْلِحُ لَهُ شَانَهُ حَتّٰى نَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ اِلَّا عَلٰى اَزْوَاجِهِمْ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ (پارہ ۱۸ رکوع ۱۵) فقال عبد اللہ بن عباس فَكُلُّ فَرْجٍ سِوَاهُمَا حَرَامٌ رواہ الترمذی)

(ترجمہ) عبد اللہ بن عباسؓ فرماتے ہین کہ اسمین شک نہین ہے کہ ابتداے اسلام مین متعہ کی حرمت نازل نہین ہوئی تھی وہ یہ کہ جب کوئی شخص کسی گاؤن قصبے کو جاتا اور وہان اسکی جان پہچان نہین ہوتی تو وہ وہان کسی عورت سے نکاح کر لیتا جب تک اسکو وہان ٹھہرنا ہوتا تو وہ عورت اسکی خدمت کرتی اسکے مال وغیرہ کی حفاظت کرتی یہان تک کہ یہ آیت سورۂ مومنون نازل ہوئی اَلَّذِيْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ حَافِظُوْنَ اِلَّا عَلٰى اَزْوَاجِهِمْ

اَوْ مَا مَلَکَتْ اَیْمَانُھُمْ فَاِنَّھُمْ غَیْرُ مَلُوْمِیْنَ فَمَنِ ابْتَغٰی وَرَآءَ ذٰلِکَ فَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الْعٰدُوْنَ

(ترجمہ) وہ لوگ نجات پائیں گے جنھوں نے اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کی (زنا سے) مگر اپنی بیبیوں اور لونڈیوں پر پس وہ نہیں مواخذہ دار پس جو کوئی (ان دونوں کے) سوا کسی عورت کا ارادہ کرے خواہ متعہ ہو یا زنا ہو یا لواطت وغیرہ ہو تو حدود الٰہی سے گذرنے والا ہے پھر حضرت عبداللہ بن عباس رضؓ نے فرمایا تمام فرج سوائے بیوی اور لونڈی اپنی کے سب حرام ہیں۔

اور حضرت علی رضؓ سے مروی ہے کہ بیشک رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے متعہ نسا سے نہی فرمائی ہے خیبر کے روز۔ (روایت کیا اسکو بخاری ومسلم وترمذی ونسائی وابن ماجہ و عبدالرزاق وابن ابی شیبہ نے از تفسیر درمنثور جلد ۲ صفحہ ۱۴۰)

اور ایک سوا ایت ہے کہ متعہ فتح مکہ یا اوطاس میں حرام ہوا ہے یہ کوئی بھی سقم سے خالی نہیں ہے قاضی عیاض کا بیان ہے کہ تمام علما کا اتفاق ہے تحریم متعہ پر مگر مذہب شیعہ میں جائز ہے۔ متعہ دراصل ایک قسم نکاح موجلی ہے یعنے ایک زمانہ معینہ تک بایجاب و قبول و مہر نکاح کرنا جب اجل مسمی ختم ہو جائے گی تو نکاح متعہ بھی ختم ہو جائے گا طلاق کی ضرورت نہیں۔ (کیونکہ یہ مستی نکالنے کے لیے ہے) اہل سنت والجماعت بشرط اجل مسمی معین کرنے کے بھی بدلائل بالا حرمت متعہ پر قائم ہیں کیونکہ اگر درمیان احدالزوجین سے کوئی مرجاوے تو دوسرا اُسکا وارث نہیں ہوسکتا۔ (تفسیر جریر طبری وغیرہ) حالانکہ قرآن کریم بالاشہاد فرما رہا ہے اگر زوجہ مرجاوے تو شوہر کیلیے نصف ہے ترکہ سے اگر اولاد ہو تو ربع ہے اور اگر زوج مرجاوے تو زوجہ کیلیے ربع ہے ترکہ سے اگر اولاد ہے تو ثمن ہے اسی طرح متاعہ کے بطن کی اولاد بھی وارث نہیں ہوسکتی حالانکہ قرآن مجید میں فِیْ اَوْلَادِکُمْ لِلذَّکَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَیَیْنِ آیا ہے پس جو امر خلاف قرآن وحدیث ہو وہ کیونکر حلال ہوسکتا ہے۔ جائے غور ہے۔

فصل لا نکاح الا بولی

عن ابی موسیٰ عن النبی صلے اللہ علیہ وسلم قال لا نکاح الا بولی کذا فی ابی داؤد وترمذی وابن ماجہ واحمد وابن حبان اور حاکم نے صحیح کہا ہے۔

اب یہ دیکھنا چاہیے کہ بدون ولی کے نکاح بالکل باطل وغیر مشروع وغیرہ ہے سب جو بدون ولی کے بطلان وغیرہ کی طرف گئے ہین منجملہ اُنکے حضرت علی بن ابیطالب وحضرت عمر وعبداللہ بن عباس وعبداللہ بن عمر وعبداللہ بن مسعود وابوہریرہ وعائشہ و حسن بصری وابن المسیب و ابن شبرمہ وابن ابی لیلے وامام احمد بن حنبل وشافعی وجمہور علمائے اہل علم ان سب کا یہی مذہب ہے کہ بدون ولی کے نکاح صحیح نہین ہے خواہ وہ عورت باکرہ کبیرہ ہو یا صغیرہ ہو یا ثیبہ ہو۔

لیکن امام ابوحنیفہؒ فرماتے ہین کہ ہر ایک عورت کیلیے ولی معتبر نہین ہے بلکہ ثیبہ بنفسہ اپنے نفس کی ولی ہے بدلیل عن عبد اللہ بن عباس قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اَلثَّيِّبُ اَحَقُّ بِنَفْسِهَا مِنْ وَلِيِّهَا وَالْبِكْرُ تُسْتَاْذَنُ وَاِذْنُهَا صُمَاتُهَا روایت کیا اسکو اہل سنن نے اور یہ عام ہے ثیبہ صغیرہ ہو یا کبیرہ۔ (ترجمہ) ثیبہ عورت بہت حقدار اپنے نفس کیلیے بہ نسبت ولی کے اور باکرہ سے اذن طلب کیا جاوے اور سکوت اُسکا اذن ہے

اور کتاب موطا مین جو امام محمدؒ کی تصنیف ہے جو امام ابوحنیفہ کی حیات اور سامنے لکھی گئی ہے اُسکے باب النکاح بغیر ولی مین امام محمد لکھتے ہین کہ نکاح نہین ہوتا مگر بولایت ولی کے اگر ولی وعورت مین کوئی نزاع پیدا ہو تو سلطان ولی ہے جسکا کوئی ولی نہ ہو اور امام ابوحنیفہؒ فرماتے ہین اگر عورت نے بغیر ولی کے بغیر کمی مہر کے کفو مین نکاح کرلے تو جائز ہے۔ (موطا صفحہ ۲۴۴)

اور کتاب الآثار امام محمد مین ہے نکاح نہ کی جاوے کنواری بالغہ کا مگر اُسکی اجازت

اُسکا نکاح کردے اُسکا باپ یا کوئی غیر والد کے اور رضامندی اُسکی اُسکا سکوت ہے یہی قول ہے امام ابو حنیفہ رح کا۔ (کتاب الآثار مترجم صفحہ ۱۴۴)

اور محمد و ابو یوسف دونوں فرماتے ہیں بغیر ولی کے نکاح جائز نہیں ہاں اگر اولیا تسلیم کریں تو جائز ہے اور والدہ ولی نہیں ہو سکتی کیونکہ عورت ہے۔ باہر کے حالات کو کیا جانے (احکام القرآن جصاص جلد ا صفحہ ۴۰۱)

تعریف ولی کی۔ جمع اولیا ہے جو شرعًا دوسرے کے امور پر متصرف ہوتا ہے۔ ولایت کہتے ہیں غیر پر اُسکا قول نافذ ہونے کو۔ یہ چار سبب سے ہوتا ہے۔ قرابت۔ ولاء۔ امامت ملک۔ ہند میں صرف ولایت قرابت باقی ہے ان سب سے پہلے مجھ کو یہ بتلا دینا ضروری ہے کہ اولیا کون کون ہیں جنکو نکاح میں حق ہے۔ باپ پھر سگا دادا پھر پردادا اوپر تک پھر بیٹا اور بیٹے کا بیٹا نیچے تک پھر سگا بھائی۔ پھر علاتی بھائی پھر سگے بھائی کا بیٹا۔ پھر علاتی بھائی کا بیٹا۔ پھر سگا چچا۔ پھر علاتی چچا۔ پھر سگے چچا کا بیٹا پھر علاتی چچا کا بیٹا۔

سات افراد ہیں جنکی ولایت نکاح میں جائز نہیں ہے۔ غلام۔ نابالغ لڑکا۔ مجنون۔ وصی۔ ملتقط۔ غائب جو نہایت بعید الدیار بے پتہ ہو اور کافر مسلمہ لڑکی کے لیے۔ (کذا فی واقعات مفتیین)

مسلمان مرد یا عورت پر نابالغ و مجنون و کافر کی ولایت نہیں ہے۔ (عالمگیری صفحہ ۲ جلد ۲)
مرتد کی ولایت کسی پر نہیں ہے نہ مسلمان نہ کافر پر۔ (〃 〃)
ولی اقرب کے غائب ہونے سے ولی ابعد کو حق ولایت پیدا ہو جاتا ہے۔ (〃 صفحہ ۳۱ جلد ۲)
معتوہ و معتوہہ و مجنون مثل صغیر و صغیرہ کے ہیں اُنکے ولی کو اختیار نہیں ہے کہ اُنکا نکاح کر دے۔ (〃 〃)
اگر صغیرہ نے بذات خود نکاح کر لیا پھر اُسکے ولی نے اُسکو قائم رکھا تو جائز ہے (〃 صفحہ ۳۳ جلد ۲)
اور اُسکو خیار البلوغ بھی حاصل ہے کہ بعد بلوغ اپنا نکاح فسخ کرا لے۔ (〃 〃)

اگر ولی نے عورت سے کہا کہ تیرا نکاح کر دوں جواباً عورت نے کہا میں نہیں چاہتی یا میں

راضی نہین ہون یا مجھ سے صبر نہین ہو سکے گا یا کہا مین اُسکو بُرا جانتی ہون یا مثل انکے کہا جو الفاظ عدم رضامندی پر ظاہر ہون تو یہ نکاح رد ہوگا۔ (عالمگیری)

اگر باکرہ بالغہ کے ساتھ چچا کے بیٹے نے نکاح کر لیا پھر جب عورت کو خبر ملی خاموش ہو گئی پھر کہا مین راضی نہین ہون تو عورت کو فسخ نکاح کا اختیار ہوگا۔ کیونکہ چچا کا بیٹا اپنی ذات کے حق مین غیر ولی ہے عورت کے اختیار پر موقوف ہے۔ (عالمگیری صلا)

اگر چچا کے بیٹے نے اپنے ساتھ نکاح کرنے کی اجازت طلب کی اور عورت خاموش ہو گئی تو خاموشی اذن نکاح ہے جائز ہوگا۔ (عالمگیری صلا)

فصل بعد مر جانے شوہر کے انعقاد عقد مین اختلاف۔ ایک شخص نے اپنے لڑکی بالغہ کا نکاح کر دیا اور لڑکی کی رضامندی و عدم رضامندی معلوم نہین ہوئی یہانتک کہ اتفاق سے اُسکا شوہر مر گیا اب یہ اختلاف پیدا ہوا کہ لڑکے کے ورثا کہتے ہین کہ بلا اجازت عورت نکاح ہوا ہے اور لڑکی کہتی ہے کہ میرا نکاح میرے باپ نے میری رضامندی سے کر دیا ہے تو عورت کے قول کا اعتبار ہوگا۔ (عالمگیری صفحہ ۳۸)

بغیر وطی شوہر کے عورت مثل باکرہ کے ہے۔ اگر باکرہ عورت کا شوہر قبل از وطی مر گیا تو یہ عورت مثل اور باکرہ عورتون کے ہوگی۔ (عالمگیری صلا)

اگر شوہر مجبوب یا خصی یا عنین ہو تو اُسکی عورت بھی مثل باکرہ کے ہوگی۔ (عالمگیری صلا)

فصل بغیر اذن و مشورہ عورت کے نکاح نہ کیا جاوے عن ابی هريرة حدثت ان النبي صلى الله عليه وسلم قال لا تنكح الايم حتى تستأمر ولا تنكح البكر حتى تستأذن (كذا في البخاري ومسلم وابي داؤد وترمذي ونسائی وابن ماجه واحمد)

(ترجمہ) ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ثیبہ عورت کا نکاح نہ کیا جاوے جبتک اُس سے مشورہ طلب نہ کیجاوے اور باکرہ کا نکاح نہ کیا جاوے جبتک اُس سے اذن نہ لیا جاوے باکرہ کا اذن سکوت ہے۔

امام ابوحنیفہؒ نے اس حدیث سے یہ احتجاج کیا ہے کہ ولی کو حق اجبار نہین ہے خواہ وہ عورت ثیبہ ہو یا باکرہ کیونکہ ثیبہ سے طلب امر زبانی کیا جاوے اور باکرہ سے اذن لیا جاوے باکرہ کا سکوت بوجہ حیا کے اذن نکاح ہے اور امام ابوحنیفہ اور محمد و ابو یوسف کے نزدیک اگر عورت عاقلہ بالغہ بغیر اذن ولی کے نکاح کرے تو نافذ ہوگا اور امام محمدؒ نے کہا ولی کی اجازت پر موقوف ہے اور امام مالکؒ و شافعیؒ و احمد کے نزدیک نافذ نہین ہوگا۔ (کذا فی عینی شرح بخاری ص۱۰ ج۴)

بظاہر حدیث باب سے اگر عورت باکرہ بالغہ نے نکاح کر لیا بغیر اذن ولی کے تو عقد صحیح نہوگا اس طرف بعض حنفیہ و اوزاعی و ثوری گئے ہین (کذا فی الترمذی)

اور ایک حدیث ہے لَا تُنْكَحُ الْبِكْرُ وَالثَّيِّبُ اِلَّا بِرِضَاهُمَا باکرہ عورت یا ثیب اُسکا نکاح نہ کیا جاوے مگر اُسکی رضامندی سے۔ (کتب احادیث)

یتیمہ لڑکی کے نکاح مین اُس سے مشورہ کی ضرورت قولہ علیہ الصلوٰۃ والسلام اَلْيَتِيْمَةُ تُسْتَأْمَرُ وَصَمْتُهَا اِقْرَارُهَا۔ (نسائی و مسند امام احمد) یتیمہ لڑکی سے اُسکے نکاح کے بارے مین اُس سے مشورہ کیا جاوے سکوت اُسکا اقرار ہے۔ ابو موسے اشعری سے مروی ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ یتیمہ لڑکی سے نکاح کے بارے مین اُس سے مشورہ کیا جاوے کہ تیرا نکاح فلان شخص سے کیے دیتے ہین اگر اُس نے سکوت کیا تو سکوت اُسکا اذن ہے اگر انکار کیا تو اُسپر جبر نہ کیا جاوے اس حدیث کو ابن حبان و حاکم و ابو یعلی و دارقطنی و طبرانی نے نقل کیا اور مجمع الزوائد مین اسکی تصحیح کی ہے۔

اور بعض اہل علم نے یہ اعتراض کیا ہے کہ یتیمہ لڑکی تو نابالغہ کو کہتے ہین اسکا جواب یہ ہے آنحضرتؐ نے فرمایا ہے کہ یتیمہ لڑکی سے مشورہ کیا جاوے اور مشورہ کے قابل تو عاقلہ بالغہ ہوتی ہے اور اکثر نکاح بھی تو بالغون ہی کا ہوا کرتا ہے ورنہ آپ ضرور فرق تمیز فرمادیتے

فصل کفو کے بیان مین۔ اکفاء جمع کفو کی ہے بضم الکاف وسکون الفاء بعد لہٗ ہمزہ بمعنے نظیر و ہمسر کے۔ اکثر علما کا قول ہے کہ کفو مین چار چیزین معتبر ہین۔ دینؐ۔ حریتؐ

نسب۔ حرفہ۔ حدیث شریف مین آیا ہے عورت سے جو نکاح کیا جاتا ہے وہ تین چیزین
ہین دینداری۔ مال۔ خوبصورتی۔ پھر آپ نے فرمایا دینداری کو اختیار کرو۔ یعنے سب سے
بہتر تقوے پرہیزگاری ہے (نسائی وغیرہ)

اور صحیحین مین ابوہریرہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین
تُنكَحُ المرأةُ لِاَربعٍ لِمالِها ولِحسبِها ولجمالِها ولدينِها فاظفر بذات
الدينِ تربت يداك الخ (ترجمہ) عورت چار چیزون سے نکاح کی جاتی ہے ایک مال
دوم حسب سوم حسن چہارم دین۔ پس تم دین کو اختیار کرو۔

فائدہ۔ اگر تم ان چارون کو پاؤ تو نہایت بہتر ہے کیونکہ مال کی وجہ سے عورت
مرغوب محبوب غیر محتاج لوگون مین عزیز اولاد کی مرفع حالی کشادہ دلی تونگری سے تعلیم
و تربیت اولاد اچھی طرح سے ہوتی ہے اور حسب مین عورت کو آبائی تونگری کا فخر و
کشادہ دلی رہتی ہے اور عورت کے حسن جمال مین مرد کی طبیعت بشری عورت کی طرف
مائل رہتی ہے جو اتفاق کا باعث ہے آخر امر دین ہے جسمین دین دنیا کی بھلائی ہے اُسکو
ہاتھ سے نہ جانے دو ورنہ کف افسوس مین رہ جاؤ گے۔ اہل دنیا کے نزدیک شان شوکت
مال وجاہ ہے گو وہ کمینہ و کمظرف کیون نہو اور کمظرف و کمینہ وہ ہے جو مفلس ہو گو وہ عالی نسب
کیون نہو جیسا اب ہو رہا ہے اور آپ ہم دیکھ رہے ہین پس اس اعتبار سے کفو کا اعتبار مال
وجاہ ہے نہ شرافت نسبی ہے۔

ابوہریرہ نے کہا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دنیا دارون کا حسب
جسکے طرف وہ دوڑتے ہین مال ہے یعنے مالداری کو حسب سمجھتے ہین حالانکہ حسب اُن خصائل
حمیدہ و اخلاق پسندیدہ کو کہتے ہین جو پشت در پشت چلے آتے ہون اگرچہ روپیہ پیسہ نہو (نسائی)
نسب کا بمقابل علم و فضل و اخلاق کریمہ کے کچھ اعتبار نہین ہے۔

نیک عورتون کی تعریف۔ قال تعالیٰ نیک بخت عورتین قانتات اللہ و رسول کی مطیع

خاوندون کے حقوق مین فرمانبردار حَافِظَاتٌ لِّلْغَیْبِ پس پشت اپنے شوہرون اور اُنکے مال و گھر بار کی حفاظت کرتی ہین اور اپنی شرمگاہون کی بدکاری سے وَاللَّاتِیْ تَخَافُوْنَ نُشُوْزَهُنَّ اور وہ عورتین جو ڈرتی ہین نشوز سے مراد نشوز سے شوہر پر سرکشی کرنا بات کا جواب نہ دینا ہر بات پر غصہ کرنا قولی فعلی نافرمانی کرنا حقوق شوہرین عدم تعمیل کرنا۔

عبدالرحمٰن بن عوف سے مروی ہے کہ آنحضرت نے فرمایا ہے جب عورت نماز پنجگانہ پڑھے ماہ رمضان کے روزے رکھے اپنی شرمگاہ کو بچائے شوہر کی اطاعت کرے تو اس سے کہا جائے گا کہ جا جنت مین جس دروازے سے تو چاہے۔ (مسند احمدؒ)

کیا ہم پیشہ باہم کفو ہین۔ ذلیل پیشہ باہم آپسمین ایک دوسرے کے کفو ہونگے اپنی اپنی ملک و دستور کے موافق۔ (عالمگیری جلد ۲ صفحہ ۲۲)

شریف پیشہ باہم آپسمین ایک دوسرے کے کفو ہونگے اسی کے موافق فتوے ہوگا (〃)

عورت کے غیر کفومین نکاح کا اثر۔ اگر عورت نے غیر کفو مین نکاح کر لیا جبتک تفریق نہین ہوئی جملہ احکام نکاح توریث وغیرہ ثابت ہونگے یہی مذہب ہے امام ابوحنیفہ و آپ کے اصحاب کا اور نکاح جائز ہوگا خواہ وہ عورت باکرہ ہو یا ثیبہ۔ (عالمگیری جلد ۲ صفحہ ۴۲)

اگر ولی نہ ہو تو بالاتفاق نکاح صحیح ہوگا۔ (〃 〃 〃)

اگر عورت نے بدون رضامندی ولی کے غیر کفو مین نکاح کر لیا پھر ولی نے اُسکا مہر وصول کیا اور عورت کو شوہر کے ساتھ رخصت کر دیا تو یہ عقد صحیح ہوگا بوجہ رضامندی کے۔ (〃 〃 〃)

اگر عورت نے غیر کفو مین نکاح کر لیا اور بعض اولیا ناراض ہون تو حق فسخ نکاح نہوگا۔ (〃)

بعض اولیا کا غیر کفو مین نکاح کر دینے کا اثر۔ اگر بعض اولیا غیر کفو مین نکاح کر دین تو بقیہ کو حق فسخ نکاح نہ ہوگا۔ (عالمگیری ص۴۲)

اگر عورت نے مرد کو دھوکا دیا اپنا نسب دوسرا بیان کیا اور دراصل دوسرا تھا۔ مرد کو اختیار ہے کہ اُسکو طلاق دے یا اُسکو رکھ لے۔ (ص〃)

اسی طرح اگر مرد نے عورت کو نسب مین دھوکا دیکر نکاح کیا تو عورت کو اختیار د
حق فسخ نکاح ہے۔ (عالمگیری ص۴۳)

عبد اللہ بن بریدہ سے مروی ہے کہ ایک جوان لڑکی آنحضرتؐ کے دربار مین حاضر
ہوئے عرض کی کہ میرے باپنے اپنے بھائی کے لڑکے سے میرا نکاح کر دیا ہے کہ میری
وجہ سے اُس کی خساست و کمینہ پن دور ہو جائے تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے
اُس لڑکی کو اختیار دیا کہ اُسکے نکاح مین رہے یا نکاح فسخ کرلے۔ پھر اُس عورت نے نکاح
بحال رکھا لیکن کہا کہ مجھ کو عورتون کو معلوم کرنا تھا کہ باپون کو حق جبر نہین۔ (ابن ماجہ)

عبد اللہ بن عباس سے مروی ہے کہ ایک لڑکی باکرہ کا نکاح اُسکے باپنے کر دیا اور وہ
لڑکی اُس سے ناراض تھی تو آنحضرتؐ نے اسکو اختیار دیا کہ وہ اُس نکاح کو قائم رکھے یا فسخ کرالے
(کذا فی النسائی)

ابو حاتم مدنی سے مروی ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ جب تمھارے وہ شخص پیغام لاوے
جو تم اُسکے دین و خلق کو پسند کرو پھر اُس سے نکاح کر دو اگر ایسا نہ کروگے تو دنیا مین فساد عظیم
پیدا ہوگا ایسا تین مرتبہ فرمایا اس حدیث کو امام ترمذی نے روایت کیا ہے اور کہا کہ یہ حدیث
حسن ہے۔

اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ کفو مین دین و خلق کو بہت ہی اعتبار ہے اور صحابہ
مین حضرت عمرؓ و عبد اللہ بن مسعود کا یہی مذہب ہے۔ اور تابعین مین محمد بن سیرین و محمد بن
عبد العزیز ہین۔

اور اس بارے مین فرمان الٰہی بھی موجود ہے اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ
پسندیدہ تر تم مین سے خدا کے نزدیک پرہیزگار متقی ہین۔

اور وَالَّذِیْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجٰتٍ جو لوگ علم دین دیے گئے ہین خدا کے
نزدیک اُن کے لیے درجات ہین۔ (پارہ ۲۸ رکوع ۲)

اور هَلْ يَسْتَوِي الَّذِينَ يَعْلَمُونَ وَالَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ (پارہ ۱۲ رکوع ۲)
کیا علم دین کے جاننے والے اور نہ جاننے والے دونون برابر ہین (ہرگز نہین)

حسب کا بیان - ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دنیا دارون کا حسب جس کی طرف وہ دوڑتے ہین وہ دولت مال ہے یعنی مالداری و تونگری کو حسب سمجھتے ہین حالانکہ حسب اُن عمدہ اخلاق کو کہتے ہین جو پشت در پشت چلے آتے ہون - اگرچہ اُنکے پاس روپیہ پیسہ نہ ہو - (کذا فی النسائی)

اور صحیحین وغیرہ مین ایک روایت ہے کہ آنحضرت صلے نے فرمایا کہ میری امت مین تین چیزین امر جاہلیت سے ہین ایک فخر کرنا احساب مین اور طعن کرنا انساب مین اور پانی بارش طلب کرنا کار تیان نجوم سے -

خدائے تعالے مسلمانون کو معصیت و فخر جاہلیت سے بچاوے اکثر قدوۂ سادات ائمہ اطہار کی مائین ام ولد تھین امام زین العابدین علی بن حسین کی والدہ شہر بانو بنت یزدجرد بن شہریار بن شرویہ بن خسرو پرویز بن ہرمز بن نوشیروان شاہ فارس تھی -

اور موسےٰ کاظم کی والدہ ام ولد حمیدہ نام تھی اور علی بن رضا بن موسےٰ کاظم کی والدہ ام ولد تھی تکتم نام کی اور علی بن محمد بن علی کی والدہ ام ولد تھی خیزران یا ریحانہ نام کی اور علی بن محمد عسکری کی والدہ ام ولد تھی سمانہ نام کی اور امام حسن بن علی زکی عسکری کی والدہ ام ولد تھی سوسن نام کی اور امام محمد بن حسن مہدی کی والدہ ام ولد تھی نرجس نام کی - اسی طرح صحابہ کرام مین جہان تک دیکھا گیا تو دین و اسلام و اخلاق حمیدہ ملحوظ تھے -
(الروضۃ الندیہ جلد ۲ صفحہ ۹)

فصل الاکفاء فی الاسلام - اسپر تمام علما کا اتفاق ہے کہ کفو کا اعتبار دین مین ہے - (عینی علی البخاری جلد ۹)

اور جمہور علمائے اسلام کا اجماع ہے کہ کفو کا اعتبار دین مین ہے بقولہ تعالے

اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَۃٌ بجز اسکے نہین ہے کہ مومنین سب آپس مین بھائی برادر ہین۔
اَلْقَوْمُ اِخْوَانٌ صَدَاقَۃٌ بَیْنَھُمْ سَبَبٌ مِنَ الْمَوَدَّۃِ لَمْ یَعْدِلُ بِہٖ نَسَبٌ

کیا ولی کو حق ہے بغیر رضامندی لڑکی کے فاسق سے نکاح کر دے

اس مسئلہ مین سب علمار کا اتفاق ہے کہ اگر باپ نے اپنی باکرہ لڑکی کو کسی فاسق فاجر سے نکاح کر دیا تو لڑکی کو اختیار ہے کہ وہ اپنے نفس کو اُسکو نہ سونپ منع کر دے اور اپنی دادرسی حاکم وقت کے پاس پیش کرے بعد تحقیق تفریق کرا دے۔ (کذا فی ہدایہ)

اسی طرح اگر عورت کے شوہر کے پاس مال حرام کمائی کا ہو یا اُس کا شوہر عیوب ممنوعہ مین مبتلا ہو تو حاکم وقت تحقیق کے بعد نکاح فسخ یا تفریق کرا دے۔ (ہدایہ)

فصل کیا ولی کو نکاح مین حق جبر ہے - ابو ہریرہ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لَا یُنْکَحُ الْاَیِّمُ حَتّٰی تُسْتَأْمَرَ وَلَا یُنْکَحُ الْبِکْرُ حَتّٰی تُسْتَأْذَنَ ثیبہ عورت کا نکاح نہ کیا جاوے جب تک اُس سے امر حکم نہ لیا جاوے اور باکرہ کا نکاح نہ کیا جاوے جب تک اُس سے اذن نہ لیا جاوے۔ (کذا فی البخاری)

بظاہر حدیث مذکور الصدر کے بیوہ کا بدون اُسکے امر مشورہ کے اور باکرہ کا بغیر اذن کے نکاح صحیح نہ ہوگا یہی مذہب ہے اوزاعی و ثوری و حنفیہ کا اور امام مالک و شافعی و لیث و ابن ابی لیلےٰ و احمد و اسحاق کے نزدیک باپ کو حق ہے کہ باکرہ کو بدون اسکے اذن کے نکاح کر دے۔ (نیل الاوطار جلد ۲ صفحہ ۳۰)

فصل اگر عورت عاقلہ بالغہ بغیر ولی کے اپنا نکاح کرے امام ابو حنیفہ کے نزدیک اگر عورت عاقلہ بالغہ بغیر ولی کے نکاح کرے تو نافذ ہوگا اور امام محمد و ابو یوسف کہتے ہین کہ ولی کی اجازت پر موقوف اور امام شافعی و مالک و احمد کے نزدیک اصلاً نکاح نافذ نہ ہوگا اُنکے نزدیک ولی کی ولایت شرط ہے عینی علے البخاری جلد ۹ صفحہ ۱۲۱

عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ولا تُزَوِّجُ الْمَرْأَۃُ

الْمَرْأَةَ وَلَا تُزَوِّجُ الْمَرْأَةُ نَفْسَهَا فَإِنَّ الزَّانِيَةَ هِيَ الَّتِي تُزَوِّجُ نَفْسَهَا۔
(درمنثور جلد ا صفحہ ۲۵۷ د ابن ماجہ والدارقطنی والبیہقی)۔

ابوہریرہ سے مروی ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا عورت دوسری عورت کا نکاح نہ کرے اور نہ عورت اپنا نکاح آپ کرے اسلیے کہ زانیہ عورت ہی اپنا نکاح آپ کرلیتی ہے اگر ایسا ہوتا تو قانون اسلام واخلاق فطری انسانی نظام دنیا درہم برہم ہوجاتا۔

فصل جب باپ یا کوئی دوسرا ولی عورت کا نکاح کردے اور عورت کو خاوند ناپسند ہو۔ عن خنساءَ بنت جذام الانصاریة اَنَّ اَبَاهَا زَوَّجَهَا وَهِيَ ثَيِّبٌ فَكَرِهَتْ ذٰلِكَ فَاَتَتْ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَدَّ نِكَاحَهَا (کذا فی البخاری و دارقطنی وطبرانی)

ترجمہ۔ خنسا بنت جذام سے مروی ہے کہ اُسکو اُسکے باپ نے ایک شخص سے نکاح کردیا تھا لیکن خنسا کو وہ مرد ناپسند تھا تو خنسا نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے دربار مین حاضر ہوکے اپنی عدم رضامندی ظاہر کی تو حضرتؐ نے اُسکا نکاح رد کردیا۔

اور ایک روایت امام ثوری سے اِنَّ اَبَاهَا زَوَّجَهَا وَهِيَ بِكْرٌ بیشک اسکے باپ نے اُسکا نکاح کرایا تھا اور وہ کواری تھی۔ اسکو امام مالک نے صحیح کہا ہے۔

فصل بالغہ کا بغیر اذن کے نکاح کردینا۔ اور ایک روایت ہے حضرت جابر سے کہ ایک شخص نے اپنی لڑکی بالغہ کو بغیر اسکے اذن کے نکاح کردیا تھا تو وہ لڑکی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے دربار مین حاضر ہوکے اپنی عدم رضامندی ظاہر کی تو آنحضرت نے دونون مین تفریق کرادیا۔ (ابوداؤد)

علمائے حنفیہ کا اسپر اتفاق ہے کہ جوان بالغہ لڑکی پر باپ کو حق جبر نہیں ہے کہ وہ جبراً اُسکو نکاح کردے جسکو وہ ناپسند کرے معلوم ہوا کہ منکوحہ کی رضامندی پر نکاح کی بحالی برطرفی موقوف ہے۔ (کذا فی عینی علے البخاری)

فصل ولایت ولی کی نکاح مین شرط ہے ۔ علماء کا اسمین اختلاف ہے کہ صحت نکاح مین ولایت ولی کی شرط ہے ۔ امام مالک و شافعی کے نزدیک بدون ولی کے نکاح صحیح نہین ہے اور امام ابوحنیفہ وزفر وامام الشعبی واللیث کے نزدیک اگر عورت بغیر ولی کے کامل مہر کے ساتھ کفو مین نکاح کرے تو جائز ہے ۔ (ہدایہ جلد ۲ صفحہ ۷)

حضرت عمرؓ سے مروی ہے کہ عورت کو مناسب نہین کہ بغیر اذن ولی کے نکاح کر لے یا صاحب الرائے یا حاکم وقت سے ۔ اور لے اگر درمیان عورت اور ولی کے خلاف رائے ہو تو سلطان ولی ہے ۔ (موطا امام محمد باب النکاح بغیر ولی)

فصل الشہادۃ فی النکاح ۔ بِشَاهِدَیْ عَدْلٍ ۔ عن عمران بن حصین عن النبی صلے اللہ علیہ وسلم قال لَا نِکَاحَ اِلَّا بِوَلِیٍّ وَ شَاهِدَیْ عَدْلٍ (مسند امام احمد)

عمران بن حصین سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ نکاح نہین ہوتا مگر بولایت ولی اور دو گواہ عدل کے یہی مذہب حضرت عبداللہ بن عباس وشعبی وسعید واوزاعی وشافعی و ابوحنیفہ وامام محمد اور صحابہ وتابعین کا ۔ (نیل جلد ۶ صفحہ ۳۴)

عن عائشۃ قالت قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم لَا نِکَاحَ اِلَّا بِوَلِیٍّ وَشَاهِدَیْ عَدْلٍ فَاِنْ تَشَاجَرُوْا فَالسُّلْطَانُ وَلِیُّ مَنْ لَا وَلِیَّ لَهٗ ۔ (رواہ دارقطنی)

(ترجمہ) حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا نہین نکاح مگر بولایت ولی و دو گواہ عدل کے اگر ان مین اختلاف الرائے و تنازع ہو تو سلطان ولی ہے جس کا کوئی ولی نہو ۔ ان دونون حدیثون کا مطلب یہ ہے کہ دو گواہ عدل کا ہونا نکاح مین ضروری ہے اور اگر کوئی نزاع پیدا ہو جاوے تو سلطان ولی ہے جسکا کوئی ولی نہ ہو ۔ اور آجتک صحابہ وتابعین وعلماء مین یہی عمل رہا کہ نکاح مین دو گواہ ہونا شرط ہین ۔ بدون دو گواہ کے نکاح صحیح نہوگا اور امام ابوحنیفہ ومالک وشافعی متفق ہین کہ شہادت صحت نکاح سے ہے اور نکاح سری یعنے پوشیدہ بغیر گواہون کے جائز نہین ہے اور شہادت حکم شرعی ہے

ع منتقی ۔ فاسد ... دو گواہ مین مصلحت شرعی یہ ہے ... ایک دوسرے کو ...

بجز اسکے چارہ نہین ہے۔ (ہدایہ فصل شہادت)
اور بعض علما اس طرف گئے ہین کہ دو مرد نہون تو ایک مرد اور دو عورتین گواہ کرنا چاہیے یہی مذہب ہے امام احمد و اسحاق و ابو حنیفہ کا۔ لیکن عدالت شہود مین مختلف ہین امام شافعی رح کے نزدیک ایک گواہ عادل مسلمان ہونا شرط ہے لقولہ تعالے وَاَشْهِدُوْا ذَوَیْ عَدْلٍ مِّنْكُمْ اور امام ابو حنیفہ کے نزدیک اعتبار عدالت کو نہین ہے بہتر گواہ تو عادل ہے لیکن عدم موجودگی مین فاسق فاجر کی گواہی بھی جائز ہے۔

فصل مہر کا بیان ۔ علماے حنفیہ کا اتفاق ہے کہ مہر شروط صحت نکاح مین ہے بدلیل قولہ تعالے فَاٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ فَرِيْضَةً (قرآن پارہ پانچ رکوع ایک)
پس دو عورتو نکو اُنکے مہور مقررہ ۔ اور بدائع و صنائع مین ہے کہ بدون مہر کے نکاح جائز نہین ہے حنفیہ کے نزدیک مہر شرط نکاح سے ہے بدون مہر مسمے کے نکاح جائز نہین ہے۔

فصل مہر کی مقدار شوہر کی حیثیت پر ۔ بقولہ تعالے عَلَى الْمُوْسِعِ قَدَرُهٗ وَعَلَى الْمُقْتِرِ قَدَرُهٗ مالدار قدرت والے پر مہر اُسکی حیثیت و اعتبار سے ہوگا اور مفلس درویش پر اُسکی حیثیت سے مقدار مہر ہوگا لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا (پارہ ۳ آخر سورہ بقر)
سہل بن سعد سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک عورت آئی بغرض عقد آپنے سکوت فرمایا سہل بن سعد نے کہا اگر آپ کو اسکی حاجت نہین تو مجھ سے نکاح کر دیجیے آپنے فرمایا تیرے پاس مہر کیلیے کچھ ہے کہا نہین ہے پھر آپنے فرمایا جا کوئی لوہے کی انگوٹھی تو ہی لا سہل نے کہا وہ بھی نہین بجز ایک ازار کے آپنے فرمایا اگر ازار اُسکو دیگا تو خود ننگا ہوگا کیا تجھ کو کچھ قرآن بھی یاد ہے سہل نے کہا جی ہان یاد ہے آپنے فرمایا جا اُسکو فلان فلان سورتین یاد کرا دے۔ اُس عورت کا سہل سے نکاح کر دیا بلحاظ فیصلہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم بحق سہل بن سعد مہر کی مقدار کا اعتبار شوہر کی حیثیت پر مبنی ہے۔ کذا فی بخاری و مسلم مسند احمد و بیہقی و نیل الاوطار جلد ۲ صفحہ ۲۰۶

حضرت عائشہ سے مروی ہے اُسی مہر مین برکت ہے جسکا ادا کرنا آسان ہو۔ (مسند احمد)

ابوہریرہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مین مہر کی مقدار دس اوقیہ تھیں۔ (نسائی ومسند احمد)

اور ایک روایت ہے حضرت عائشہ سے کہ اکثر مہور ازواج النبی صلے اللہ علیہ وسلم بارہ اوقیہ تھی اسکی مقدار پانچسو عہ درہم کی تھی۔ (ترمذی ابن ماجہ ابی داؤد نسائی مسند احمد)

علماء کا اسمین اتفاق ہے اکثر مہر عہ مین کوئی حد نہین اور اقل مین مختلف ہین کہ کم از کم کتنا ہونا چاہیے۔ امام شافعی واحمد واسحاق ابو ثور اور فقہا اہل مدینہ اور تابعین سے کم کی کوئی حد نہین وہی صحیح ہوگا جسکی قیمت وثمن ہو سکے۔ اور امام ابوحنیفہ اور آپکے اصحاب کے نزدیک کم از کم دس درہم مہر ہونا چاہیے۔ (ہدایۃ المجتہد وغیرہ)

فصل مہر کے اقسام۔ مہر دو قسم کے ہوتے ہین ایک مہر معجل جو بفور عند النکاح یا عند الطلب ادا کیا جاوے۔ دوم موجل یعنے ایک اجل معین ومقررہ تاریخ پر ادا ہوگا اور حیدرآباد دکن کے رواج مین عند الموت یا عند الطلاق ادا کرنا ہوتا ہے۔ بجز رواج کے اسمین کوئی شرعی دلیل نہین ہے

فصل قبل تقرر مہر و دخول وخلوت صحیحہ کے شوہر کا مرنا۔ اسمین رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے بروع بنت واشق مین فیصلہ فرمایا ہے کہ عورت کے لیے مہر مثل اور میراث اور عدت ہے کذا فی سنن اربعہ اور ترمذی نے صحیح کہا اور حاکم وبیہقی وابن حبان نے بھی صحیح کہا ہے۔ نیل جلد ۶ صفحہ ۸۹ و ہدایہ جلد ۲ صفحہ ۲۲۔ اور یہی مذہب ہے عبد اللہ بن مسعود ومحمد بن سیرین وامام ابوحنیفہ وآپکے اصحاب واحمد واسحاق وداؤد ظاہری کا۔ ہدایۃ المجتہد جلد ۲ صفحہ ۲۲۔

قبل نکاح وخلوت صحیحہ کے زوجین مین جدائی کا اثر۔ تو عورتون کو مہر مسمے کا نصف ملے گا اگر مسمے نہین تو مہر مثل کا نصف ملے گا لقولہ تعالی وَاِنْ طَلَّقْتُمُوْهُنَّ مِنْ قَبْلِ اَنْ تَمَسُّوْهُنَّ وَقَدْ فَرَضْتُمْ لَهُنَّ فَرِيْضَةً فَنِصْفُ مَا فَرَضْتُمْ۔ ترجمہ۔ اور اگر تم طلاق دو عورتون کو پہلے جماع ومساس کے اور تحقیق اُنکے مہر تم مقرر کر چکے ہو تو مقرر کردہ مہر کا

عہ پانچسو درہم کی مقدار ہوا سو درہم اور دو درہم بارہ اوقیہ کا عہ مہر کی کوئی حد نہین ۱۲

نصف واجب ہوگا۔ (پارہ ۲ رکوع پندرہ)

اس امر مین خلفائے راشدین کا فیصلہ ہے جبکہ شوہر نے دروازہ بند کرلیا یا پردہ ڈال لیا تو پورا مہر واجب ہوگا اور فقہائے امصار وابو حنیفہ وابو یوسف ومحمد وزفر کا مذہب ہے کہ خلوت صحیحہ مین پورا مہر ہے ہان اگر احد الزوجین سے ایسے بیمار ہین جو قابل جماع نہین ہین یا رمضان کے روزے ہین یا حج وعمرے کے محرم ہین یا عورت حائضہ ہے یا رتقا ہے تو نصف مہر وعدت واجب ہوگی گو جماع نہ کیا ہو۔ احکام القرآن جصاص جلد ا صفحہ ۴۳۶)

وطی شبہ مین مہر مثل واجب ہوگا یہی مذہب ہے ابو حنیفہ وابراہیم النخعی وعام فقہار کا موطا امام محمد صفحہ ۳۰۹۔

فصل کن کن عیوب کی وجہ سے منکوحہ واپس ہوسکتی ہے۔ عَنْ کَعْبِ بْنِ زَیْدٍ اَوْ زَیْدِ بْنِ کَعْبٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ تَزَوَّجَ اِمْرَأَۃً الحدیث کعبؓ بن زید یا زید بن کعبؓ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک عورت سے نکاح کیا جب آپ اسکے فرش پر تشریف فرما ہوئے تو اسکی پسلی پر سفیدی نظر پڑی تو آپ نے اس سے فرمایا تو اپنے کپڑے سمیٹ لے اور آپ نے اسکو رخصت کردیا جو کچھ اسکو دیا تھا اسے واپس نہین کیا۔ کذا مسند احمد وبیہقی وحاکم۔

اور ایک روایت ہے حضرت عمرؓ سے ہر ایک وہ عورت کہ نکاح کی گئی اور حالانکہ وہ عورت دیوانی مجنون ہے یا اسکو جذام ہے یا اسکو برص ہے تو صرف اسکو مہر ملیگا بعوض اس منفعت کے جو اس سے حاصل کی ہے اور اس مہر کا تاوان اس شخص پر ہے جس نے اسکا عیب ظاہر نہین کیا اور نکاح کردیا۔ نیل الاوطار

جملہ صحابہ واہل علم کا اتفاق ہے کہ عورت عیوب کیوجہ سے واپس ہوسکتی ہے اور اسکا نکاح فسخ کیا جاوے۔ نیل الاوطار

تعین عیوب مین اختلاف ہے کہ جسکی وجہ سے وہ عورت واپس کی جاتی ہے اور نکاح فسخ

حضرت علی و عمر و عبداللہ بن عباس کے نزدیک چار عیب کی وجہ سے عورت واپس و رد کیجاتی ہے
وہ چار یہ ہین - جنون - جذام اور ہر ایک فرج کی بیماری جو مانع وطی ہو - فرج کی بیماریان رتق -
عفل - قرن - تفصیل رتق فرج کا سوراخ بند ہو جانا - عفل یہ بھی ایک قسم کا زائد گوشت ہے فرج کے
لبون تک آجاتا ہے جو مانع جماع ہوتا ہے - قرن فرج مین رحم سخت ہو کے ہڈی ہو جاتا ہے
جو دخول کا سخت مانع ہوتا ہے اور بعض اوقات فرج کی دونون ہڈیان ملجاتی ہین رفتہ رفتہ
کھل بھی جاتی ہین - اگر عورت ان عیوب کے ساتھ معیوب تھی اور شوہر کو اسکا علم نہین تھا تو اُسکو
مہر واپس ملیگا لیکن بشرطیکہ اُس نے دخول و مساس نہ کیا ہو - امام ابو حنیفہ و شافعی کا بھی یہی
مذہب ہے - اور اگر دخول و مساس کر لیا ہے اُسپر کل مہر واجب ہوگا - امام مالک و شافعی متفق ہین
کہ ان چار عیوبون کی وجہ سے عورت واپس و رد کی جاویگی - جنون - جذام - برص اور فرج کے
امراض جو مانع ہون وطی کے - بدایۃ المجتہد جلد ۲ صفحہ ۴۲ -

اور ان چار عیبون مین اختلاف ہے - سیاہ دصبہ ہونا - قرع ہونا - فرج مین بدبو اور ناک مین
بدبو ہونا - امام ابو حنیفہ نے فرمایا ان عیبون مین عورت واپس نہین ہو سکتی - اور امام شافعی کے
نزدیک پانچ عیوب مین شوہر کو اختیار ہے - جنون - جذام - برص - قرن - رتق -

مرد مین کن عیوب کی وجہ سے نکاح فسخ ہو سکتا ہے - جنون - جذام - برص
خصی - معتوہ - عنین - مجبوب الذکر (جسکا آلہ کٹا ہوا ہو) جنون دو قسم پر ہے ایک قابل صحت
دوم غیر قابل صحت ہے - عنین وہ شخص ہے جو عورت کے جماع پر قادر نہو سکے گو آلہ قائم ہو سکتا ہو
اگر بعض پر قادر اور بعض پر قادر نہین یہ سب ضعف آلہ کے اسباب ہین پس جس پر قادر نہین ہو سکتا
تو اُسکے حق مین عنین ہے - بعض کتابون مین آیا ہے کہ اُسکا امتحان لیا جاوے اور عنین کے
لیئے ایک سال شمسی مدت مقرر کی جاوے - اس بارے مین حضرت عمر کا ایک فیصلہ بھی ہے کہ
کہ آپ نے عنین کو ایک سال کی مدت مہلت دی - اسمین تبدیلی فصول و علاج معالجہ کرا لے
اگر اس مدت مین قابل جماع ہو گیا تو فبہا ورنہ دونون مین قاضی تفریق کرا دے اور عورت کیلیے

مہر کامل ہے۔ شرح وقایہ جلد ۲ صفحہ ۲۲۔

اگر دونون مین اختلاف پیدا ہو گیا۔ مرد کہتا ہے کہ مین مرد جماع پر قادر ہون اور عورت کہتی ہے نہین تو امتحان لیا جاوے عورتون کی گواہی سے۔ (عالمگیری)

اگر زوج مجبوب الذکر آلہ جماع کٹا ہوا ہو تو فوری تفریق کرا دی جاوے۔ (عالمگیری)

خصی مثل عنین کے ہے اُسکو ایک سال تک دوا علاج کیلیے مہلت دیجاوے۔ (〃)

معتوہ فاطر العقل اگر عورت تک نہ پہونچ سکے تو قاضی ایک سال کی مہلت دے۔ (〃)

فصل جذام۔ برص۔ جنون مین عورت کو فسخ نکاح کا اختیار۔ امام محمد کے نزدیک اگر شوہر کو جنون یا جذام یا برص ہو تو عورت کو اختیار ہے کہ اپنا نکاح فسخ کرالے۔ شرح وقایہ جلد ۲ صفحہ ۶۳۔ اور اسی طرح الطرق الحکمیہ مین بھی ہے کہ دونوںین جدائی کیجاوے۔ صفحہ ۲۶۳۔

فائدہ۔ اس زمانہ کے بعض مردون مین اور عیوب بھی پیدا ہو گئے ہین جیسے مدمن الخمر آتشک کی بیماری۔ اکثر عورتون کے رحم آتشک کی وجہ سے بگڑ جاتے ہین بعض اولاد سے محروم ہو جاتی ہین یہ بھی قابل لحاظ ہین عورتون کو اختیار فسخ نکاح ہے۔

فاسق فاجر سے نکاح کا اثر۔ اگر باپ اپنی باکرہ لڑکی کو شرابی یا فاسق فاجر سے نکاح کر دے تو عورت کو فسخ نکاح کا اختیار ہے اُسکی دادرسی حاکم وقت سماعت کر کے دونون مین تفریق کرا دے۔ بدایۃ المجتہد جلد ۲ صفحہ ۱۳۔

غیر کی حاملہ سے نکاح کا اثر۔ آنحضرتؐ کے زمانہ مین ایک شخص نے غیر کی حاملہ عورت سے نکاح کیا تو آپؐ نے دونوںین بغیر ذکر مہر کے جدائی کرا دی۔ ابی داؤد صفحہ ۲۹۹۔

فصل اگر زوجین مین کوئی نزاع پیدا ہو جائے تو دو حکم مقرر کرنا چاہیے

فرمان الٰہی وَاِنْ خِفْتُمْ شِقَاقَ بَيْنِهِمَا فَابْعَثُوْا حَكَمًا مِّنْ اَهْلِهَا اِنْ يُّرِيْدَا اِصْلَاحًا پارہ پانچ رکوع تین۔ اگر تم دونون زوجین مین کسی قسم کا شقاق و نزاع پیدا ہونے کا خوف و ڈر ہو تو ایک حکم زوج کا قرابتی اور ایک حکم زوجہ کا قرابتی دو منصف مقرر کرین کہ ان دونون کے

بیانات سُنکر انمین صلح کرادین اگر زوجین صلح چاہین۔

علماء کا اسمین اتفاق ہے کہ ہرایک نزاع زوجین مین زوجین کے قرابتی دو حکم مقرر کیے جاوین کہ دونون کے حالات سے واقف ہون انکی رفع نزاع کرکے دونون مین صلح کردین اوران دونون کا فیصلہ نافذ رہیگا اوراگران دونون حکمون مین اختلاف ہو توغیر نافذ ہوگا۔ اگر دونون منصف قرابتی نہون توجنکو زوجین مناسب سمجھین اورحکمون کو تفریق کا حق نہوگا اگر وہ تفریق کرنا چاہین تو زوج سے اذن لینا واجب ہوگا۔ ورنہ تفریق باطل ہوگی۔

امام مالک فرماتے ہین کہ حکمون کو اختیار ہے کہ تفریق کردین۔ اورامام ابوحنیفہ اور آپکے اصحاب و امام شافعی فرماتے ہین کہ حکمون کو حق تفریق نہین ہے ہان اگر زوج نے حق تفریق اُنکو دیا ہو کیونکہ تفریق وطلاق زوج کے قبضہ وملک مین ہے غیر کو حق نہین ہے اور منشا فرمان الٰہی کا بھی یہی ہے کہ زوجین مین اتفاق وصلح ہو۔ ہدایۃ المجتہد جلد۲ صفحہ ۸۱۔

خیار بلوغ۔ نابالغ لڑکے یا لڑکی کا سب سے مقدم ولی باپ ہے، پھر دادا اگر باپ نابالغ لڑکے یا لڑکی کا نکاح کردے تو وہ نکاح لازمی ہوجاتا ہے۔ سن شعور بلوغ مین لڑکے لڑکی کو اختیار بلوغ نہین رہتا بشرطیکہ کوئی عیوب شرعی وعرفی نہون اورغیر کفو فاحشہ بھی نہوا ور بوقت نکاح باپ دادا کے ہوش وحواس بھی صحیح ہون اورمہر مین غبن فاحشہ بھی نہ کیا ہو نہ اسقدر کم کیا کہ درجہ عیب کو پہونچے یا اسقدر زائد کیا ہو کہ مہر مثل وعرف کے خلاف ہو یا کسی ناجائز چیزون پر مقرر کیا ہو۔

خیار بلوغ مین نکاح فسخ کرانے کیلیے قاضی یا حاکم وقت یا کوئی بڑا بوڑھا عقلمند منصف اہل محلہ ہونا ضروری ہے۔ بالغ ہونے پر فسخ نکاح کا اختیار باکرہ عورت کو جسوقت آثار بلوغ ظاہر ہون اُسیوقت فوراً بلا کسی تاخیر کے زبان سے کہدے کہ اس نکاح پر راضی نہین ہون اوراگر ذرا بھی دیر کی تو حق خیار بلوغ ساقط۔ اور کم ازکم دو مرد یا ایک مرد دو عورتین

گواہ کرے تا کہ قاضی حاکم وقت کے پاس حجت ہو۔ اگر عورت ثیبہ ہو تو اُسکو فوری کہنا ضروری نہین ہے بلکہ اُسکی رضامندی پر موقوف ہے۔ ثیبہ کے حق مین خاموشی ابطال حق خیار نہین ہے تمام کتب فقہ وحیلہ ناجزہ۔ صفحہ ۱۶۰ تا ۱۶۱۔

فصل عورت وصولی مہر تک اپنے نفس کو روک سکتی ہے۔ عورت کو اختیار حاصل ہے کہ ادائی مہر تک یا میعاد مقررہ تک اپنے نفس کو شوہر سے روکے۔ عالمگیری جلد ۲ صفحہ ۸۲۔

اسی طرح سفر مین جانے سے اپنے آپ کو روک سکتی ہے جبتک مہر وصول نہ ہو بقول امام ابوحنیفہؒ کے۔ عالمگیری جلد ۲ صفحہ ۸۳۔

اگر زوج نے بعوض مہر کے زوجہ کو کچھ مال دیا ہو تو اُس کو اختیار رہے کہ قبضہ مال تک اپنے کو روکے۔ عالمگیری صفحہ ۸۳۔

بصورت ادائی مہر یا مہر موجل ہو تو شوہر کو حق ہے کہ جہان چاہے زوجہ کو لیجاوے بشرطیکہ فتنہ وفساد کا خوف نہ ہو۔ عالمگیری صفحہ ۸۳۔

عاقلہ بالغہ عورت کو اپنے مہر حاصل کرنے کا حق خود حاصل ہے۔ عالمگیری صفحہ ۸۳

اگر صغیرہ کا مہر اُسکے اولیا نے وصول کر لیا ہو اور عورت مدعیہ مہر ہے تو اُسکی صغرسنی کی تصدیق ہوگی۔ عالمگیری صفحہ ۸۳۔

فصل دختر کے جہیز مین اختلاف۔ اگر کسی شخص نے اپنی لڑکی کیلیے جہیز تیار کیا اور اسکو سپرد بھی کر دیا تو باپ کو یہ حق نہین ہے کہ اُس جہیز کو واپس لے کیونکہ یہ اصل مین ہبہ ہے اسی پر فتوےٰ ہے۔ عالمگیری جلد ۲ صفحہ ۵۹۔

اگر جہیز تیار کرکے سپرد نہین کیا صرف معین کیا ہے تو باپ کو حق ہوگا کہ اُسکو واپس لے۔ عالمگیری جلد ۲ صفحہ ۵۹۔

اگر صغیرہ لڑکی نے اپنے ماں باپ کے گھر مین جہیز تیار کیا پھر اتفاق سے ایک ماں باپ سے مر گیا تو ورثا کو یہ حق نہوگا کہ اُسکو ترکہ مین شریک کرین۔ عالمگیری جلد ۲ صفحہ ۵۹۔

اگر کسی نے اپنی لڑکی کیلیے جہیز تیار کیا لیکن قبل سپردگی خود مر گیا تو یہ جہیز شریک ترکہ ہوگا۔ عالمگیری جلد۲ صفحہ ۶۹۔

اگر جہیز کو نامزد کر دیا یا علیحدہ کر دیا تو شریک ترکہ نہوگا بلکہ جسکے نام نامزد کیا ہے وہی مالک ہے کیونکہ اس سے معطی کی نیت وارادہ عطا وہبہ فعلاً ثابت ہوتا ہے گو قولاً نہ ہو۔

فصل قبل نکاح کے جو ہدیہ عطیہ مہر زوجہ کے اولیا کو بھیجا جائے۔ عمرو بن شعیب اپنے باپ دادا سے روایت کرتے ہین تحقیق رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جو ہدیہ وتحفہ و مہر قبل نکاح کے اولیاے زوجہ کو بھیجا جاوے تو وہ زوجہ کا حق ہے بشرطیکہ وہ تحفہ وہدیہ کسی کے نام کا خاص ہو اور یہی مذہب ہے عمر بن عبد العزیز اور ثوری و امام مالک کا اور ابو یوسف فرماتے ہین کہ اگر کسی کے نام پر ہے تو مالک ہوگا۔ نیل جلد۶ صفحہ ۹۱۔

فصل شوہر کی جانب سے جو اسباب و زیور وغیرہ عقد مین چڑھایا جاتا ہے وہ زوجہ کی ملک ہے۔ بدلیل فرمان الٰہی وَاٰتَیْتُمْ اِحْدٰهُنَّ قِنْطَارًا فَلَا تَاْخُذُوْا مِنْهُ شَیْئًا۔ اور جو تم دے چکے ہو اُن عورتون کو قنطار (بہت کچھ مال) پس مت لو تم اُس دیے ہوے مال سے کچھ بھی (قنطار) کی مقدار مین اختلاف ہے ایک ہزار دوسو اوقیہ ہے یا چار ہزار دینار طلائی یا آٹھ ہزار دینار یا بیل کی کھال بھری ہوئی سونے کی یا بکثرت مال مراد ہے۔ نہایہ ابن اثیر۔ اور کَیْفَ تَاْخُذُوْنَهٗ وَقَدْ اَفْضٰی بَعْضُکُمْ اِلٰی بَعْضٍ وَّ اَخَذْنَ مِنْکُمْ مِّیْثَاقًا غَلِیْظًا (پ۴) اور کیسے لے سکتے تم اُس دیے ہوے مال کو حالانکہ تحقیق تم آپسمین بے تکلفی ایک دوسرے سے خلوت بھی کر چکے ہو اور تم آپس مین معاہدہ نکاح بھی مضبوط کر چکے ہو۔

گو آیات بالا کا مورد خاص ہے لیکن معنی مفہوم عام منطوق ہے۔

فائدہ جلیلہ۔ اس عطا کی اہمیت مین سنن ابی داؤد مین ایک روایت ہے کہ جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فاطمہ رضی اللہ عنہا کا نکاح علی رضی اللہ عنہ سے کر دیا تو

قبل رخصت عقد کے صلہ مین عطا پہ مجبور کیا علیؓ نے کہا میرے پاس کچھ بھی نہین ہے آپ نے فرمایا تیری زرہ حطیمہ کہان ہے وہی دیدے تو حضرت علیؓ نے زرہ حطیمہ دیکر رخصت حاصل کی اور فقہ حنفیہ ردالمحتار جلد چہارم کتاب البیوع صفحہ ۵ مین تحریر ہے کہ زوجین مین ایسے معاملات عطا بکثرت ہوتے ہین اکثر شوہر اپنی زوجہ کو متاع واسباب زیور کپڑا شادی مین دیتا ہے اور دولھن والے بھی کچھ دولھا دولھن کو جہیز وغیرہ دیتے ہین یہ لین دین حقیقت مین دولھن کے حق مین ہبہ ہے۔

لو فرضنا اگر شوہر یہ دعوے کرے کہ مین نے یہ مال عاریت دیا تھا ایک تو عاریت کا ثبوت اُسکے ذمہ ہے کہ یہ عاریت ہے۔ دوم یہ کہ عاریت کا یہ محل موقع نہین کیونکہ زوجہ تو خود شوہر کے قبضہ مین ہے اگر عاریت ثابت ہوجاوے تو رجوع عن الھبہ ہوگا۔ تو ایسی صورت مین شوہر کو بھی واجب ہوگا جو جہیز واسباب متاع وغیرہ حاصل کیا ہے وہ بھی واپس کرے کیونکہ جب یہ عاریت ہے تو وہ بھی عاریت ہے۔

فصل محرمہ عورت کے ساتھ نکاح کیا تو کیا حکم ہے۔ اگر کسی شخص نے محرمہ عورت کے ساتھ بغیر علم کے نکاح کرلیا تو نکاح فاسد ہوگا اور عورت کو مہر مقررہ ملے گا اگر مقررہ نہین تو مہر مثل ملے گا۔ اب رہی اُسکی ذات تو اسمین دو قول ہین اگر جانکر نکاح کیا ہے تو امام مالک و ابو یوسف و محمد و شافعی کے نزدیک اُسپر حد جاری کی جائے گی صرف امام ابو حنیفہ و ثوری فرماتے ہین کہ اُسپر حد نہین ہے بلکہ تعزیر ہے بحکم قاضی جو حد سے زائد ہوگی۔ (کتب فقہ)

فصل اگر کافر زوجین مین ایک مسلمان ہوجاوے تو نکاح کیسا۔ مسئلہ اسمین یہ حکم ہے کہ اگر زوجہ قبل زوج کے مسلمان ہوجاوے تو زوج کو اختیار ہے کہ قبل ختم عدت تک مسلمان ہوکے بنکاح اول اپنی زوجہ کو رجوع کرلے بغیر تجدید نکاح و مہر کے یہی مذہب ہے عمر بن الخطاب و جابر بن عبداللہ و عبداللہ بن عباس و حسن بصری و طاؤس و عکرمہ و قتادہ و الحکم و ثوری و فقہائے کوفہ اور امام بخاری کا۔ (نیل جلد ۶ صفحہ ۷۹)

اگر یہودی یا عیسائی مرد مسلمان ہوجاوے اور اُسکی زوجہ یہودیہ یا نصرانیہ عیسائیہ ہو تو نکاح فسخ نہ ہوگا۔ کنز الدقائق۔

فصل حرمت رضاعت مین۔ رضاعت دودھ پلانے کو کہتے ہین اور بچہ کو رضیع اور پلانے والی کو مرضعہ کہتے ہین۔ یہ مرضعہ اس رضیع کی دودھ پلائی مان ہوگئی جیسے حقیقی مان تھی۔ رضاعت کی حرمت ایسی ہے جیسی نسب کی حرمت ہے۔ اس بچہ پر اس دودھ پلانے والی کے اصول و فروع اوپر سے نیچے تک سب حرام ہوگئے۔ حضرت علی رضہ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا اِنَّ اللّٰہَ حَرَّمَ مِنَ الرِّضَاعِ مَا حَرَّمَ مِنَ النَّسَبِ کذا فی مسند احمد و ترمذی اور صحیح کہا ترمذی رحمہ نے۔ یعنی حضرت صلعم نے فرمایا کہ اللہ تعالےٰ نے حرام کیا ہے رضاعت سے جیسے حرام کیا ہے نسب سے ائمہ اربعہ کا یہی مذہب ہے کہ مصاہرت بھی رضاع مین حرام کرتی ہے مرد پر اُسکی رضاعی مان حرام ہوگئی اور رضاعی باپ کی جورو اُسپر حرام ہوگئی۔ کتب فقہ۔

اور رضاعی دو بہنون کا ایک نکاح مین جمع کرنا بھی حرام ہے اور درمیان عورت اور اُسکی خالہ اور اُسکی بیٹی بھی رضاعت سے حرام ہے۔

جمہور علمائے صحابہ و تابعین وغیرہ کا اتفاق ہے کہ ثبوت حکم رضاعت کا حق زوج مرضعہ اور اقارب زوج مرضعہ مین مثل مرضعہ کے ہے۔ نیل جلد ۶ صفحہ ۲۵۶۔

فصل رضاعت کے عدد و قلیل و کثیر مین اختلاف حضرت عائشہ رضہ سے مروی ہے کہ ایک یا دو مُصّہ دودھ حرام نہین کرتا۔ کذا فی مسلم و ابوداؤد و ترمذی و ابن ماجہ و احمد۔

اور ایک روایت ہے ام الفضل سے کہ رَضْعَۃٌ وَ رَضْعَتَانِ حرام نہین کرتی اور ایک روایت ہے مسلم و مسند امام احمد مین بلفظ لَا اِمْلَاجَۃُ وَالْاِمْلَاجَتَانِ حرام نہین کرتے رضعت کے معنی چھاتی سے دودھ چوس کر پینا اور مصہ کے معنی تھوڑی چیز کا لینا اور ملج کے معنی چھاتی سے تھوڑا سا ہونٹ سے لینا۔ حدیث مذکور الصدر سے اسقدر دودھ پینے سے حرمت رضاعت ثابت نہین ہوتی اور اس سے زائد مین بحث ہے۔

اکثر علما کا یہی قول ہے کہ دودھ مین کوئی حد نہین ہے حضرت علی و عبد اللہ بن مسعود و عبد اللہ بن عباس و عبد اللہ بن عمر کے نزدیک جسقدر بھی ہو دودھ سے حرمت ثابت ہوتی ہے اور یہی مذہب ہے امام ابو حنیفہ و آپ کے اصحاب و ثوری و اوزاعی کا۔ بدایۃ المجتہد جلد ۲ صفحہ ۲۹۔

مسئلہ اسمین سب علماء کا اتفاق ہے کہ رضیع کے دو سال کے اندر رضاعت حرام کرتی ہے۔ درالمختار و عالمگیری وغیرہ۔

اور کبیر کی رضاعت حرام نہین کرتی اسی طرح امام مالک و ابو حنیفہ و شافعی اور کافہ فقہا فرماتے ہین کہ کبیر کی رضاعت حرام نہین کرتی یعنے بچہ جب دو سال سے زائد ہو جاوے تو اُسکی رضاعت حرام نہین کرتی۔ کذا فی بدایۃ المجتہد جلد ۲ صفحہ ۱۱۔

مسئلہ اگر دو سال کے اندر بچہ غذا سے مستغنی ہو جاوے تو کیا امام ابو حنیفہ و شافعی فرماتے ہین کچھ بھی ہو دو سال کے اندر حرمت رضاعت ثابت ہے۔ بدایۃ المجتہد جلد ۲ صفحہ ۱۱۔

اور دودھ پلانے والی کی اجرت دو برس تک ہے اسمین حنفیہ کا اتفاق ہے۔ عالمگیری ج ۲ صفحہ ۱۲۹

اگر دوا کے طور یا دوا سے ملا کر حلق مین دودھ عورت کا ڈالا جاوے تو امام ابو حنیفہ اور آپکے اصحاب و شافعی کے نزدیک حرمت رضاعت نہین ہے۔ ہدایہ جلد ۲ صفحہ ۱۳۱۔

فقہ کی کتب مین جو غالب ہوگا اُسی کا اعتبار ہوگا۔

مسئلہ رضاعت مین شہادت کا اختلاف۔ اس مسئلہ مین روایات کا اختلاف ہے بعض نے ایک مرضعہ کی شہادت کو قبول کیا۔ اور امام مالک کے نزدیک بجز دو عورتون کے رضاعت مین شہادت قبول نہ ہوگی اور حنفیہ کے نزدیک کوئی چارہ نہین ہے شہادت رضاعت مین دو مرد ہون یا ایک مرد دو عورتین ہون مثل اور شہادتون کے۔ نیل جلد ۶ صفحہ ۲۵

فصل طلاق کے بارے مین

طلاق لغت مین عورت کو قید زوجیت سے چھوڑنا و عقد نکاح سے علیحدہ کرنا جو تعلق لگاؤ عقد نکاح سے تھا وہ بالکل منقطع ہو جاوے جہان چاہے چلی جاوے قید زوجیت سے بری۔ اور یہ فعل طلاق خداوند ذوالجلال کو نہایت ناپسندیدہ

و مغضوب تر ہے حلال کاموں سے اور عز وجل نے اپنے نبی کو بہت نرمی و ملاطفت سے فرماتا ہے کہ اگر تم کو کبھی اشد ضرورت پڑ جاوے بجز طلاق کے چارہ نہ ہو تو یون طلاق دیا کرو جب عورت حیض سے پاک و صاف ہو کے طُہر مین ہو اور اُس عورت سے مجامعت بھی نہ کی ہو تو ایک طلاق دو پھر دوسرے مہینہ مین جب عورت حیض سے پاک ہو تو دوسری طلاق دو بشرطیکہ اُس سے درمیان مین مجامعت نہ کی ہو پھر دیکھو کہ تم دونون مین ندامت و پشیمانی پیدا ہو گئی ہے تو بہتر طریقہ یہ ہے تم رجوع کر لو ورنہ تیسرے طہر مین تیسری طلاق دیکر اُس عورت کی بند خلاص کر دو جہان چاہے چلی جاوے اب تمھاری سزا یہی ہے کہ اب تم اُس سے دوبارہ نکاح نہین کر سکتے جب تک وہ عورت دوسرے شوہر سے نکاح و مجامعت نہ کرا لے پھر اُسکی رضامندی سے دوبارہ نکاح کر سکتے ہو بشرطیکہ دوسرا شوہر اُسکو طلاق بائن دے چکا ہو یا مر جاوے یَا اَیُّهَا النَّبِیُّ اِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَاءَ فَطَلِّقُوهُنَّ لِعِدَّتِهِنَّ وَاَحْصُوا الْعِدَّةَ الخ (ترجمہ) اے نبی جب کبھی تم طلاق دو عورتون کو تو طلاق دو اُن کو عدت مین (حیض سے پاک ہون) اور عدت کی گنتی کر لو اور خدا سے ڈرو اس سے کم زائد نہ کرو اور نہ عورتون کو گھرون سے باہر نکالو اور نہ وہ عورتین خود گھرون سے باہر نکل جائین ممکن ہے کہ اُن دونون کے درمیان کوئی صورت مصالحت کی پیدا ہو جائے تو مرد رجوع کر لے۔ از قرآن و حدیث)

طلاق سنت یہ ہے کہ بحالت طُہر عورت کو ایک طلاق دی جاوے پھر دوسری طہر مین دوسری طلاق دیجاوے بغیر جماع کے پھر شوہر کو اختیار ہے کہ تیسری طلاق دیکر رخصت کر دے یا رجوع کر لے بنکاح و مہر اول یہی مذہب ہے جملہ علماے حنفیہ و شافعیہ و حنبلیہ و مالکیہ و اہل حدیث کا۔

فصل طلاق بحالت حیض مین رجعی ہے۔ اگر بحالت حیض مین طلاق دی تو شوہر کو چاہیے کہ رجوع کر لے پھر طہر مین طلاق دے اگر ایک طلاق یا دو طلاق دی ہون تو شوہر کو

حق رجوع باقی ہے کہ بنکاح اول و مہر اول رجوع کرے خواہ راضی ہو یا نہ۔
اگر تین طلاق دیدی ہے تو حق رجوع ساقط ہو گیا۔
عبداللہ بن عمر سے مروی ہے کہ اُنھون نے اپنی بی بی آمنہ بنت غفار کو بحالت حیض ایک طلاق دی تو حضرت عمر نے یہ واقعہ طلاق کا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا تو آپ نے عمر سے فرمایا کہ عبداللہ سے کہدو کہ وہ اپنی بیوی سے رجوع کرلے پھر وہ جب حیض سے پاک ہو تو اُسکو ایک طلاق دے یا حاملہ ہو۔ کذا فی مسند احمد و مسلم و ترمذی و ابوداؤد ونسائی و ابن ماجہ۔
علما کا اسمین اتفاق ہے کہ طلاق دو قسم پر ہے بائن و رجعی اور رجعی مین حق رجوع باقی ہے۔ شوہر محتاج رجوع ہوتا ہے بغیر اس کے کہ عورت محتاج ہو لیکن اسمین یہ شرط ہے کہ عورت مدخولہ ہوا در حدیث عبداللہ بن عمر سے صاف ظاہر ہے کہ طلاق حالت حیض مین نہ دینا چاہیے اگر غلطی سے طلاق دیدی تو رجوع کرلے پھر جب عورت حیض سے پاک صاف ہو تو طلاق دے اس درمیان عورت کو حق تفریق باقی نہین ہے نہ دوسرے سے نکاح کرسکتی ہے اگر اس درمیان احدالزوجین مین کوئی مرجاوے تو ایک دوسرا اُسکا وارث ہوگا۔
فائدہ۔ اب یہ امر بھی غور طلب ہے کہ جو طلاق حالت حیض مین دی تھی وہ محسوب ہوگی یا نہین۔ دارقطنی حدیث کی کتاب مین ایک روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ وہ طلاق محسوب ہوگی تو آپ نے فرمایا نعم (ہان) کذا دارقطنی جلد ۲ صفحہ ۴۲۷۔ و فتح الباری جلد ۹ صفحہ ۳۰۸۔
یہی مذہب ہے ائمہ حنفیہ کا جو طلاق حالت حیض مین دی گئی تھی باقی رکھی۔
عالمگیری مترجم جلد ۲ صفحہ ۱۳۷۔
اور اس مسئلہ مین جملہ ائمہ کا اتفاق ہے اگر ایک طلاق رجعی دیکر سکوت کرلے

یہان تک کہ عدت ختم ہوجاوے تو وہ ایک طلاق سے بائن ہوجائیگی۔ عالمگیری مترجم جلد۲ صفحہ ۱۳۷

فصل کیا شوہر رجعت پر مجبور کیا جائیگا۔ جمہور علما کے نزدیک معتمد علیہ یہ امر ہے کہ مجبور کیا جاوے تاکہ عدت مین طوالت نہو۔ بدایۃ المجتہد جلد۲ صفحہ ۵۲۔

رجعت قولی۔ قولاً لفظاً عورت سے خاوند کہے کہ مین نے تجھ سے رجوع کرلیا۔ نیل جلد۶ صفحہ ۱۵۹۔ عالمگیری جلد۲ صفحہ ۱۴۴۔

رجعت فعلی۔ مطلقہ رجعیہ عورت سے جماع کرنا شہوت سے مساس و بوسہ کنار کرنا۔

رجعت نظری۔ نظر سے عورت کو یا اُسکے عضو مخصوصہ کو شہوت سے دیکھنا۔

اگر آئسیہ عورت کو مہینون کی طلاق دی ہو تو پہلی تاریخ سے طلاق واقع ہوگی۔ (")

آئسیہ وہ عورت ہے جسکو بوجہ کبرسنی یا صغرسنی کے حیض نہ آتا ہو۔ (")

فصل۔ جو طلاق بطور لہو و لعب و ہزل دیجاوے۔ ابوہریرہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ثَلٰثٌ جِدُّهُنَّ جِدٌّ وَهَزْلُهُنَّ جِدٌّ اَلنِّكَاحُ وَالطَّلَاقُ۔ وَالرَّجْعَةُ۔ اس حدیث سے حنفیہ و شافعیہ نے استدلال کیا ہے کہ اگر مرد بطور لہو و لعب کھیل ہنسی ٹھٹھے کے بھی نکاح کرے یا طلاق دیدے یا رجوع کرلے تو طلاق واقع ہوگی اور نکاح بھی صحیح ہوگا اور رجوع بھی ہوجائیگی۔ نیل جلد۶ صفحہ ۱۵۹ و عالمگیری صفحہ ۱۴۴ لیکن امام احمد و مالک اسکے خلاف ہین دلیل اُنکی قولہ تعالی وَاِنْ عَزَمُوا الطَّلَاقَ اور اگر قصد و ارادہ کرین طلاق کا اور ہازل کا ارادہ و عزم نہین ہوتا۔

فصل جنکی طلاق واقع نہین ہوتی۔ مجنون۔ نائم سوتا ہوا۔ سرسام کی بیماری والا۔ مغما علیہ بدون نشہ کے بیہوشی۔ مدہوش۔ طفل اگر سمجھ دار بھی ہو۔ ان کی طلاق واقع ہی نہین ہوتی عالمگیری جلد۲۔ صفحہ ۱۴۴۔

عن علی رضی اللہ عنہ اَنَّهٗ قَالَ كُلُّ طَلَاقٍ جَائِزٌ اِلَّا طَلَاقُ الْمَعْتُوْهِ معتوہ ناقص العقل کی طلاق واقع نہ ہوگی۔ بخاری باب طلاق۔

اگر کوئی شخص اقرار طلاق پر باکراہ مجبور کیا جاوے تو اُسکا اقرار نافذ ہوگا۔ عالمگیری جلد ۲ صفحہ ۱۴۵

فصل ایک مجلس مین تین طلاق کا حکم وحقیقت ۔ اصل مین حضرت عبداللہ بن عباس سے مروی ہے کہ عہد رسالت و خلافت ابوبکر رضی اور دو سال خلافت عمر بن الخطاب رض تک ایک مجلس مین تین طلاق ایک لفظ سے یا تین لفظ سے طلاق طلاق طلاق ایک مجلس مین ایک شمار کی جاتی تھین جب لوگون نے خلاف قولہ تعالی اَلطَّلَاقُ مَرَّتَانِ فَاِمْسَاكٌ بِمَعْرُوفٍ اَوْ تَسْرِيحٌ بِاِحْسَانٍ اور اِذَا طَلَّقْتُمُوهُنَّ لِعِدَّتِهِنَّ اور خلاف حدیث رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کثرت سے طلاقین دینا شروع کین تو حضرت عمر بن الخطاب نے زجرًا و قہرًا و عقوبۃً ایک مجلس کی تین طلاق کا بائن کا حکم نافذ کیا اور یہ رائے حضرت عمر کی مصلحۃً تھی ۔ مسلم و مسند امام احمد و ابوداؤد ۔

یہ حکم اسلیے نافذ کیا کہ لوگ متنبہ و ڈر کر طلاقون سے باز آجاوین کہ ایک مجلس مین تین طلاق سے عورت ہاتھ سے جاتی رہتی ہو اور کثرت طلاقون سے باز آنا تو درکنار رہا اسی پر مذاہب مدوّن ہوگئے جن کی تفصیل اپنے اپنے محل پر آوے گی ۔

اَلْحَقُّ اَحَقُّ بِاِتِّبَاعِ السُّنَّةِ الْمُطَهَّرَةِ الْمُصْطَفَوِيَّةِ وَاِنْ كَانَتْ لِاَجْلِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فَاَيْنَ تَبَعُ لِصَحَابِيٍّ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ اَيُّ مُسْلِمٍ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ يَسْتَحْسِنُ عَقْلُهُ وَعِلْمُهُ تَرْجِيْحَ قَوْلِ صَحَابِيٍّ عَلٰى قَوْلِ الْمُصْطَفٰى وَاحْتَجَّ الْقَائِلُوْنَ بِاَنَّهُ لَا يَقَعُ شَيْءٌ اِلَّا وَاحِدَةٌ وَلَا اَكْثَرُ مِنْهَا بِقَوْلِهٖ تَعَالٰى اَلطَّلَاقُ مَرَّتَانِ فَاِمْسَاكٌ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ تَسْرِيْحٌ بِاِحْسَانٍ ۔ ترجمہ ۔ طلاق دو مرتبہ ہے (دو طہر مین دو طلاق دے اسکو طلاق رجعی کہتے ہین) پھر شوہر کو اختیار ہے کہ خوشی سے رجوع کرے یا خوشی خوشی تیسری طلاق دیکر عورت کو رخصت کردے ۔

وَاسْتَدَلُّوْا اَيْضًا بِحَدِيْثِ مَنْ عَمِلَ عَمَلًا لَيْسَ عَلَيْهِ اَمْرُنَا فَهُوَ رَدٌّ ۔ وَهٰذَا الطَّلَاقُ لَيْسَ عَلَيْهِ اَمْرُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ۔ ترجمہ ۔ ہر ایک وہ

کام جو کیا جاوے اُسپر ہمارا حکم نہ ہو تو رد ہو گا۔ حق تو یہ ہے کہ ہر ایک امر مین اتباع سنت مطہر نبویہ مصطفویہ کیجاوے وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ اور بس سلمان عقلمند و عالم فقیہ کی عقل و علم گوارہ و پسند کریگا کہ حضرت عمر کے قول کو آیت قرآنی و حدیث نبوی پر ترجیح دے اور جو عمل ۲۳ سال عہد نبوت اور دو سال ۴ ماہ ۱۰ دن خلافت ابوبکر اور دو سال خلافت حضرت عمر تک جو سوا لاکھ صحابہ مین عمل رہا ہو اُسپر حضرت عمر کے اس قول کو ترجیح دیجاوے جو نہ جبرًا و قہرًا و تنبیہًا و مصلحتًا جاری کیا گیا کہ لوگ تین طلاق ایک مجلس مین دینے سے باز آجاوین افسوس کی بات تو یہ ہے کہ اس حکم نے آجتک لاکھون گھر مسلمانون کے خلاف منشا و مقصود قرآن و حدیث نبوی کے خانہ ویران کر دیے ایک کی جورو دوسرے کی بغل مین آگئی اسی بنا پر حضرت عمر نے اپنے اسی حکم سے آخر مین ندامت ظاہر فرمائی کہ مین نے ایسا کیون کیا میرا یہ منشا نہ تھا کہ اسپر عمل قائم ہو جائے گا اسی حکم کے بعد آپ قبل موت نادم ہوئے رجوع کیا لیکن حکم تو ہاتھ سے نکل چکا تھا۔ کذا فی مسند اسماعیلی فی مسند عمر۔ الطرق الحکمیہ لابن قیم صفحہ ۱۷۔

فائدہ۔ منشا قرآن و حدیث نبویہ تو یہ تھا اَلطَّلَاقُ مَرَّتَانِ فَإِمْسَاكٌ بِمَعْرُوفٍ أَوْ تَسْرِيحٌ بِإِحْسَانٍ۔ ترجمہ۔ طلاق دو مرتبہ ہے یعنے ہر ایک طہر مین ایک ایک علیحدہ علیحدہ کر کے طلاق دینا پھر خاوند کو حق واختیار ہے کہ رجوع کر لے کیونکہ بُعُولَتُهُنَّ أَحَقُّ بِرَدِّهِنَّ قرآن مین آیا ہے کہ خاوند بہت زیادہ حقدار ہین کہ دو طلاق کے بعد رجوع کر لین ورنہ تیسرے طہر مین تیسری طلاق دیکر عورت کو رخصت کر دین۔

اور جبکہ مرد نے ایک مجلس مین عورت کو تین طلاق دیدی تو منشا قرآن جو بندون کیلیے نہایت آسانی کے واسطے پیدا کیا تھا کہ ہر ایک طہر مین ایک ایک طلاق دو پھر تمکو اختیار ہے کہ تیسرے طہر مین تیسری طلاق دیکر چھوڑ دو یا بعد ندامت وصلح کے رجوع کر لو لامحالہ امر الٰہی فوت ہو جائیگا اور خانہ ویرانی تو ظاہر ہے۔

اور آیت قرآن لَا تَدْرِیْ لَعَلَّ اللّٰہُ یُحْدِثُ بَعْدَ ذٰلِكَ اَمْرًا تم نہین جانتے ہو امید ہے کہ ایک یا دو طلاق کے بعد تم مین مصالحت کی صورت پیدا ہو تو وہ فوت ہو جاے گی ۔

اس مسئلہ مین کہ ایک مجلس مین تین طلاق متفرق یا پے در پے تین دینا ایک شمار ہوگی یا تین۔ فریق اول جملہ اہل حدیث اور بعض علما مین ایک مجلس مین تین طلاق متفرق یا مجمع ایک شمار ہوگی اُنکی دلیل ایک تو آیت قرآنی اَلطَّلَاقُ مَرَّتَانِ فَاِمْسَاكٌ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ تَسْرِیْحٌ بِاِحْسَانٍ ۔ ترجمہ ۔ طلاق دو مرتبہ ہے یعنے ہر ایک طہر مین ایک ایک علیحدہ علیحدہ کر کے طلاق دینا پھر خاوند کو حق و اختیار ہے کہ رجوع کرلے ۔

دوم حدیث عبد اللہ بن عباس قَالَ كَانَ الطَّلَاقُ عَلٰی عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَهْدِ اَبُوْ بَكْرٍ (۲ سال ۴ ماہ ۱۰ دن) وَسَنَتَيْنِ مِنْ خِلَافَةِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ اَلطَّلَاقُ الثَّلَاثُ وَاحِدَةٌ فَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ اَنَّ النَّاسَ قَدِ اسْتَعْجَلُوْا فِیْ اَمْرٍ كَانَتْ لَهُمْ فِيْهِ اَنَاةٌ فَلَوْ اَمْضَيْنَا عَلَيْهِمْ فَاَمْضَا عَلَيْهِمْ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَمُسْلِمٌ ۔

سیوم اقوال صحابۃ كُنَّا نَفْعَلُ كَذَا یعنے طَلَاقُ ثَلَاثَةٍ فِیْ مَجْلِسٍ وَاحِدٍ وَاحِدَةً فِیْ عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ۔ یہ حکم مرفوع مین ۔

چہارم حدیث اَبُوْ رُكَانَةَ اَنَّهُ طَلَّقَ اِمْرَاَتَهُ ثَلَاثًا فِیْ مَجْلِسٍ وَاحِدٍ فَحَزِنَ عَلَيْهَا حُزْنًا شَدِيْدًا فَسَاَلَهُ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (قَالَ) كَيْفَ طَلَّقْتَهَا فَقَالَ ثَلَاثًا فِیْ مَجْلِسٍ وَاحِدٍ فَقَالَ لَهُ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّمَا تِلْكَ وَاحِدَةٌ فَارْتَجِعْهَا ۔

وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ قَالَ طَلَّقَ اَبُوْ رُكَانَةَ اُمَّ رُكَانَةَ فَقَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَاجِعْ اِمْرَاَتَكَ فَقَالَ اِنِّیْ طَلَّقْتُهَا ثَلَاثًا قَالَ قَدْ عَلِمْتُ رَاجِعْهَا اَخْرَجَهُ اَبُوْ دَاوُدَ ۔

وعن[۵] محمود بن لبید اخبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن رجل طلق امرأته ثلاث تطليقات جميعا فقام غضبان ثم قال ايلعب بكتاب الله انا بين اظهركم حتى قام رجل فقال يا رسول الله الا اقتله قال ابن كثير اسناده جيد وقال حافظ ابن حجر فی بلوغ المرام رواته موثقون وقال فی فتح الباری اخرجه النسائی ورجاله ثقات۔ جلد ۹ صفحہ ۳۱۵۔

وحدیث[۶] من عمل عملا ليس عليه امرنا فهو رد وهذا الطلاق یعنی ثلاثة تطليقات فی مجلس واحد ثلاثة وذهب طائفة من اهل العلم الى ان طلاق لا يتبع الطلاق بل يقع واحدة فقط۔

وفی[۷] رواية عن علی وعبد الله بن عباس وطاؤس وعطا وجابر بن زيد وزيد بن علی وعینی علی البخاری وفتح الباری جلد ۹ صفحہ ۳۱۵۔ باب من اجاز طلاق الثلاث۔

ان[۸] من سلف من لم يجوز وقوع الطلاق الثلاث وفيه خلاف فذهب طاؤس ومحمد بن اسحاق والحجاج بن ارطاة والنخعی وابن مقاتل والظاهرية الى ان الرجل اذا طلق امرأته ثلاثا معا فقد وقعت عليها واحدة واحتجوا فی ذلك بما رواه مسلم من حديث طاؤس ان ابا الصهبا قال لابن عباس اتعلم انما الطلاق الثلاث تجعل واحدة على عهد النبی صلی اللہ علیہ وسلم وابوبکر وثلاثا من امارة عمر فقال ابن عباس نعم ايضا اخرجه الطحاوی وابوداؤد والنسائی وقيل لا يقع شئ۔

وذهب[۹] طائفة من اهل العلم الى ان الطلاق لا يتبع الطلاق بل يقع واحدة فقط۔

وفی روایة عن علی وعبد الله بن عباس وطاؤس وجابر بن زيد بن علی

والیہ (ذہب) جماعۃ من المتاخرین منھم شیخ الاسلام تقی الدین ابی العباس احمد بن عبد الحلیم بن تیمیہ الحرانی الدمشقی الحنبلی متوفی سنہ ۷۲۸ھ و ابن القیم الحنبلی الدمشقی المتوفی سنہ ۷۵۱ھ وجماعۃ من المحققین وقد نقلہ ابن مغیث فی کتاب الوثائق عن محمد بن وضاع ونقل الفتوی بذلک عن جماعۃ من مشائخ قرطبۃ کمحمد بن بقا ومحمد بن عبد السلام وغیرھما ونقل ابن المنذر عن عبد اللہ بن عباس وعطا وطاؤس وعمرو بن دینار وحکاہ ابن مغیث ایضا فی ذلک عن علی وعبد اللہ بن مسعود وعبد الرحمن بن عوف والزبیر بن العوام نیل جلد ۶ صفحہ ۱۵۵۔

وعن انس ان عمر کان اذا اتی برجل طلق امرأتہ ثلاثا اوجع ظھرہ۔ اخرجہ سعید بن منصور وسندہ صحیح فتح الباری جلد ۹ صفحہ ۳۱۵۔

تراجم۔ حدیث عبد اللہ بن عباس سے ہے کہ انھون نے کہا کہ عہد نبوت وعہد ابو بکر اور ۲ سال خلافت عمر تک تین طلاق ایک مجلس مین ایک ہی شمار کی جاتی تھین پھر عمر بن الخطاب نے کہا کہ لوگون نے بہت جلدی کی اُس کام مین کہ اُسمین اُنکے لیے آسانی تھی پس اگر اُسکو اُن پر نافذ وجاری کردین تو نافذ ہوجائے گا۔

اقوال صحابہ یہ ہین کہ ہم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے عہد زمانہ مین ایسا کیا کرتے تھے کہ تین طلاق ایک مجلس کی ایک ہی شمار کرتے تھے (صحابہ کا یہ کہنا گویا حکم نبوت ہے)۔

حدیث ابو رکانہ کہ بیشک اُس نے اپنی بی بی کو ایک مجلس مین تین طلاق دیدی پھر اُسپر بہت شرمندہ ونادم ہوا پھر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے دربار مین حاضر ہوکے واقعہ بیان کیا آپ نے فرمایا تو نے اُسکو کس طرح طلاق دی ہے کہا ایک مجلس مین تین طلاق تو آنحضرت نے فرمایا یہ تین طلاق ایک مجلس مین ایک ہی طلاق ہے جا رجوع کرلے۔ اور حدیث عبد اللہ بن عباس کا بھی یہی مطلب ہے۔

محمود بن لبید سے مروی ہے کہ رسول اللہ کو خبر پہونچی کہ ایک شخص نے اپنی بی بی کو معًا تین طلاق دیدی ہے تو آپ یہ سُنکر غضب مین آکر اُٹھ کھڑے ہوئے فرمایا کہ تم لوگ خدا کی کتاب کے ساتھ کھیلتے ہو اور مین ابھی تمھارے درمیان زندہ ہون یہانتک کہ ایک شخص نے کھڑے ہو کر عرض کیا کہ اگر حکم ہو تو مین اُسکی گردن مار دون کہ اُسنے ایسا کیون کیا۔

فائدہ جلیلہ کتاب اللہ سے مراد آپ کی یہ تھی کہ تین طہر مین تین طلاق دو۔ اور یہ حدیث جید اور راوی ثقہ ہین۔

حدیث جو شخص وہ عمل کرے کہ اُسپر ہمارا حکم نہو تو وہ مردود ہے اور تین طلاق ایک مجلس کی تین طلاق شمار کرنا امر نبوت سے نہین ہے۔ اور ایک جماعت علما کی اسطرف گئی ہے کہ تین طلاق ایک مجلس مین پے درپے دینا واقع ہوتی ہی نہین بلکہ ایک ہی ہوتی ہے فقط۔

اور اسطرح اور ایک روایت ہے حضرت علی و عبداللہ بن عباس اور طاؤس وعطا و جابر بن زید و زید بن علی سے اور بعض علما سلف نے تین طلاق کے وقوع مین اختلاف کیا ہے مثل طاؤس و محمد بن اسحاق اور حجاج بن ارطات اور نخعی اور ابن مقاتل اور اہل حدیث اس طرف گئے ہین کہ جبکہ مرد نے معًا تین طلاق ایک مجلس مین دی تو ایک ہی واقع ہوگی اور احتجاج اُنکا جو صحیح مسلم نے روایت کی ہے طاؤس سے کہ بیشک ابا الصہبا نے عبداللہ بن عباس سے کہا کہ آپ جانتے ہین کہ عہد نبوت مین اور عہد خلافت ابوبکر اور دو سال خلافت عمر مین تین طلاق ایک ہی گنی جاتی تھی تو عبداللہ بن عباس نے کہا (نعم) ہان۔

اور اسی طرح طحاوی و ابوداؤد و نسائی نے بھی استخراج کیا ہے کچھ بھی واقع نہین ہوتی اور ایک روایت ہے حضرت علی و عبداللہ بن عباس و طاؤس و جابر بن زید بن علی اور ایک جماعت متاخرین سے منجملہ انکے ابن تیمیہ و ابن قیم اور ایک جماعت محققین کی اور محمد بن مغیث نے کتاب الوثائق سے نقل کیا ہے اور محمد بن وضاح نے بھی ایک جماعت علما قرطبہ سے فتوی نقل کیا مثل محمد بن تقی و محمد بن عبدالسلام وغیرہما اور ابن منذر نے بھی صحابہ سے نقل

کیا ہے مثل عبداللہ بن عباس و عطا و طاؤس و عمرو بن دینار اور نیز محمد بن مغیب نے اس روایت کو حکایت کیا ہے صحابہ سے مثل حضرت علی و عبداللہ بن مسعود و عبدالرحمن بن عوف اور زبیر بن عوام سے اور فتح الباری جلد ۹ صفحہ ۳۱۵ مین سند صحیح سے ہے کہ حضرت انس سے مروی ہے کہ بتحقیق حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دربار مین اگر کوئی شخص آتا کہ اُسنے اپنی بی بی کو تین طلاق معًا دی ہے تو آپ اُسکی پشت پر تعزیر قائم کرتے۔

فائدہ جلیلہ واضح ہو کہ ایک مجلس مین تین طلاق کا اختلاف ہے جو اوپر گذرا ظاہر ہے لیکن جمہور تابعین اور اکثر صحابہ اور حنفیہ و شافعیہ کا یہی مذہب ہے کہ ایک مجلس مین تین طلاق متفرق ہون یا متصل ہون تین کی تین ہی واقع ہوتی ہین۔ نیل جلد ۶ صفحہ ۱۵۴۔

فصل مکرہ و مجبر کی طلاق عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ لَاطَلَاقَ فِی الْاِغْلَاقِ۔ حضرت عائشہ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اغلاق یعنے طلاق نہین واقع ہوتی وہ یہ کہ کوئی ظالم جابر یا چور ڈاکو کسی کو بند قید کر کے طلاق پر مجبور کرے تو طلاق واقع نہو گی روایت کیا اسکو امام احمد نے اپنے مسند مین اور ابوداؤد و ابن ماجہ و ابو یعلی و حاکم و بیہقی نے اور صحیح کیا اسکو حاکم نے۔

اور ایک روایت ہے رُفِعَ عَنْ اُمَّتِیَ الْخَطَاءُ وَالنِّسْیَانُ وَاسْتُکْرِھُوْا عَلَیْہِ ابن ماجہ و ابن حبان و دارقطنی و طبرانی و حاکم اس مسئلہ مین بوجہ اختلاف کے دو فریق ہین جو طلاق جو طلاق مکرہ و مجبرہ کے قائل نہین ہین منجملہ اُنکے صحابہ و تابعین و ائمہ ہین حضرت عثمان بن عفان و علی بن ابی طالب و عبداللہ بن عمر و عبداللہ بن عباس و عمر بن عبدالعزیز و الحسن بن حسن و مجاہد و شریح و اوزاعی و الضحاک و جابر بن زید و امام مالک و شافعی و آپکے اصحاب ہین بدلیل قولہ علیہ الصلوۃ والسلام اَلْاَعْمَالُ بِالنِّیَّةِ وَلِکُلِّ امْرِیءٍ مَّا نَوٰی ہر ایک عمل مین نیت ہے اور ہر ایک امر کیلیے نیت شرط ہے اور مکرہ و مجبرہ مین نیت نہین ہے کیونکہ یہ اپنے قول و فعل پر قادر نہین ہے غیر قاصد و مرید طلاق ہے بلکہ اُسکا ارادہ و قصد رفع شر و خلاصی از جبر و اکراہ ہے

اور یہی مذہب ہے جمہور علما کا جو طلاق مکرہ و مجبر کو نافذ نہین کرتے۔

اور جو فریق اس امر کے قائل ہین کہ طلاق مکرہ و مجبر کی واقع ہوتی ہے امام نخعی و سعید بن المسیب و الثوری و عبد العزیز و امام ابو حنیفہ و آپ کے اصحاب ہین۔ عینی جلد ۹ صفحہ ۵۵۵ و نیل جلد ۶ صفحہ ۱۹۱ اور رد المحتار وغیرہ مین لکھا ہے کہ طلاق مکرہ کی صحیح ہے لیکن اقرار بالطلاق صحیح نہین ہے اگر کوئی جبراً طلاق کا اقرار کرائے تو صحیح نہوگا اور طلاق واقع نہوگی اور اگر جبر و اکراہ سے طلاق لکھوائے تو بھی صحیح نہ ہوگی۔

فائدہ جلیلہ مکرہ و مجبر کے دوسرے اقرار بھی صحیح نہ ہونگے جیسے نکاح کر دینا یا طلاق سے رجوع کر دینا اور قصاص کا معاوضہ معاف کر دینا اور بیٹا بیٹی کا نکاح کر دینا و لونڈی غلام آزاد کرنا۔ رد المحتار جلد ۲ صفحہ ۵۷۹۔

ناسی و مخطی کی طلاق۔ جمہور علما اسطرف گئے ہین کہ مخطی و ناسی کی طلاق واقع نہین ہوتی بدلیل قولہ تعالی رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَا اِنْ نَّسِيْنَا اَوْ اَخْطَاْنَا اور بدلیل قولہ علیہ الصلوۃ والسلام عن عبد اللہ بن عباس مرفوعا اِنَّ اللّٰہَ تَجَاوَزَ عَنْ اُمَّتِیْ الْخَطَاءَ وَالنِّسْیَانَ وَاسْتُکْرِہَ عَلَیْہِ۔ عبد اللہ بن عباس مرفوعاً کہتا ہے کہ آنحضرت نے فرمایا کہ اللہ تعالی نے میری امت سے خطا بھول چوک کو معاف کر دیا ہے اور جو اُسپر جبر و اکراہ کیجا وے یہی مذہب ہے جمہور علما و امام احمد و شافعی و مالک کا کہ مخطی و ناسی کی طلاق واقع نہین ہوتی عینی جلد ۹ صفحہ ۵۵۷۔

لیکن حنفیہ کے نزدیک اگر کہنے والا اپنی عورت کو کچھ کہہ رہا تھا پلٹ کر اَنْتِ طَالِقٌ یا اُسکے معنی نکلے تو طلاق لازمی ہوگی واَبو حنیفہ لَا یُرٰی سَبْقُ اللِّسَانِ مَانِعًا مِنْ وُقُوْعِ الطَّلَاقِ اور فقہ حنفیہ مین یون ہے کہ اگر زوج نے خطا سے طلاق دی یعنے ارادہ کسی بات کا کیا اور زبان پر طلاق کا لفظ آگیا یا طلاق کا لفظ بھول کر کہا اُسکے معنی نہین جانتا تھا یا یا بھول کر طلاق بولا یا طلاق کی جگہ طلاک بولا تو ان صورتون مین قضاً طلاق واقع ہوگی نہ

دیانۃً یعنے درمیان اُسکے اور خدا کے کیونکہ زوج اسوقت نہ جانتا تھا اور نہ اُسنے طلاق کی نیت کی ہے ردالمحتار جلد ۲ صفحہ ۵۷۴ و غایۃ الاوطار جلد ۲ صفحہ ۱۶۔

اور اسیطرح ناسی کی طلاق ۔اگر ناسی نے بھولکر طلاق دی تو واقع نہ ہوگی عینی علے البخاری جلد ۹ صفحہ ۵۵۸ ۔کیونکہ اسکا ارادہ و قصد طلاق نہین ہے ۔اور اسی طرح اگر قسم کھائی کہ مین فلان سے بات نہ کرونگا اور بھولکر بات کرلی تو حانث نہوگا۔

اور اسی طرح غلطی کرنے والے کی بھی طلاق واقع نہین ہوتی۔

غفلت سے طلاق دینا ۔مصباح المنیر لغت کی کتاب ہے اسمین غفلت کے معنی یون بتائے ہین کہ غائبانہ چیز کا بھولنا اور عدم یادداشت دل سے اُترجانا زائل ہونا اور ساہی و ناسی مین یون فرق بیان کیا ہے کہ ناسی کو جب چیز یاد دلائی جاوے تو اُسکو یاد آجاوے اور ساہی اُسکے خلاف ہے۔

سفیہ کی طلاق ۔کی طلاق بھی واقع نہین ہوتی یعنے کم فہم و خفیف العقل شخص۔

سکران کی طلاق ۔سکر کئی چیزون سے ہوتا ہے شراب ۔افیون ۔نبیذ ۔بھنگ یہ تو معروف ہین لیکن تاڑی و سیندھی وغیرہ غیر معروف ہین تاڑی کا درخت لمبا طویل ہوتا اور اُسکے تنون سے اُسکا پانی نکالا جاتا ہے مثل نبیذ کے اول خوش ذائقہ ہوتا ہے دوپہر کے بعد اسمین نشہ آجاتا ہے ۔اسیطرح سیندھ کا درخت بالکل مشابہ کھجور کے ہوتا ہے اُسکی شاخون سے اُسکے درخت کا پانی نکالا جاتا ہے اول مین شیرین دوپہر کے بعد اسمین بھی نشہ آجاتا ہے یہ دونون بھی قریب قریب شراب کے ہین۔

اور حقیقت مین ہر ایک نشہ تین حالت سے خالی نہین ہوتا ۔پہلی حالت بالکل بیخود کردیتی ہے اُسکی عقل و ہوش و حواس مین تغیر پیدا ہوجاتا ہے وہ نہین جانتا جو کہتا ہے وہ اپنے ارادے و قصد کو نہین جانتا بے خودی ہذیان و بے تمیزی یہ قابل مواخذہ نہین ہے۔ دوم حالت مین بالکل بے خودی نہین ہوتی اُسکی عقل مین بھی تغیر پیدا نہین ہوتا پہلی کے

بالعکس۔ سیوم حالت دونون کے درمیان ہے کبھی ہوش کبھی بے ہوشی کبھی تمیز کبھی بے تمیزی ان تینون کا اندازہ شہادت سے بخوبی ہو سکتا ہے اُسپر احکام جاری ہونگے۔

اور ردالمحتار جلد۲ صفحہ ۵۸۲ مین سکران کی تعریف یون کی ہے کہ بعض کے نزدیک بوجہ سرور وعقل زائل ہونے کے فرق نہ کرسکے لیکن معتبر صاحبین کا قول ہے وہ یہ کہ سکران نشے والے کا اکثر کلام بیہودہ وہذیان ہو غیر مستقیم بے قرار ڈانوان ڈول کلام مین اختلاط وہذیان اور نفع نقصان واتلاف مال وغیرہ مین تمیز نہو سب سے بہتر تعریف تو قرآن مین ہے حَتّٰی تَعۡلَمُوۡا مَا تَقُوۡلُوۡنَ۔

حکم طلاق۔ سکران مین علما کا اختلاف ہے اسمین دو فریق ہین۔ فریق اول مصنف ابن ابی شیبہ مین باسناد جید وصحیح ایک روایت ہے کہ طلاق سکران کی واقع نہین ہوتی اور عبداللہ بن عباس سے مروی ہے کہ طلاق سکران ومسکرہ کی جائز نہین ہے۔ بخاری باب الطلاق فی الاغلاق والسکران۔

اور یہی مذہب ہے حضرت عثمان بن عفان وعلی بن ابی طالب و عبداللہ بن عباس وعمر بن الخطاب و عبداللہ بن عمر وعبداللہ بن الزبیر وعمر بن عبدالعزیز وعطا والحسن بن ابی الحسن ومجاہد وابن سیرین والضحاک و ابن حزم وطاؤس و جابر بن زید وامام مالک قالوا لایجوز طلاق السکران عینی جلد۹ صفحہ ۵۵۶ ودرایہ فی تخریج ہدایہ صفحہ ۲۲۶۔

اور امام طحاوی وابو الحسن الکرخی وامام الحرمین اور ایک جماعت حنفیہ نے بھی اسی فتوے کو اختیار کیا ہے اور امام احمد وآپکے اصحاب و امام شافعی کا بھی قدیم قول یہی ہے۔ اور نیز اسپر مجتمع ہین کہ طلاق معتوہ کی بھی واقع نہین ہوتی اور سکران بھی معتوہ سے ہے۔ (فاقد العقل) ہر ایک تکلیف شرعی کیلیے ثبوت عقل کی ضرورت ہے۔

اور یہ مسئلہ بھی مسلم ہے کہ اگر سکران کلمہ کفر کہہ بیٹھے تو مرتد نہوگا بوجہ سکر کے تو دوسرے احکام اُسکے کیونکر صحیح ہونگے (تنبیہ) قتل مین بحث ہے وہ باب قتل سکران مین آئیگا۔

فریق دوم۔ جو طلاق سکران کے قائل ہین امام اوزاعی و ثوری و امام ابوحنیفہ و آپ کے اصحاب ہین۔ عینی جلد ۹ صفحہ ۵۵۷۔

فائدہ جلیلہ علمائے حنفیہ باہم آپسمین مختلف ہین جو زبردستی نشہ پلایا جائے اصح یہ ہے کہ ایسے شخص کی طلاق واقع نہین ہوتی۔ غایۃ الاوطار جلد ۲ صفحہ ۹۰۔

علمائے حنفیہ و شافعیہ دونون متفق ہین کہ تمباکو و بھنگ و افیون پینے سے اگر نشہ آ گیا اور عقل زائل ہوگئی تو زجراً فتوے دیا ہے کہ طلاق واقع ہوگی لیکن اگر دواءً استعمال کیا اور عقل زائل ہوگئی تو طلاق واقع نہوگی۔ رد المحتار جلد ۲ صفحہ ۵۷۳۔

اگر حبوب یا شہد وغیرہ کا شربت پیا اور نشہ آ گیا تو طلاق واقع نہوگی۔ فتاوی نقرویہ صہ ۸۹

ایضاً مضطر کی طلاق۔ بوجہ اضطرار کے طلاق دی تو واقع نہ ہوگی۔ (")

اخرس کی طلاق۔ یعنے گونگے کی طلاق اشارہ و لکھنے سے واقع ہوگی والا لا۔ (")

مجنون کی طلاق واقع نہین ہوتی۔ مجنون دو قسم پر ہے ایک پیدائشی دوم جو بوجہ کسی سبب کے ہو جیسے اختلاط عقل جو بوجہ فساد دماغ و جن بھوت یا کسی ضرب دماغ کے اور اسمین قوت اچھے برے و تمیز و عدم تمیز کی نہ ہو نیکی بدی کو تمیز نہ کر سکے۔

صبی کی طلاق واقع نہین ہوتی گو وہ مراہق قریب البلوغ ہو۔ غایۃ الاوطار جلد ۹ صفحہ ۹۲

معتوہ کی طلاق بھی واقع نہین ہوتی۔ معتوہ مختل العقل قلیل الفہم پریشان فاسد التدبیر کو کہتے ہین لیکن دونون مین فرق یہ ہے کہ مجنون مار توڑ گالی گلوج کرتا ہے اور معتوہ اُسکے خلاف۔ غایۃ الاوطار جلد ۹ صفحہ ۹۲۔

اَلْمُبَرْسَم۔ یہ ایک قسم کی بیماری ہے درمیان جگر و امعا کے ورم پیدا ہو جاتا ہے اس سے بیہوشی لاحق ہوتی ہے ایسی حالت کی طلاق واقع نہوگی۔ غایۃ الاوطار جلد ۹ صفحہ ۹۲

المغمی علیہ یہ ایک قسم کی بیہوشی و غشی لاحق ہوتی ہے مثل نیند کے قوی متحرکہ و حسیہ معطل ہو جاتے ہین ایسے کی طلاق بھی واقع نہین ہوتی اور بعض اوقات مین کسی

صدمہ آسمانی یا سلطانی یا جسمانی یا مالی کیوجہ سے غشی طاری ہوتی ہے اُسکا بھی یہی حکم ہے

المدھوش اسکو کہتے ہین جسکی عقل جاتی رہی ہو بوجہ حیا یا بوجہ خوف طاری ہونے کے مثل حیران پریشان بیہوش کے ہو اُسکی طلاق بھی واقع نہین ہوتی۔ رد المحتار جلد ۲ صفحہ ۵۸۷

النائم۔ وعن علی بن ابی طالب رفع القلم عن ثلاثة عن المجنون حتے یفیق وعن الصبی حتے یدرک وعن النائم حتے یستیقظ۔ کذا فی البخاری باب الطلاق فی الاغلاق جمہور علماء کا یہی مذہب ہے کہ نائم سونے والے کی طلاق واقع نہین ہوتی جبتک وہ ہوشیار نہو اور کتب فقہ حنفیہ مین ہے کہ نہین واقع ہوتی طلاق سونے والے کی بسبب عدم ارادے وقصد واختیار کے کیونکہ سونے والے کو صادق وکاذب نہین کہہ سکتے اور نہ اُسکا کلام خبر وانشا ہے۔ درمختار۔

طلاق مختل العقل کی بھی واقع نہین ہوتی خواہ بوجہ کبرسنی کے ہو یا کسی مرض ومصیبت جسمانی وآسمانی وغیرہ کے ہو گو اُسکا علم وارادہ ہو کیونکہ اُسکا علم وارادہ مثل صبی عاقل کے ہے جو قابل اعتبار نہین ہے۔ درمختار۔

البحث فی طلاق الغضبان۔ اسمین علما مختلف ہین صاحب ردالمحتار نے اپنی کتاب کے جلد ۲ صفحہ ۵۸۷ مین بحوالہ شرح الغایۃ الحنبلیہ تحریر فرمایا ہے اس مسئلہ کے متعلق حافظ ابن قیم حنبلی کا طلاق غضبان مین ایک رسالہ ہے اسمین غضبان کی تین حالتین واقسام بیان کیے ہین ایک تو ابتدائے غضب مین اُسکی عقل مین تغیر پیدا نہین ہوتا اور جانتا ہے جو کہتا ہے اور جو قصد وارادہ کرتا ہے اسمین تو اشکال نہین ہے اور حالت ثانی مین نہایت درجہ کا غضب ہوتا ہے کہ اسمین نہین جانتا کہ مین کیا کہتا ہون اور نہ وہ ارادے وقصد کو جانتا ہے اسمین شک نہین کہ اُسکی اس حالت مین اُسکے اقوال وافعال کا اعتبار نہوگا اور نہ اُس پر کوئی حکم نافذ ہوگا جیسے کہ حضرت موسےٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا واقعہ ہے کہ غصہ وغضب کی حالت مین توارت کو زمین پر پٹک دیا اور بھائی کے سر کے بال و داڑھی پکڑلی

اور نہ خیال کیا کہ آسمانی خدائی کتاب ابھی لاکر زمین پر پٹک دی سب بے ادبی ہوئی ہے خدا ے
تعالے نے بھی اُسکا مواخذہ نہین فرمایا کیونکہ بندہ حالت غضب و غصہ مین اپنے اختیار
مین نہین رہتا اسپر علم وارادہ و قصد کا اغلاق ہوتا ہے گو علماے حنفیہ طلاق غضبان کے
قائل ہین وَمَا ثَبَتَ فِی الصَّحِیْحِ عَنْہُ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنَّہٗ قَالَ لَا یَقْضِی الْقَاضِیْ
بَیْنَ اِثْنَیْنِ وَھُوَ غَضْبَانُ متفق علیہ من حدیث ابو بکرۃ۔

اور عبداللہ بن عباس و آپکے اصحاب سے ایک نظیر ہے لَغْوَ الْیَمِیْنِ اَنْ تَحْلِفَ
وَاَنْتَ غَضْبَانُ۔

فائدہ مکرہ و غضبان کے مقہور ہونے مین ایک فرق ہے مکرہ غیر سے کسی وجہ سے
مقہور ہوتا ہے اور غضبان اپنی ذات سے مقہور ہوتا ہے۔

از کاتب الحروف ہم جب نظر غور سے دیکھتے ہین تو پہلی حالت غضبان و سکران
مین نہ تمیز ہوتی ہے بلکہ بیہودہ گوئی ہذیان مونہ سے کف آنا اپنے جسم کو نوچنا توڑنا بچیون
کو اٹھانا پٹکنا برتن وغیرہ توڑنا پھوڑنا کسی کو مارنا قتل کرنا زوجہ کو طلاق دیدینا سب و
شتم کرنا حملہ کرنا۔ اور تیسری حالت ان دونون کے درمیان کبھی تمیز کبھی بے تمیزی ان تینون
کا اندازہ شہادت سے کرکے احکام کا نفوذ ہوگا۔

طلاق عند الموت کا اثر۔ اگر کسی نے مرض موت مین عورت کو طلاق دی پھر وہ مرگیا
اور عورت عدت مین ہے تو عورت وارث ہوگی۔ اسکے موافق حضرت عمر بن الخطاب کا
ایک فیصلہ بھی ہے اور یہی مذہب ہے عامۂ علما و ابو حنیفہ کا۔ موطا امام محمد صفحہ ۲۵۷۔

اگر بعد ختم عدت کے مرا تو عورت وارث نہ ہوگی۔ (؍ ؍ ؍)

اگر عورت کو رجعی طلاق دیکر مرا تو عورت وارث ہوگی۔ (؍ ؍ ؍)

اسی طرح اگر عورت عدت مین مرگئی تو شوہر وارث ہوگا۔ کتب فقہ و موطا امام محمد صفحہ ۲۵۷

فصل طلاق کے الفاظ کنایہ مین - واضح ہو کہ الفاظ کنایات ہر قوم کے جدا جدا

الگ الگ ہوتے ہین مگر اُنکے ساتھ ساتھ نیت بھی شرط ہے۔ اگر لفظ کنایہ کے ساتھ نیت کی ہے تو طلاق واقع ہوگی ورنہ کچھ نہین لغو ہے۔

الفاظ کنایات۔ فَارَقْتُكِ تیرے کو مین نے جدا و الگ کر دیا۔ سَرَّحْتُكِ مین نے تجھ کو راحت دیدی۔ اَلْخَلِيَّةُ تو خالی ہوگئی۔ اَمْرُكِ بِيَدِكِ تیرا کام تیرے ہاتھ مین ہے اَخْتَارِي تو اختیار کر لے۔ اِعْتَدِّي تو عدت پوری کر۔ اُخْرُجِي تو نکل جا۔ اِذْهَبِي تو چلی جا۔ قُومِي تو کھڑی ہو جا۔ تَقَنَّعِي تو برقع اوڑھ لے۔ اِسْتَتِرِي تو مجھ سے پردہ کر۔ لَا سَبِيلَ عَلَيْكِ میرا کوئی راستہ نہین تجھ پر۔ لَا مِلْكَ لِي عَلَيْكِ میری کوئی ملکیت نہین تجھ پر۔ خَلَّيْتُ سَبِيلَكِ مین نے تیرا راستہ خالی کر دیا۔ خَرَجْتِ مِنْ مِلْكِي تو میری ملک سے نکل گئی۔ اِسْتَبْرِئِي رَحِمَكِ تو اپنے رحم کو پاک کر۔ اِبْتَغِي الْاَزْوَاجَ تو اپنا شوہر تلاش کر۔ اِلْحَقِي بِاَهْلِكِ تو اپنے گھر والون سے ملجا۔ از کتب حدیث و فقہ۔

فائدہ۔ ہر ایک قوم کی طلاق اُنکی زبان مین ہوسکتی ہے خواہ صریح ہو یا کنایہ اور کنایہ مین نیت شرط ہے اگر نیت نہین کی تو لغو ہے۔ کتب حدیث و فقہ۔

فصل طلاق صریح کے الفاظ۔ اگر شوہر نے اپنی عورت کو یہ کہا تو طالقہ ہے یا مطلقہ یا بائنہ یا تجھ کو طلاق دی پس ایک طلاق رجعی واقع ہوگی گو اُسنے ایک سے زائد کی نیت کی ہو۔ عالمگیری جلد ۲ صفحہ ۱۴۸۔

اگر عورت سے کہا تو اس قید سے طالقہ ہے تو وہ مطلقہ ہو جائیگی۔ عالمگیری جلد ۲ صفحہ ۱۴۸۔

اگر عورت سے کہا اَنْتِ الطَّلَاقُ بمعنے تو طلاق ہے یا یہ کہا اَنْتِ طَالِقٌ وَالطَّلَاقُ یا یہ کہا اَنْتِ طَالِقٌ طَلَاقًا بمعنے تو ہی طلاق ہے طلاق واقع نہوگی۔ عالمگیری جلد ۲ صفحہ ۱۴۸

اگر نیت ایک طلاق رجعی کی ہو تو ایک طلاق رجعی واقع ہوگی۔ (” ” ”)

اگر یون کہا اَنْتِ طَالِقٌ بمعنے تو طلاق ہے تو طلاق رجعی واقع ہوگی۔ (” ” ”)

ان سب مین صحت نیت کی ضرورت نہین ہے۔

اگر کہا عَلَیکِ الطَّلَاقُ تو بشرط نیت ایک طلاق رجعی واقع ہوگی۔ عالمگیری جلد۲ صفحہ ۱۴۸
اگر کہا لَکِ الطَّلَاقُ تیرے لیے طلاق ہے تو طلاق واقع نہوگی کیونکہ صراحت نہین ہے
عالمگیری جلد۲ صفحہ ۱۴۸۔
اگر کہا اَنتِ طَالِقٌ طَالِقٌ یا قَد طَلَقتُکِ بمعنے مین نے تحقیق تجھ کو طلاق دے دی تو
طلاق واقع ہوگی۔ عالمگیری جلد۲ صفحہ ۱۴۸۔
اگر کہا طَلَقتُکِ غَیرَ مَرَّۃٍ مین نے تجھ کو کئی مرتبہ طلاق دیدی تو طلاق واقع ہوگی
عالمگیری جلد۲ صفحہ ۱۴۸۔
اگر کسی نے مرد سے دریافت کہا کیا تو نے اپنی جورو کو طلاق دیدی ہے جواب
مین کہا ہان تو طلاق واقع ہوگی۔ عالمگیری جلد۲ صفحہ ۱۴۸۔
اگر مرد نے اپنی عورت سے اَنتِ بِثَلَاثٍ کہا تو تین طلاق واقع ہونگے اگر نیت
طلاق کی کی ہے۔ عالمگیری صفحہ ۱۵۱۔
طلاق بالاشارہ۔ اگر صاف زبان والے نے ایسا اشارہ کیا جس سے تفہیم و تمیز طلاق ہو
یا عدد طلاق ہو تو حکم طلاق کا ہوگا۔ اسی طرح اگر ایسے شخص نے اشارہ کیا جس کی زبان
مین بندش غیر صاف ہو اور تکلم نہین کر سکتا ہو تو اُسکا حکم یہی ہوگا اسی طرح تمام احکام و امور مین
اشارہ تفہیمی کافی ہوگا یہی قول ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا و عامہ فقہا کا۔ عینی جلد۹ صفحہ ۵۹۴

فصل اَمرُکِ بِیَدِکِ۔ تیرا کام تیرے ہاتھ مین ہے تو اس سے کئی احکام صادر ہوئے
ایک تو تملیک طلاق زوجہ کے مالک و اختیار مین دیکر سپرد و تفویض کر کے حق رجوع کو ساقط کر دیا
دوم جواب بِالیَدِ کا لفظ ہونا بوجہ خطاب باتحاد مجلس۔ سیوم اگر زوجہ نے مجلس اختیاری کو
فوری بدل دیا تو اعراض معلوم و ثابت ہوگا۔ چہارم ابطال و عدم طلاق کو زوجہ کے قبضہ
اختیاری مین دیدیا۔ پنجم زوج کی نیت پر منحصر ہے کہ کیونکہ یہ کنایہ طلاق ہے بغیر نیت کے صحیح نہوگا
جبتک نیت طلاق نہو زوجہ طلاق کی مالک نہین ہو سکتی پھر یہ بھی دیکھنا ہے کہ مجلس اختیاری

مین حالت غیض و غضب تو نہین ہے۔

اگر زوج نے طلاق کی نیت سے انکار کیا تو اُسکا قول مع حلف صحیح ہوگا۔

اگر زوجہ نے شہود پیش کیے تو اُسکا قول رد ہوگا کیونکہ نیت قلبی فعل ہے اسکی گواہی نہین ہوسکتی۔

اگر زوج ہاتھ پکڑ کر کھڑا ہو گیا تو خیار زوجہ باطل ہوگیا بوجہ قدرت امتناع زوجہ بجبر۔

اگر عورت اُسی مجلس سے طلبی شہود کیلیے گئی تو خیار باطل نہو گا۔

اگر عورت تلاوت قرآن و نماز وغیرہ مین لگ گئی تو اعراض ثابت ہوگا۔

اگر عورت نے شوہر کو کہا مین نے تیرے کو اختیار کیا تو خیار طلاق باطل ہوگیا۔

اگر شوہر نے زوجہ کو کہا تجھکو ایک ماہ یا ایک دن یا ایک سال تک اختیار ہے تو وقت مقررہ تک خیار رہیگا لیکن مہینون کی گنتی دنون سے ہوگی۔

اگر شوہر نے زوجہ سے کہا تو مرد کو اختیار کریا طلاق تو خیار باطل ہوگا۔

اگر شوہر نے زوجہ کو اختیار طلاق دیا امرک بیدک تو شوہر کی نیت کا اعتبار ہوگا۔ اگر تین طلاق کی نیت کی تو تین ورنہ ایک طلاق واقع ہوگی بصورت نزاع زوج کے قول کا اعتبار ہوگا مع حلف۔ کذا فی بدائع جلد۳ صفحہ ۱۱۳ تا ۱۱۸ و موطا امام محمد۔

طلاق کا وقوع بخط و کتابت۔ اگر شوہر نے کسی مقام سے کسی کے ہاتھ خط لکھ بھیجا اور اُسمین اپنی زوجہ کو طلاق لکھ بھیجی تو معًا وصول خط عورت پر طلاق واقع ہوگی کیونکہ جسکے ہاتھ خط روانہ کیا گیا ہے اصلاً شوہر کے کلام کو نقل کیا ہے۔ بدائع جلد۳ صفحہ ۱۱۳۔

اگر شوہر نے عدد طلاق لکھ دیا ہے تو اُسکے موافق عمل ہوگا ورنہ بصورت شک ایک طلاق واقع ہوگی بشرطیکہ خط بقلم شوہر صحیح العقل غیر مسکر و جنون ہوا وریہی حکم ہے اسوقت جو خط بذریعہ ڈاک وصول ہو۔ بدائع جلد۳ صفحہ ۱۲۶۔

فصل اضافت طلاق مین خواہ وقت ہو یا زمانہ و دن وغیرہ۔ اگر شوہر نے

عورت سے کہا تو کل کے روز طالقہ ہے تو علے الصحیح طلاق واقع ہوجاوے گی۔ عالمگیری جلد ۳ صفحہ ۱۶۷

اگر شوہر نے کہا ماہ رمضان یا شعبان تو پہلی تاریخ مقررہ پر طلاق واقع ہوگی (〃 〃)

اگر شوہر نے کہا کہ فلان چیز کے عدد کے مطابق طلاق ہے حالانکہ اُسکا عدد نہین ہے جیسے شمس و قمر تو ایک طلاق بائنہ واقع ہوگی۔ عالمگیری جلد ۳ صفحہ ۱۶۷

اگر شوہر نے کہا تو طالقہ ہے آج اور کل تو علے الفور ایک طلاق واقع ہوگی عالمگیری جلد ۳ صفحہ ۱۶۷

فصل قبل دخول کے طلاق دینا۔ اگر شوہر نے قبل دخول کے زوجہ کو تین طلاق معًا دی تو تینون معًا واقع ہونگی اگر جدا جدا دیا ہے تو خاصکر ایک پہلی سے بائنہ ہوجاوے گی اور عورت پر عدت بھی نہین ہے۔ کتب حدیث و فقہ و موطا امام محمد۔

طلاق بالتشبیہ۔ اگر شوہر نے کہا تو طالقہ ہے مثل غیر عدد والی چیز کے تو ایک طلاق بائنہ پڑے گی۔ عالمگیری جلد ۲ صفحہ ۱۶۳۔

اگر شوہر نے طلاق دے کر تین انگشت کا اشارہ کیا تو اشارہ کے مطابق طلاق پڑیگی عالمگیری جلد ۲ صفحہ ۱۶۳

اگر شوہر نے کہا سوا دو کے تو تین طلاقین واقع ہونگی۔ (〃 〃)

فصل قبل از جماع و تقرر مہر طلاق دینا۔ قوله تعالیٰ۔ لَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ اِنْ طَلَّقْتُمُ النِّسَاءَ مَا لَمْ تَمَسُّوْهُنَّ اَوْ تَفْرِضُوْا لَهُنَّ فَرِيْضَةً وَّمَتِّعُوْهُنَّ عَلَى الْمُوْسِعِ قَدَرُهٗ وَعَلَى الْمُقْتِرِ قَدَرُهٗ مَتَاعًا بِالْمَعْرُوْفِ حَقًّا عَلَى الْمُحْسِنِيْنَ۔ گناہ نہین تم پر اگر طلاق دو عورتون کو جبتک اُنسے جماع نہین کیا یا مہر مقرر نہ کیا ہو دونون صورتون مین اُنکو ضرور خرچ دو مقدور وسعت کے مطابق تونگر پر اُسکی حیثیت اور تنگدست پر اُسکی حیثیت سے خالی ہاتھ مت رخصت کرو اس عطا کو متعہ طلاق کہتے ہین رخصت کے سامان مین اختلاف ہے عبداللہ بن عباسؓ نے خادم کہا یا لونڈی اگر مفلس ہے تو تین کپڑے کرتہ پائجامہ چادر دو ننگی رخصت نکر۔ امام حسنؓ نے بیس ہزار درہم دیے تھے تو عورت نے کہا مَتَاعٌ قَلِيْلٌ مِنْ حَبِيْبٍ مُفَارِقٍ۔ امام ابو حنیفہؒ نے فرمایا ہے اگر مقدار متعہ مین اختلاف تو نصف مہر مثل دینا ہوگا اور متعہ طلاق ہر ایک

مطلقہ کیلیے ضروری ہے مطلقات چار قسم پر ہین - ایک وہ جسکا مہر مقرر ہو دخول بھی ہو چکا ہو-
دوسری وہ کہ مہر تو مقرر ہوا لیکن دخول نہین ہوا ہے آیت مذکور الصدر کے اعتبار سے اُسکو
مہر تو نہین ملیگا مگر متعہ ملیگا - تیسری وہ کہ مہر تو مقرر ہوا ہے لیکن دخول نہین ہوا تو اُسکے لیے
نِصْفُ مَا فَرَضْتُمْ نصف مہر ملیگا - چوتھی وہ کہ پورا مہر ملیگا بقولہ تعالیٰ فَاٰتُوْهُنَّ فَرِيْضَةً
دو اُن عورتون کو مقررہ مہر مفروضہ وہ مہر ہے جسکا مہر مقرر ہو چکا ہو اور مفوضہ وہ ہے جس کو
مہر ملے گا -

فصل جو شخص اپنی زوجہ کو بہن کہے تو کیا امام بخاری نے اس مسئلہ مین یہ باب باندہ ہے
جبکہ شوہر باکراہ وجبر بعدم رضامندی کسی ظالم کے ظلم کیوجہ سے اگر زوجہ کو بہن کہے تو مضر نہ ہوگا
کیونکہ عمل و نیت دونون کا اتحاد شرط ہے اور سنن ابو داؤد مین اور ایک روایت ہے کہ آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص سے سُنا کہ وہ اپنی بی بی کو بہن کہہ رہا تھا تو اُسکو منع وزجر
فرما کے کہا کہ آئندہ ایسا مت کہنا -

اگر نیت کے ساتھ زوجہ کو بہن کہا تو ظہار لازم آئیگا - کذا فی عینی علے البخاری جلد ۹ ص

فصل مَنْ قَالَ لِامْرَأَتِهٖ اَنْتِ عَلَيَّ حَرَامٌ - جو اپنی زوجہ کو کہے تو مجھ پر حرام
ہے - جبکہ مرد نے اپنی عورت کو کہا تو مجھ پر حرام ہے تو ایک روایت ہے حسن بصری و مصنف
عبدالرزاق مین اگر لفظ حرام کے ساتھ نیت یمین کی کی ہے تو یمین ہے اگر نیت طلاق کی
کی ہے تو ایک طلاق واقع ہوگی اسی طرح عبداللہ بن مسعود و عبداللہ بن عمر وطاؤس نے
کہا ہے اور امام نووی نے کہا ایک طلاق بائن واقع ہوگی اگر یمین کی نیت کی ہے تو یمین
واقع ہوگی - فائدہ اس مسئلہ مین علما کے اٹھارہ قول ہین - نیل -

فصل مَنْ حَرَّمَ امْرَأَتَهٗ - عبداللہ بن عباس نے کہا کہ جو شخص اپنی عورت
کو اپنے پر حرام کرے تو کچھ بھی نہین ہوتا بدلیل قولہ تعالیٰ يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَآ
اَحَلَّ اللّٰهُ لَكَ اے نبی تو اپنے اوپر کیون حرام کرتا ہے اُس چیز کو جو تیرے لیے حلال کی ہے

اصل اسکی یون ہے کہ آنحضرتؐ نے اپنے پر ماریہ لونڈی کو حرام کر دیا تھا تو یہ آیت نازل ہوئی کتاب بزاز وطبرانی مین ایک روایت ہے کہ آپنے کفارہ یمین دیا تھا۔ تفسیر فتح البیان جلد ۹ ص ۲۴۴

فصل۔ عورت کی عدت مین۔ عدت اُس مدت کو کہتے ہین جسمین عورت دوسرا نکاح نہین کر سکتی۔ اسمین تین طریقے ہین عورت جسکا شوہر مرگیا ہو اُسکی عدت تاریخ وفات سے چار ماہ دس دن ہین اس درمیان نہ دوسرا نکاح کر سکتی ہے نہ زیب و زینت بناؤ سنگار کر سکتی ہے خواہ صغیرہ ہو یا کبیرہ ہو اور مطلقہ کیلیے اگر حیض والی ہے تو تین حیض اور اگر آئسہ و صغیرہ ہے تو تین ماہ عدت ہے بغیر بناؤ سنگار زیب و زینت کے سوگ رنج کرنا شوہر کی جدائی پر لقولہ تعالی وَالْمُطَلَّقَاتُ يَتَرَبَّصْنَ بِأَنْفُسِهِنَّ ثَلَاثَةَ قُرُوءٍ۔

حاملہ کی عدت۔ وضع حمل ہے بقولہ تعالی وَأُولَاتُ الْأَحْمَالِ أَجَلُهُنَّ أَنْ يَضَعْنَ حَمْلَهُنَّ۔

مختلعہ عورت کی عدت۔ حسب فیصلہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک حیض ہے کذا فی ابی داؤد و ترمذی و ابن ماجہ۔

فصل مفقود الخبر کے احکام مین۔ مفقود الخبر اُس شخص کو کہتے ہین جسکو دشمنون نے جنگ مین گرفتار کر لیا ہو یا وہ خود فرار ہو گیا ہو اُسکا ٹھکانا پتہ معلوم نہو کہ وہ زندہ ہے یا مرگیا ہے۔ فقہائے حنفیہ نے اُسکو اپنی ذات کے حق مین زندہ اور غیرون کے حق مین مردہ قرار دیا ہے باوجود اُسکو مُردہ قرار دینے کے بھی نہ اُسکی زوجہ نکاح کر سکتی ہے اور نہ اُسکا مال بین الورثا تقسیم ہو سکتا ہے۔ اور قاضی اُسکے مال کی حفاظت کیلیے کوئی شخص وکیل بالقبض مقرر کریگا اور اُسکے مال و جائداد سے جس چیز کا خوف ہو کہ برباد و خراب ہو جائیگی اُسکو قاضی کے حکم سے فروخت کر دیگا۔ قاضی جو مناسب تصور کریگا وہ حکم دیگا کیونکہ وہ مجتہد فیہ ہے اور مجتہد فیہ کی قضا بالاتفاق جائز ہے۔ اسکی موجودگی مین جن لوگون کا نفقہ اسپر واجب تھا وہ بحکم قاضی ادا ہوگا اور درمیان اُسکے اور اُسکی زوجہ کے تفریق نہ کی جائیگی جب تک نوے ۹۰ سال نہ گذر جاوین اُسکی موت کا حکم نہ دیا جائیگا

یا جبتک اُسکے ہم عمر ہم جولی نہ مرجاویں۔ اور نہ مفقود اپنے ورثا کا وارث ہوگا اور نہ اُسکا حصہ رکھا جائے گا۔ بدائع و عالمگیری جلد ۲ صفحہ ۸۸۱ تا ۸۸۲ ۔

ہمارے فقہا نے اُسکے مال کے متعلق تو سب کچھ کیا لیکن جبکہ وہ مفلس و نادار ہو تو اسکی زوجہ اپنے حقوق کس سے طلب کرے کہاں سے کھاوے اور کہاں رہے اور اپنے نفس کی حفاظت کیونکر کرے اور اگر بال بچے ہوں تو اُن کو کہاں لیجاوے خیر القرون صحابہ کرام کے زمانہ مین باوجود بیت المال اور صحابہ آپسین رُحَمَاءُ بَیْنَھُمْ کے تو عورتین چار سال تک صبر نہ کرسکین تو امیر المومنین حضرت عمر بن الخطاب کے دربار مین حاضر ہو کے اپنی وادرسی چاہی چہ جائے اس فتنہ کے زمانہ مین دنیا کی نیکیاں بدیون سے متبدل ہورہی ہین نہ روٹی کا سہارا ہے نہ مکان کا سایہ ہے گداگری کرکے گلیون کوچون مین پڑجانا نہ والی وارث ہے نہ محافظ نگہبان ہے بیچاری وہ بے چادری بی بی کہاں جائے کہاں رہے اور اپنے یتیم بچون کو کہاں لے جائے کیا خداوند ذوالجلال نے اپنے بندون کیلیے کوئی راہ راست نہین بتائی کیا کوئی تاریخی دنیا ایسا بتا سکتی ہے کہ فلان عورت نے نوے سال کے بعد اپنے شوہر کو پایا یا تاریخ مفقودگی سے نوے سال تک زندہ رہکر دوسرا شوہر کیا ہو۔ خدا تعالیٰ کسی کو ایسی تکلیف نہین دیتا جو وہ برداشت نہ کرسکے لَا یُکَلِّفُ اللّٰہُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَھَا امام ابو حنیفہؒ فرماتے ہین جب تم کو حدیث صحیح ملجاوے تو میرے قول کو چھوڑ دو وہی میرا مذہب ہے اور حدیث شریف مین آیا ہے صحابہ نے آنحضرت ﷺ سے دریافت کیا کہ ہم آپکے بعد کیا کرین تو آپ نے فرمایا میری اور میرے صحابہ کی سنت پر چلنا اور ایک روایت مین آیا ہے آپ نے فرمایا میرے اصحاب مثل ستارون کے ہین جسکی تم اقتدا کروگے راہ راست پاؤگے۔

اور دارقطنی مین بروایت ابی عثمان ہے کہ ایک عورت حضرت عمر بن الخطاب کے دربار مین آئی اور کہا میرے شوہر کو جن لیگئے ہین تو حضرت عمرؓ نے فرمایا تو چار برس تک

اُسکا انتظار کر جب چار سال پورے ہو گئے تو مفقود الخبر کے ولی کو طلب کر کے فرمایا تو
اس عورت کو طلاق دیدے پھر اُس عورت کو حکم دیا کہ تو چار ماہ دس دن عدت متوفی
پوری کر اس حدیث کو ابن ابی شیبہ نے بھی روایت کیا ہے باب النکاح مین ۔

اور ایک روایت ہے سفیان بن عُیَینہ سے وہ عمرو یحییٰ بن جعدہ سے کہتا ہے کہ زمانہ
عمر بن الخطاب مین ایک مرد کو جن لیگئے اُسکی زوجہ آپکے دربار مین حاضر ہو کے اپنی
دادرسی چاہی آپنے اُس عورت کو حکم دیا کہ تو چار سال تک اُسکا انتظار کر بعد گذرنے
چار سال کے اُس مرد کے ولی کو طلب کر کے حکم دیا کہ تو اس عورت کو طلاق دیدے پھر
آپنے اُس عورت کو حکم دیا کہ تو چار ماہ دس دن عدت (متوفی) پوری کر پھر اُس عورت
کی عدت پوری ہوئی تو اُسکا نکاح کر دیا اتفاق سے مفقود الخبر آگیا تو آپنے حکم دیا اُس
شخص کو جس کو جن لیگئے تھے تمکو اختیار ہے کہ اپنی جورو واپس لیلو یا جو مہر اُسکو دیا وہ واپس لیلو
اور ایک روایت ہے دوسرے طریقہ سے اَخبَرنَا سُفیَانُ الثَّورِیُّ عَن یُونُسَ بنِ حَبَّانَ
عَن مُجَاهِدٍ عَنِ الفُقَیدِ الَّذِی فُقِدَ قَالَ دَخَلتُ الشِّعبَ فَاستَهوَتنِی الجِنُّ فَمَکَثتُ
فِیهِم اَربَعَ سِنِینَ ثُمَّ اَتَتِ امرَأَتِی عُمَرَ بنَ الخَطَّابِ فَاَمَرَهَا اَن تَتَرَبَّصَ اَربَعَ سِنِینَ
مِن حِینَ رُفِعَت اَمرُهَا اِلَیهِ ثُمَّ دَعَا وَلِیَّهُ فَطَلَّقَهَا ثُمَّ اَمَرَهَا اَن تَعتَدَّ اَربَعَةَ
اَشهُرٍ وَعَشرًا ثُمَّ جِئتُ بَعدَ مَا تَزَوَّجَت فَخَیَّرَنِی عُمَرُ بَینَهَا وَبَینَ صَدَاقِهَا
الَّذِی اَصدَقتُهَا انتهی اور ایک روایت ہے دوسرے طریقے سے مصنف عبد الرزاق مین
سفیان بن الثوری عن یونس بن حبان عن مجاہد اور وہ اُس شخص سے جسکو جن لیگئے تھے
وہ کہتا ہے کہ مین گھاٹی مین داخل ہوا مجھ کو جن لیگئے مین اُنمین چار سال تک ٹھہرا رہا ۔
اُسکے بعد میری عورت حضرت عمرؓ کے دربار مین آئی اپنی دادرسی چاہی آپنے اُس کو
چار سال تک ٹھہرنے کا حکم دیا جب سے اُس نے اپنا مقدمہ خلافت مین دائر کیا تھا پھر
آپنے اُس مرد کے ولی کو طلب فرما کے حکم دیا کہ تو اس عورت کو طلاق دیدے پھر اُس

عورت کو حکم ہوا کہ چار ماہ دس دن تک عدت پوری کر پھر مین آگیا جبکہ وہ عورت دوسرے سے نکاح کر چکی تھی پھر حضرت نے اختیار دیا کہ چاہے تو اُس عورت کو واپس لیلے یا جو مہر اسکو دیا ہے اُسکو واپس لیلے۔

اور ایک روایت ہے یحییٰ بن سعید سے وہ سعید ابن المسیب سے تحقیق عمر بن الخطاب نے کہا قَالَ اَیُّمَا امْرَأَۃٍ فَقَدَتْ زَوْجَهَا فَلَمْ تَدْرِ اَیْنَ هُوَ فَاِنَّهَا تَنْتَظِرُ اَرْبَعَ سِنِیْنَ ثُمَّ تَعْتَدُّ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَعَشْرًا ثُمَّ تَحِلُّ رَوَاہُ امام مالک فی الموطا ترجمہ یحییٰ ابن سعید سے مروی ہے وہ سعید بن المسیب سے کہ بیشک عمر بن الخطاب نے فرمایا ہے ہر ایک وہ عورت جسکا خاوند گم ہوگیا ہو اور وہ نہین جانتی کہ کہاں ہے پس تحقیق وہ عورت چار سال تک اُسکا انتظار کرے پھر وہ عورت چار ماہ دس دن عدت (متوفی) کی کر کے حلال ہو جاوے یعنے اب وہ قید شوہریت سے حلال و آزاد ہوگئی دوسرا نکاح کر سکتی ہے۔

اور ایک روایت ہے حَدَّثَنَا عَبْدُ الْاَعْلٰی عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِیِّ عَنْ سَعِیْدِ بْنِ الْمُسَیَّبِ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ وَعُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ قَالَا فِی امْرَأَةِ الْمَفْقُوْدِ تَرَبَّصُ اَرْبَعَ سِنِیْنَ وَتَعْتَدُّ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَعَشْرًا کَذَا فی مصنف ابن ابی شیبہ۔ ترجمہ عبد الاعلےٰ حدیث کرتا ہے معمر سے وہ زہری سے وہ سعید بن المسیب سے بیشک حضرت عمر رض بن الخطاب و حضرت عثمان بن عفان دونون نے فرمایا کہ مفقود الخبر کی عورت چار سال تک اپنے شوہر کا انتظار کرکے چار ماہ دس دن عدت متوفی کی پوری کر کے دوسرا شوہر کر سکتی ہے۔

اور اسیطرح اور ایک روایت ہے جابر بن زید سے کہا عبد اللہ بن عمر و عبد اللہ بن عباس باہم دونون تذکرہ کر رہے تھے کہ مفقود الخبر کی زوجہ چار سال تک انتظار کرکے پھر چار ماہ دس دن عدت پوری کر کے دوسرا نکاح کر سکتی ہے۔

اسیطرح اور ایک روایت جابر بن زید سے کہ عبد اللہ بن عمر و عبد اللہ بن عباس باہم آپسمین تذکرہ کر رہے تھے کہ مفقود الخبر کی عورت چار سال تک انتظار کرے پھر مرد کا

ولی اُسکو طلاق دے پھر وہ عورت چار ماہ دس دن عدت پوری کرکے دوسرا شوہر کرلے۔

اسیطرح اور ایک روایت ہے مجاہد سے وہ ابن ابی لیلے سے مثل اسی حدیث کے۔

فتح الباری شرح صحیح بخاری مین حضرت عمرؓ و حضرت عثمانؓ و عبداللہ بن عمرؓ و عبداللہ بن عباس و عبداللہ بن مسعودؓ و علی بن ابی طالبؓ و عبداللہ ابن عباس و عطاؒ بن ابی رباح آٹھوں صحابہ کا اتفاق ہے کہ مفقود الخبر کی عورت چار سال تک اُسکا انتظار کرکے پھر چار ماہ دس دن عدت پوری کرکے دوسرا نکاح کرسکتی ہے اُنکے ساتھ جو کبار تابعین ہین وہ نخعی و عطا و زہری و مکحول و شعبی ہین۔ اور عینی شرح بخاری مین علی بن ابی طالبؓ اور عبداللہ بن عباس اور عطاؒ ابن ابی رباح رضی اللہ عنہم اور امام مالکؒ اور اہل مدینہؒ اور امام احمدؒ بن حنبل و اسحاقؒ کا یہی مذہب ہے کہ مفقود الخبر کی عورت چار سال تک شوہر کا انتظار کرکے پھر چار ماہ دس دن عدت متوفی پوری کرکے دوسرا نکاح کرسکتی ہے۔

الحاصل آٹھ صحابہ پانچ تابعین تین ائمہ مع اہل مدینہ کا اتفاق ہے کہ مفقود الخبر کی زوجہ چار سال تک تاریخ مفقودی انتظار کرکے پھر چار ماہ دس دن عدت متوفی پوری کرکے دوسرا نکاح کرسکتی ہے۔

صرف امام ابوحنیفہ و شافعی قیاساً اسکے خلاف ہین کہ جبتک دوسرا نکاح نہیں کرسکتی کہ اسکی موت کا یقین نہ ہو یا اُسکے عمر کے سب مرجاوین یا نوے سال تک انتظار کرے لیکن ان ائمہ کرام نے ایسی کوئی نظیر پیش نہین کی کہ اتنی عمر تک زندہ رہکر دوسرا شوہر کی ہو۔ اور در اصل یہ مسئلہ امام ابوحنیفہ سے ثابت ہی نہین ہے۔

دین مین یسر ہے نہ عسر پھر معلوم نہین ہوا کہ ان ائمہ کرام نے کیونکر یہ مسلک اختیار کیا ہے آخر وہ عورت بیکس اپنی عزیز عمر کس طرح اور کہان بسر کرے اور اپنی حفاظت کیونکر کرے اور اُسکے نفقہ و سکنہ کا کون کفیل ہو جبکہ وہ نادار و لاوارث ہو اور نہ اس زمانہ مین بیت المال ہے نہ قوم میں ہمدردی ہے جبکہ زمین بچھونا اور آسمان اوڑھنا ہو پھر یہ تکلیف

مالا یطاق ۔ لہذا جبکہ صحابہ خلفاے راشدین و تابعین اور دوسرے ائمہ کرام کے فیصلے مدلل موجود ہون تو کیون نہ اُنکی اتباع کیجاوے وما علینا الا البلاغ ۔

بعد واپسی مفقود الخبر کے احکام ۔ اگر مفقود چار سال کے انتظار کے بعد آجاوے اُسکی دو صورتین ہین ایک تو یہ کہ شوہر ثانی کے نکاح و خلوت صحیحہ کے پہلے آجاوے دوسری صورت یہ کہ خلوت صحیحہ کے بعد آجاوے پہلی صورت مین فقہا کا اتفاق ہے کہ زوجہ شوہر اول ہی کے نکاح مین بدستور سابق رہیگی اور دوسرے مین فقہا کا اختلاف ہے مالکیہ کا مشہور مذہب یہ ہے کہ زوجہ دوسرے خاوند کے پاس رہیگی شوہر اول کا تعلق قطع ہو گیا اور حنفیہ کا مذہب یہ ہے کہ اگر مفقود کا حکم بالموت کے بعد واپس آجاوے تو اُسی کی عورت ہے اور اُسی کو ملے گی خواہ خلوت صحیحہ و صحبت کے بعد آجاوے یا پہلے ۔

مسائل صدر سے چار سال تک انتظار زوجہ مفقود الخبر ثابت ہے اگر اسقدر مدت تک صبر سے عاجز و متحمل نہو سکے ابتلا کا سخت اندیشہ ہو تو مالکیہ مذہب پر بصورت مجبوری ایک سال صبر کے بعد تفریق جائز ہے ۔ حلیہ ناجزہ صفحہ ۱۴۷ ۔

حنفیہ اور امام و حاکم وقت جسوقت مصلحت دیکھے مفقود الخبر کو موت کا حکم دے ۔ غایۃ الاوطار عن زیلعی جلد ۲ صفحہ ۵۳۹ ۔

اور طحاوی نے کہا کہ مفتی ابو السعود نے قہستانی سے نقل کیا ہے کہ اگر امام مالک کے قول پر موقع ضرورت مین فتوے دے تو مضائقہ نہین ۔ غایۃ الاوطار عن زیلعی جلد ۲ صفحہ ۵۳۹ ۔

فائدہ جلیلہ ۔ حنفیہ کیلیے غیر کے مذہب پر فتوے دینا سخت ضرورت کے وقت جائز ہے (شامی وغیرہ) ۔

فصل دائم الحبس کے بیوی بچون کے احکام ۔ اول تو یہ دیکھنا چاہیے کہ کہ دائم الحبس بوقت حبس صاحب جائداد تھا یا نادار پھر یہ دیکھنا چاہیے کہ اُسکی جائداد اسقدر ہے کہ پسماندون کیلیے کافی ہو سکتی ہے جسمین وہ طبعی عمر تک بسر کر سکین اور یہ بھی

دیکھنا چاہیے کہ قیدی شرعی ہے یا سیاسی - پھر یہ بھی دیکھنا چاہیے کہ اُسکے پسماندہ سے زوجہ و اولاد دونون ہین یا صرف زوجہ ہے اور زوجہ کی عمر کیا ہے اور کس درجہ کی عورت ہے آیا شرفا سے اور پردہ نشین ہے یا عام ہے شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا وَلِزَوْجِكَ عَلَيْكَ حَقٌّ لِأَوْلَادِ عَلَيْكَ حَقٌّ زوجہ کے تین حق ہین ایک بضعہ کا حق ادا کرنا دوم مہر اگر باقی ہے تو فوری ادا کرنا سیوم نفقہ سکنہ ادا کرنا بضعہ کا حق تو ذات خاص کے ساتھ ہے جو غیر کے قبضہ مین ہے اب ہا مہر و نفقہ و سکنہ یہ جائداد کے متعلق ہے اگر جائداد ہے تو اُس سے ادا ہو اگر جائداد نہین تو زوجہ کو حق ہے بحکم حاکم شوہر کو مہر و نفقہ مین قید کرا سکتی ہے لیکن وہ خود اپنے کرتوتون سے قید دائمی حاصل کر چکا ہے اب وہ بھی نہین - اور جمہور علماء کا قول ہے کہ جب شوہر ادائی نفقہ زوجہ سے عاجز ہو تو زوجین مین تفریق کر دیجاوے بقولہ تعالیٰ لَا تُمْسِكُوهُنَّ ضِرَارًا لِتَعْتَدُوا قید و بند نہ کرو اُن عورتون کو ایذا رسانی کیلیے تاکہ تم اُن پر ظلم و ستم کرو پ ۲ ع ۱۴ - لیکن کوفیون کا کہنا ہے کہ عورت صبر کرے نفقہ اپنے ذمہ سے - فتح الباری جلد ۹ صفحہ ۴۴۰ و عینی جلد ۹ صفحہ ۶۳۹ - و قولہ تعالےٰ اَلرِّجَالُ قَوَّامُونَ عَلَى النِّسَاءِ مرد ہیت قوی تر ہین تدبیر نفقہ مین عورتون پر پ ۵ -

اکثر علماء نے ان دونون آیتون سے استدلال کیا ہے کہ جب زوج نفقہ و سکنہ سے عاجز ہو تو دونون مین تفریق کرا دیجاوے - کذا فی احکام القرآن للجصاص حنفی -

صحیح بخاری باب وجوب نفقہ علی اہل و عیال مین بروایت ابی ہریرہ بلفظ تَقُولُ الْمَرْأَةُ إِمَّا أَنْ تُطْعِمَنِي وَإِمَّا تُطَلِّقَنِي وَيَقُولُ الابْنُ أَطْعِمْنِي إِلَى مَنْ تَدَعُنِي عورت کہتی ہے کہ مجھ کو کھانا دے یا مجھے طلاق دے اور بیٹا کہتا ہے مجھے کھانا دے مجھ کو کس کے پاس چھوڑے دیتا ہے -

اس حدیث سے جمہور علما کا استدلال ہے کہ جبکہ شوہر نفقہ سکنہ زوجہ سے عاجز ہو جاوے تو عورت کو اختیار ہے کہ تفریق کرا لے - کذا فی فتح الباری جلد ۹ صفحہ ۴۴۰ و عینی جلد ۹ صہ ۶۳۹

اسیطرح اور ایک روایت ابو ہریرہؓ سے اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سُئِلَ فِي الرَّجُلِ لَا يَجِدُ مَا يُنْفِقُ عَلَى اِمْرَأَتِهِ قَالَ يُفَرِّقُ بَيْنَهُمَا كذا في دارقطني وبيهقي۔

ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم دریافت کیے گئے اُس مرد کے حق مین جو اپنی عورت کیلیے نفقہ نہین پا سکتا کہ اُسپر خرچ کرے آپنے فرمایا دونون مین تفریق کردی جاوے۔

اسیطرح سعید بن المسیب سے ایک روایت ہے اَلرَّجُلُ لَا يَجِدُ مَا يُنْفِقُ عَلَى اَهْلِهِ قَالَ يُفَرَّقُ بَيْنَهُمَا۔ كذا في سعيد ابن منصور والشافعي وعبدالرزاق۔

ابو الزناد کہتا ہے کہ مین نے سعید بن المسیب سے دریافت کیا کیا یہ سنت ہے کہ شوہر زوجہ کا نفقہ نہ پاوے تو دونون مین تفریق کردیجاوے۔ کہا ہان سنت ہے۔ کذا نیل جلد ۶ صفحہ ۲۶۳

اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ كَتَبَ اِلَى اُمَرَاءِ الْاَجْنَادِ فِي رِجَالٍ غَابُوا عَنْ نِسَائِهِمْ اِمَّا اَنْ يُنْفِقُوا وَاِمَّا اَنْ يُطَلِّقُوا وَيَبْعَثُوا نَفَقَةَ مَا حَبَسُوا۔ رواہ ابن المنذر والشافعی و عبدالرزاق نیل جلد ۶ صفحہ ۲۶۳ وعینی جلد ۹ صفحہ ۶۴۰۔ ترجمہ۔ حضرت عمرؓ نے لشکر کے سردارون کو فرمان جاری فرمایا کہ لوگ یہان سے عورتون کو چھوڑکر غائب ہوگئے ہین اُنکو چاہیے کہ وہ اپنی عورتون کا نفقہ روانہ کردین یا اُنکو طلاق دیکر پہلے کا نفقہ جو اُن کے ذمہ باقی واجب الادا ہے اُسکو بھیجدین۔

اور عینی شرح صحیح بخاری مین اسقدر اضافہ کیا ہے کہ فلان فلان شخص کو بلاؤ کہ وہ مدینہ سے چلے گئے ہین کہ وہ اپنی عورتون کے پاس آجاوین یا اُنکو نفقہ روانہ کردین یا اُنکو طلاق دیدین اور پہلے کا نفقہ ادا کردین جو اُنکے ذمہ واجب الادا ہے۔

دلائل مذکورالصدر سے صاف ظاہر ہے کہ جب زوج نفقہ زوجہ پر قادر نہین ہے تو زوجہ کو حق ہے کہ وہ اپنا نکاح فسخ کرلے خواہ وہ بوجہ عسر کے ہو یا بوجہ حبس دوام کے ہو۔ پھر ہمکو یہ بھی غور کرنا چاہیے کہ قیدی شرعی ہے یا سیاسی قیدی شرعی کا حکم تو یہ ہے کہ جان لے لینا

یا جان چھوڑ دینا اگر قیدی سیاسی کی جائداد ہے تو اسکے پسماندہ اس سے فائدہ اٹھا سکتے ہین اگر نادار ہین تو جس نے انکے کفیل کو لیا ہے یا قید کیا ہے وہ انکا کفیل ہوگا۔ بقول شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام اَلسُّلْطَانُ وَلِیُّ مَنْ لَّا وَلِیَّ لَہٗ حاکم وقت بادشاہ انکا کفیل اور ولی ہے جنکا کوئی کفیل اور ولی نہین ہے۔ جملہ اہل اسلام اس حکم آسمانی کے ساتھ ناموربین فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِیْ شَیْءٍ فَرُدُّوْہُ اِلَی اللّٰہِ وَالرَّسُوْلِ ۔

فائدہ جلیلہ فقہ حنفیہ مین ہے اگر زوج قیدخانہ سلطانی مین ہے تو زوج پر زوجہ کا نفقہ لباس سکنہ واجب ہے لیکن یہ جب ہے کہ قیدی مالدار ہو اگر مفلس و نادار ہو تو لامحالہ تفریق لازم آئے گی۔ غایۃ الاوطار جلد ۲ صفحہ ۲۵۰ ۔

خلع قبل اسکے کئی مراتب طے کرنا ضروری ہین۔ (۱) خداوند ذوالجلال نے خلع کے قبل پانچ امر کا ارشاد فرمایا ہے کہ اگر تم دونون زوجین مین کوئی ناچاقی پیدا ہو جائے تو پہلے تم اُن عورتون کو پند و نصیحت کرو کیونکہ تم اُن عورتون پر مسلط کیے گئے ہو بوجہ انکی کم عقل و کج فہمی و نقص دین کے لِلرِّجَالِ عَلَیْھِنَّ دَرَجَۃٌ مردون کو عورتون پر اللہ تعالی نے درجہ عنایت فرمایا ہے عقل شعور سیاست قوت مرتبہ گواہی دیت صلاحیت امامت وقضا مین بھی مقدم ہین عورت کیلیے نصف توریث مرد کے اور مرد چار عورتین وقت واحد مین کر سکتا ہے اور عورت ایک سے زیادہ نہین کر سکتی اور نکاح طلاق رجعت نفقہ سکنہ لباس وغیرہ وغیرہ مردون کے ہاتھ مین رکھا اور شہادت ایک مرد کی دو عورتکے برابر ہے اس سے بڑھکر اور کیا تفضیل ہوگی کہ عورت مرد سے پیدا ہوئی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین اگر مین کسی کو سجدہ کا حکم دیتا تو عورت کو حکم دیتا کہ وہ اپنے شوہر کو سجدہ کیا کرے۔ سبب نزول اس آیت کا یہ ہے کہ ایک عورت کو مرد نے طمانچہ مارا وہ رسول اللہ کے پاس آئی اور بدلہ چاہا تب یہ آیت نازل ہوئی کذا فی ابن مردویہ۔

(۲) اَلرِّجَالُ قَوَّامُوْنَ عَلَی النِّسَاءِ بصیغہ مبالغہ آیا ہے مرد بہت قوی تر ہین عورتکے

باعتبار جہاد وکسب و محنت مشقت و قوائے جسمانی و مصالح دین و دنیا اور تدبیر امور دنیا مین
مرد حاکم عورتین محکوم ہین اور اُنکے محافظ ہین عورتون پر نفقہ سکنہ و لباس کی ادائی ہین ۔
دلیل قرآن (۳) بِمَا فَضَّلَ اللّٰهُ بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ بسبب اسکے اللہ تعالیٰ نے بعض کو بعض
پر فضیلت دی۔ مردون ہین انبیا صلحا خلفا حکام سلاطین ہین ۔
جبکہ عورت مین نشوز پیدا ہو۔ اور ناشزہ وہ عورت ہے جو شوہر پر سرکشی و دشمنی و
روگردانی کرے بدخوئی و تیز زبان سے پیش آوے عدول حکمی کرے ۔
دوسرا مرتبہ حسب فرمان الٰہی فَعِظُوْهُنَّ اسمین تمام شوہرون کی طرف خطاب ہے
کہ پہلے تم انکو (عورتون کو) پند نصیحت کرو خدا کا خوف دلاؤ اپنے حقوق کا انپر اظہار کرو
اگر مان لین تو اچھا ہے ورنہ ۔
تیسرا مرتبہ وَاهْجُرُوْهُنَّ فِي الْمَضَاجِعِ انکو اپنے فرشون سے جدا و علیحدہ کرو اُنپر
مت داخل ہو نہ اُنسے بات چیت کرو اور نہ اُن سے جماع کرو اگر وہ راہ راست پر آجاوین
تو بہتر ہے ورنہ ۔
چوتھی مرتبہ وَاضْرِبُوْهُنَّ اگر پند و نصیحت و ہجر انکو مطیع نہ کرے تو انکو خوب ٹھوکو
مارو لیکن ایسا نہ مارو کہ ہڈی ٹوٹے زخم آوے کیونکہ یہ کم عقل کج فہم ضعیف القوے
ہین فَاِنْ اَطَعْنَكُمْ پس اگر مطیع و فرمانبردار ہوگئین فَلَا تَبْغُوْا عَلَيْهِنَّ سَبِيْلًا پس اب
اُنسے تعرض مت کرو اور نہ انکو تکلیف مالایطاق دو اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيًّا كَبِيْرًا کیونکہ
اللہ تعالےٰ تمھارے معاملات کو جاننے والا بڑا زبردست ہے ۔
پانچوین مرتبہ فَاِنْ خِفْتُمْ شِقَاقَ بَيْنِهِمَا پس اگر تم کو خوف ڈر ہو درمیان
زوجین لڑائی جھگڑا نزاع و خلاف پابندی حدود الٰہی کا تو فَابْعَثُوْا حَكَمًا مِّنْ اَهْلِهٖ وَ
حَكَمًا مِّنْ اَهْلِهَا پس مقرر کرو تم ایک منصف حاکم مرد کے لوگون سے اور ایک منصف حاکم
عورت کے لوگون سے اس حکم کے تحت مین تمام مسلمان و سلطان وقت اور اُسکے نوائب سب

برابر ہین کہ وہ دو حکم مقرر کرین جس سے زوجین مین رفع نزاع ہو اِنْ یُّرِیْدَا اِصْلَاحًا
اگر اُن دونون زوجین کو ارادہ مصالحت کا ہو تو یُوَفِّقِ اللّٰہُ بَیْنَھُمَا تو خدا وند ذوالجلال
اُن دونون حکمون مین توفیق انصاف اور زوجین کو اتفاق و محبت والفت دیگا جو اُصول
مقصد ہے زوجین کا کَانَ عَلِیْمًا خَبِیْرًا پس اللہ تعالےٰ اُن دونون حکمون کے فیصلے سے
اور زوجین کے معاملات کو جاننے والا خبردار ہے تم یہ خیال نہ کرو کہ خدا سے کوئی بات
تمھاری پوشیدہ ہے اس حکم مین حکمون اور زوجین کیلیے سخت تشدید ہے۔

اب یہ امر بھی غور طلب ہے کہ اگر اتفاق نہو تو کیا کرنا چاہیے۔

مقتضاے انصاف تو یہ ہے کہ اگر قصور شوہر کا ہے تو بلا معاوضہ طلاق دیدینا چاہیے
ورنہ حاکم وقت کو چاہیے کہ شوہر سے بلا معاوضہ طلاق دلا دے اگر قصور عورت کا ہے تو
بامعاوضہ خلع ہونا چاہیے جسکو خدا نے حلال کیا ہے۔ آنحضرت نے فرمایا جو عورتین بلا اشد ضرورت
طلاق یا خلع چاہتی ہین وہ منافقات ہین اُنپر جنت کی ہوا حرام ہے حالانکہ جنت کی ہوا
چالیس برس کے فاصلے سے پہونچے گی۔

فصل خلع کے احکام۔ لغت بضم الخاء وسکون اللام خَالَعَ الرَّجُلُ زَوْجَتَہٗ وَ
خَالَعَتِ الْمَرْأَۃُ زَوْجَھَا مُخَالَعَۃً بعوض مال کے اپنی زوجہ کو نکاح سے جدا وعلحدہ کرنا
شرع مین مرد اپنے حق زوجیت کو بعوض اُس مال کے جو زوجہ سے لیتا ہو زائل کرنا
پہلا خلع جو دنیا مین ہوا ہے وہ عامر بن اسطرب کا تھا اکثر علمار کا قول ہے کہ وہ پہلا خلع عرب
مین مراد ہے جملہ علمار کا اتفاق ہے کہ خلع اسلام مین مشروع و جائز ہے جملہ علماء کیلیے یہ آیت
قرآنی مستحکم دلیل ہے فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا یُقِیْمَا حُدُوْدَ اللّٰہِ فَلَا جُنَاحَ عَلَیْھِمَا فِیْمَا افْتَدَتْ بِہٖ
ترجمہ۔ اگر تم دونون مرد و عورت مین قیام حدود الٰہی کا خوف ہو پس تم دونون پر گناہ نہین ہے
کہ عورت مال فدیہ دیکر اپنے کو قید زوجیت سے نکال لے۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَبَّاسٍ قَالَ جَاءَتْ امْرَأَۃُ ثَابِتِ بْنِ قَیْسِ بْنِ شَمَّاسٍ اِلٰے

رَسُولِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اِنِّیْ مَا اَعْتَتِبُ عَلَیْہِ فِیْ خُلُقٍ وَلَا دِیْنٍ وَلٰکِنِّیْ اَکْرَہُ الْکُفْرَ فِی الْاِسْلَامِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ اَتَرُدِّیْنَ عَلَیْہِ حَدِیْقَتَہٗ قَالَتْ نَعَمْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ اِقْبَلِ الْحَدِیْقَۃَ وَطَلِّقْھَا تَطْلِیْقَۃً۔ اسکو بخاری وابن ماجہ ونسائی وبیہقی اوراہل سنن نے بطریق صحیح نقل کیا ہے۔

اور ایک روایت ہے نسائی مین کہ ثابت بن قیس نے اپنی جورو کو مارا اُسکا ہاتھ ٹوٹ گیا تھا تو اُسکے بھائی نے دربار نبوت مین شکایت کی تو آپنے ثابت بن قیس کو حکم فرمایا کہ جو تو نے اُسکو دیا ہے اُسکو واپس لیکر اُسے چھوڑدے پھر آپنے اُس عورت سے ارشاد فرمایا کہ ایک حیض کر کے گھر والون مین جا مل۔

اور ایک روایت ہے ابوہریرہ سے کہ تحقیق عبداللہ بن ابی سلول کی بیٹی ثابت بن قیس کے نکاح مین تھی اور ثابت بن قیس نے اپنی عورت کو ایک باغ مہر مین دے رکھا تھا تو آنحضرت نے اُس عورت کو فرمایا کہ وہ باغ جو تجھ کو مہر مین دیا تھا اُسکو واپس کر سکتی ہے تو ثابت کی عورت نے کہا اور کچھ زیادہ بھی دے سکتی ہون تو آپنے فرمایا زیادتی تو نہین چاہیے لیکن اُسکا باغ واپس دیدے تو عورت نے کہا بہتر تو ثابت نے اُسکو لیکر عورت کا راستہ چھوڑ دیا اور آنحضرت کے فیصلے پر راضی ہوگئے۔ روایت کیا اسکو دارقطنی نے ساتھ اسناد صحیح کے۔

اور ایک روایت ہے بلفظ وَاللّٰہِ مَا کَرِھْتُ مِنْہُ خُلُقًا وَلَا دِیْنًا اِلَّا اِنِّیْ کَرِھْتُ دَمَامَتَہٗ قسم ہے اللہ تعالیٰ کی مجھ کو اُسکا دین وخلق ناپسند نہین ہے مگر اُسکی بدشکلی بہت ناپسند ہے اور ایک روایت مین آیا ہے کہ ثاقب بن قیس بہت ہی بدشکل پستہ قد کالا سیاہ کریہ المنظر تھا۔ اور ایک روایت ہے عبدالرزاق مین جمیلہ زوجہ ثابت بن قیس نے رسول اللہ سے کہا اے حضرت آپ مجھ کو دیکھتے ہین کہ مین کیسی حسین جمیل ہون اور ثابت بدشکل اور ذمیم ہے (بدشکل پستہ قد)۔

روایات بالا سے یہ ثابت ہوا کہ جمیلہ کا خلع کئی اسباب کی وجہ سے تھا ایک تو اُسکا

ہاتھ توڑ دیا تھا۔ دوم ثابت بدشکل کالا سیاہ قبیح تھا۔ سوم بہت ہی پستہ قد تھا۔ چہارم بہت ہی کریہ المنظر تھا۔ اب ہمکو اس امر پر غور کرنا چاہیے کہ اگر زوجین مین شقاق نفاق سکے اسباب پیدا ہوجاوین جنکی عدم برداشت مین نافرمانی الٰہی لازم آوے تو عورت کو حق ہوگا کہ وہ خلع کرلے کیونکہ لَا طَاعَةَ فِی مَعْصِیَةِ اللّٰہِ وارد ہے۔

مسئلہ جمہور علما کا مذہب ہے کہ اکثر پر خلع جائز ہے جو دیا تھا لیکن مکارم الاخلاق سے بعید ہے یہی مذہب ہے عطا و زہری و امام ابوحنیفہ کا۔ لقولہ تعالی وَلَا یَحِلُّ لَکُمْ اَنْ تَاْخُذُوْا مِمَّا اٰتَیْتُمُوْهُنَّ شَیْئًا تم کو حلال نہین ہے کہ لیلو اُس سے جو دیا تھا عورتون کو لفظ شَیْئًا کا تنکیر سے مشتق ہے یعنے کچھ بھی نہ لو جب ذرا سا لینا بھی ناجائز ہوا تو بہت کیسا حلال ہوگا۔

وعن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ لا یأخذ منہا فوق ما اعطاھا وعن طاؤس والزہری مثلہ وھو قول امام ابوحنیفہ وامام احمد بن حنبل و اسحاق۔ فتح الباری جلد ۹ صفحہ ۳۵۳۔

فصل عدت مین مختلعہ سے رجوع کرنا۔ ائمہ اربعہ وجمہور علما اس طرف گئے ہین کہ عورت مال دیکے اپنے نفس کی مالک ہوچکی ہے بغیر اُسکی رضامندی کے رجوع عن الخلع جائز نہین

فصل۔ اب ہمکو یہ دیکھنا چاہیے کہ خلع طلاق ہے یا فسخ نکاح ہے۔ عبداللہ بن عباس کی روایت سے جو اوپر گذرچکی ہے آنحضرت نے ثابت بن قیس کو فرمایا اقبل الحدیقة وطلقها تطلیقة اور ایک روایت مین امرہ ان یطلقها ان احادیث مذکور الصدر سے صاف ظاہر ہے کہ خلع مین ایک ہی طلاق ہے جو بائن قطعی جدائی کا حکم رکھتی ہے یہی مذہب ہے حضرت عمر و عثمان وعبداللہ بن مسعود و زید و علی و امام ابوحنیفہ اور آپکے اصحاب و امام احمد بن حنبل اور ایک قول امام شافعی کا بیشک یہ ایک طلاق بائن ہے۔ نیل جلد ۶ صفحہ ۱۷۵۔

اور جن لوگون نے فسخ نکاح کہا ہے کوئی قول صحیح امر فیصل شدہ پیش نہین کیا ہے۔
یہ امر بھی غور طلب ہے کہ فدیہ جو خلع مین معاوضہ دیا جاتا ہے وہ کس کے قصور پر دیا جاتا ہے۔

اگر قصور عورت کا ہے تو عورت کو چاہیے کہ بمعاوضہ مال یا مہر بوجہ اپنے قصور کے خلع کرا سکتی ہے - اگر شوہر کا قصور ہے تو بلا معاوضہ مال یا مہر خلع ہونا چاہیے اسکا تصفیہ حاکم وقت کر سکتا ہے اسکے متعلق ایک روایت ہشام بن عروۃ سے ہے کہ وہ اپنے باپ سے لَا يَحِلُّ لَهُ الْفِدَاءُ حَتّٰى يَكُوْنَ الْفَسَادُ مِنْ قِبَلِهَا خلع مین معاوضہ مال یا مہر حلال نہین ہے جبتک کہ فساد عورت کی جانب سے نہو - فتح الباری جلد ۹ صفحہ ۳۴۹ -

اور کتاب الآثار امام محمد مین ایک روایت ہے اَخْبَرَنَا اَبُوْحَنِيْفَةَ عَنْ حَمَّادٍ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ النَّخَعِيِّ قَالَ اِذَا كَانَ الظُّلْمُ مِنْ قِبَلِ الْمَرْاَةِ فَقَدْ حَلَّتْ لَكَ الْفِدْيَةُ وَاِنْ كَانَ مِنْ قِبَلِ الرَّجُلِ فَلَا يَحِلُّ لَهُ الْفِدْيَةُ قَالَ مُحَمَّدٌ وَبِهٖ نَاْخُذُ ابراہیم نخعی نے کہا جب ظلم ہو عورت کی طرف سے تو حلال ہے تجھ کو فدیہ معاوضہ طلاق لینا اور اگر ظلم مرد کی جانب سے ہے تو مرد کو حلال نہین ہے فدیہ خلع لینا امام محمد نے کہا ہم اسی سے اخذ کرتے ہین اکثر بلکہ کل کہنا چاہیے مردون کو دیکھا گیا ہے کہ عورتون کی عصمت بگاڑ کر انکا مال زر زیور رکھا کر انکو اسقدر تکلیف دیتے ہین کہ عورتین برداشت نہ کرکے اپنے مہر وجائداد کا معاوضہ دیکر اُن ظالمون کی قید سے رہائی حاصل کرتی ہین اور اُن مردون کا مقصود بھی یہی ہوتا ہے -

---

اور یہ امر بھی قابل غور ہے کہ خلع مین قاضی حاکم وقت کی ضرورت ہے یا نہین صحیح بخاری مین حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ایک روایت ہے کہ بغیر اذن سلطان خلع جائز ہے - لیکن حسن بصری و محمد بن سیرین فرماتے ہین کہ بدون سلطان کے خلع جائز نہین ہے کیونکہ نزاع زوجین مین امر الٰہی موجود ہے فَابْعَثُوْا حَكَمًا مِّنْ اَهْلِهٖ وَحَكَمًا مِّنْ اَهْلِهَا اور دوسرا فرمان الٰہی صلح خیر ہے تو یہ کام حاکم وقت کا ہے کہ فریقین کے بیانات قلمبند کرے اور اسباب فرقت دریافت کرے اور ثبوت طرفین طلب کرے کیونکہ جمیلہ زوجہ ثابت بن قیس نے بھی اپنی دادرسی آنحضرت کے پاس پیش کی تھی جو اول مین ذکر ہو چکا ہے -

مسائل خلع۔ اگر شوہر نے خلع کا دعوے کیا مال پر اور عورت کو انکار ہے تو ایک طلاق بائن واقع ہوگی بوجہ اقرار شوہر کے اور دعوے بحالہ رہیگا۔ درمختار

مسئلہ۔ خلع مین حقوق زوجیت تو ساقط ہوتے ہین لیکن نفقہ عدت کا باقی رہتا ہے۔ درمختار

مسئلہ۔ مختلعہ عورت کا نفقہ ایام عدت کا شوہر پر واجب ہے۔ درمختار

مسئلہ۔ نفقہ ولباس اولاد مختلعہ عورت کا خلع سے ساقط نہین ہوتا کیونکہ یہ نفقہ موءنت رضاعت ہے ایام رضاعت تک واجب ہے۔ درمختار

اگر عورت نے بچے رضیع کے نفقہ ولباس پر خلع کرلیا تو نفقہ رضیع ساقط ہوگا۔ اگر عورت نے بچے کی کفالت وپرورش پر خلع کرے تو جائز ہے۔ درمختار

باب نفقات وسکنات ولباس مین

فصل نفقہ زوجہ مین تمام وجملہ علماے امت محمدیہ کا اس امر پر اتفاق ہے کہ نفقہ ولباس وسکنہ زوجہ کا زوج پر عرف کے موافق فرض ہے قیام زندگی کے لیے لقولہ علیہ الصلوٰۃ والسلام اِتَّقُوا اللہَ فِی النِّسَاءِ وَلَھُنَّ عَلَیْکُمْ رِزْقُھُنَّ وَکِسْوَتُھُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ مسلم وفتح الباری جلد ۹ صفحہ ۴۴۹۔ ترجمہ۔ تم خدا سے ڈرو عورتون کے معاملات مین اُنکے لیے تم پر نفقہ ولباس وسکنہ عرف کے مطابق واجب ہے۔

فائدہ۔ عرف مین پردہ وغیرہ۔ عطر تیل۔ دھوبی کی دھلائی۔ رنگ کی رنگائی۔ صابن دواعلاج۔ زچگی کے اخراجات۔ سواری کا خرچ جو عند الشرع جائز ہو عرف مین داخل ہین۔ لیکن مقدار نفقہ اور وقت مین مختلف ہین کہ کب نفقہ واجب ہوتا ہے اور کتنا اُسمین دو فریق ہین۔ اول امام مالک کا کہنا ہے کہ زوجین مین قابلیت جماع ہو بوجہ بلوغ کے اور امام ابوحنیفہ وشافعی کا کہنا ہے کہ سبب وجوب نفقہ کا استمتاع یا تملیک نکاح وحبس ہے جبکہ زوجہ قبضہ وتصرف وملک زوج مین آگئی تو شوہر پر نفقہ ولباس وسکنہ زوجہ واجب ہوگیا مثل غائب ومریض کے خواہ اُسمین قابلیت جماع ہو یا نہو بوجہ

صغر سنی کے کیونکہ حدیث مذکور الصدر عام ہے خواہ صغیر و صغیرہ ہو یا کبیر ہو جبکہ زوجہ نے اپنا نفس شوہر کو سونپ دیا اور شوہر بغیر دخول کیے اسی طرح تمتع حاصل کر سکتا ہے مثل بے پردگی بوس و کنار لہو و لعب نظر شہوت مساس و غیرہ وغیرہ یہ کوئی اجرت اجیر تو نہین ہے کہ بلا عمل مستحق اجرت نہین پا سکتا بلکہ یہ حق زوجیت ہے جو بسبب عقد کے زوجہ ہونے کے مستحق نفقہ و سکنہ و لباس ہو جاتی ہے۔

نفقہ و لباس و غیرہ مین شوہر کا اعتبار ہوگا۔ لقولہ تعالیٰ لِيُنْفِقْ ذُو سَعَةٍ مِّنْ سَعَتِهِ وَمَنْ قُدِرَ عَلَيْهِ رِزْقُهُ فَلْيُنْفِقْ مِمَّا آتَاهُ اللّٰهُ لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا إِلَّا مَا آتَاهَا ترجمہ۔ البتہ چاہیے مقدور والے کو اپنے مقدور کے موافق خرچ کرے (زوجہ پر) جس شخص پر تنگی ہو رزق کی پس چاہیے جسقدر اللہ نے اُسکو دیا ہے اُسکے موافق خرچ کرے اللہ تعالیٰ کسی نفس کو تکلیف نہین دیتا مگر جسقدر اللہ نے اُسکو دیا ہے۔ القرآن پ ۲۸ ع ۱۷۔

عَنْ مُعَاوِيَةَ الْقُشَيْرِيِّ قَالَ أَتَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَقُلْتُ مَا تَقُولُ فِي نِسَائِنَا قَالَ أَطْعِمُوهُنَّ مِمَّا تَأْكُلُونَ وَاكْسُوهُنَّ مِمَّا تَكْتَسُونَ۔ روایت کیا اسکو ابوداؤد و نسائی و ابن ماجہ و حاکم و ابن حبان و دارقطنی اور صحیح کیا ان تینون نے۔ ترجمہ۔ معاویہ قشیری نے کہا کہ مین رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور مین نے کہا آپ کیا فرماتے ہین ہماری عورتون کے معاملہ مین آپنے فرمایا اُنکو کھلاؤ جو تم کھاتے ہو اور پہناؤ اُنکو جو تم پہنتے ہو یہ مذہب حنفیہ و شافعیہ کا ہے۔ نیل جلد ۶ صفحہ ۲۰۱

اور فتح الباری شرح صحیح بخاری مین باب کسوہ مین ہے کہ علماء کا اسپر اجماع ہے کہ شوہر کے اعتبار سے نفقہ لباس زوجہ واجب ہے۔

زوجہ کے سکنہ کا وجوب لقولہ تعالیٰ أَسْكِنُوهُنَّ مِنْ حَيْثُ سَكَنْتُمْ مِنْ وُجْدِكُمْ ترجمہ۔ تم اپنی عورتون کو وہین ٹھہراؤ جہان تم رہتے بستے ہو اپنی طاقت مقدور کے مطابق مسکن و نفقہ مین تونگر پر تونگری کی حیثیت اور فقیر محتاج پر اُسکی حیثیت سے گو ایک حجرہ

کیون نہ میسر ہو اسمین جملہ علما کا اتفاق ہے۔

اور بدائع مین ہے کہ اگر زوجہ سوکن یا دیور یا ساس یا نند یا شوہر کے بیٹے کے اور مثل انکے ساتھ رہنا پسند نہین کرتی جو مخل عیش ہو تو شوہر کو چاہیے کہ زوجہ کو دوسرا گھر دے اپنے مقدور کے موافق۔

بوجہ عدم استطاعت نفقہ کے زوجین مین تفریق - ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سُئِلَ فِی الرَّجُلِ لَا یَجِدُ مَا یُنْفِقُ قَالَ یُفَرِّقُ بَیْنَہُمَا رَوَاہُ دَارقُطْنِیْ وَ بَیْہَقِیْ وَاَیْضًا عِنْدَ النَّسَائِیْ وَابْنِ خُزَیْمَۃَ وَابْنِ حَبَّانَ فِیْ صَحِیْحِہٖ وَالْحَاکِمِ وَقَالَ عَلٰی شَرْطِ مُسْلِمٍ۔ ترجمہ۔ ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا اُس مرد کے حق مین جو اپنی عورت کیلیے نفقہ نہین پا سکتا کہ اُسپر خرچ کرے آپنے فرمایا دونون مین تفریق کرا دیجاوے۔

اسیطرح سعید بن المسیب سے ایک روایت ہے اَلرَّجُلُ لَا یَجِدُ مَا یُنْفِقُ عَلٰی اَھْلِہٖ قَالَ یُفَرِّقُ بَیْنَہُمَا کذا فی سعید بن منصور والشافعی وعبد الرزاق۔

ابو الزناد کہتا ہے کہ مین نے سعید بن مسیب سے دریافت کیا کیا یہ سنت ہے کہ شوہر نفقہ زوجہ نہ پاوے تو دونون مین تفریق کرا دیجاوے کہا ہان سنت ہے۔ نیل جلد ۶ صفحہ ۲۶۳

اور جمہور علما کا استدلال ہے کہ جبکہ شوہر نفقہ و سکنہ زوجہ سے عاجز ہو جاوے تو عورت کو اختیار ہے کہ تفریق کرا لے۔

اگر زوج باوجود قدرت کے اپنی زوجہ کا نفقہ سکنہ و لباس ادا نہیں کرتا۔ کتب فقہ حنفی مین تفریق نہ کی جائیگی زوجین مین بسبب عاجز ہونے زوج کے طعام و سکنہ و لباس کے اگر اشد ضرورت ہو تو شافعی قاضی کے پاس بھیجکر تفریق کا فتوے لیا جاوے۔

جلد ۲ صفحہ ۹۰۳

اسیطرح تفریق کرالیجاوے اگر زوج دبے پتہ ہے اور نہ اوسکا مال زوجہ کیلئے موجود ہے غایۃ الاوطار جلد ۲ صفحہ ۲۵۶ و شامی

زوج کا باوجود قدرت کے زوجہ کا نفقہ وسکنہ لباس ادا نہ کرنا ظلم ہے۔

وایت پارہ ۲ رکوع ۱۴۔ فَاِمْسَاكٌ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ تَسْرِيْحٌ بِاِحْسَانٍ یعنی پس اگر تم کو عورتون کو رکھنا ہے تو دستور کے موافق رکھو یا اُنکو خوشی خوشی رخصت کر دو۔ اور دوسری آیت وَلَا تُمْسِكُوْهُنَّ ضِرَارًا لِّتَعْتَدُوْا وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَهٗ وَلَا تَتَّخِذُوْا اٰيَاتِ اللّٰهِ هُزُوًا۔ مت گھیر رکھو عورتون کو ایذا رسانی وستانے کی غرض سے کہ تم اُنپر ظلم وستم کرو جو کوئی ایسا کریگا وہ اپنے نفس پر ظلم کرتا ہے یعنے عذاب الٰہی کا مستحق بنتا ہے اور مت ٹھہراؤ اللہ تعالےٰ کے حکمون کو ٹھٹھا مسخری پس ان دونون آیتون کے امر سے معلوم ہوا کہ کسی شخص کو یہ اختیار نہین ہے کہ زوجہ کا حق تو ادا نہ کرے اور خواہ مخواہ اُسکو اپنے قید نکاح مین جبراً روک رکھے اگر حق ادا نہین کرتا تو اُسکو طلاق دینا لازمی وواجب ہے اور حضرت علی وعمر وابوہریرہ رضی اللہ عنہم وحسن بصری وسعید بن مسیب وحماد وغیرہم وجمہور علمانے بھی یہی کہا ہے۔ فتوے نذیریہ جلد ۲ صـ ۳۶۔

نیز شوہر باوجود قدرت کے زوجہ کو نفقہ وغیرہ نہ دے۔ مولوی اشرف علی صاحب تھانوی نے اپنی کتاب حیلہ ناجزہ کے صفحہ ۴۹ مین یہ عنوان قائم کیا ہے۔ حکم زوجہ مُتَعَنِّت اور مُتَعَنِّت اُسکو کہتے ہین جو باوجود قدرت کے اپنی زوجہ کے حقوق نفقہ وغیرہ ادا نہین کرتا تو بوجہ اشد ضروری ستم رسیدہ عورتون کی رہائی کیلیے زوجہ کو حق ہے کہ کسی طرح اپنے آپ کو اُس ظالم کی زوجیت سے نکالے۔ قاضی یا حاکم وقت جو احکام شرعیہ سے واقف ہو اُنمین تفریق کر دے۔ اگر شوہر بصورت ندامت نفقہ وغیرہ دینے کا وعدہ وانتظام کرے تو اگر عورت عدت مین ہو تو رجوع کر سکتا ہے ورنہ کچھ نہین اسکے ساتھ سولہ علمائے دیوبند وسہارنپور نے بھی اتفاق کیا ہے۔

از مصنف۔ اسمین حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا قطعی ومدلل فیصلہ ہے کہ

اپنے لشکر کے سردارون کے نام فرمان جاری فرمایا کہ فلان فلان شخص کو بلاؤ کہ وہ مدینہ سے چلے گئے ہین کہ وہ اپنی عورتون کے پاس چلے آوین یا انکو نفقہ روانہ کردین یا اُنکو طلاق دیدین اور پہلے کا نفقہ ادا کردین جو اُنکے ذمہ واجب الادا ہے۔ عینی شرح صحیح بخاری جلد ۹ صفحہ ۶۴۰۔

اگر زوج زوجہ کو کفاف کے مطابق خرچ نہ دے تو کیا حکم ہے۔ ایک عورت آنحضرت کے دربار مین حاضر ہوئی اور عرض کی کہ میرا خاوند کفاف کے مطابق میرے اور میرے بچّون کا خرچ نہین دیتا تو آپنے فرمایا بقدر ضرورت کفاف کے موافق تو اُسکے مال سے لے سکتی ہے اس فرمان نبوی سے معلوم ہوا کہ اگر زوجہ کو کفاف کے مطابق شوہر خرچ نہ دے تو بحکم حاکم وبغیر حکم حاکم دونون طرح بقدر کفاف خاوند کے مال سے لے سکتی ہے کیونکہ یہ اپنے نفقہ وغیرہ کی مالک ہے۔ فتح الباری جلد ۹ صفحہ ۴۴۴۔

یتیم لاوارث کا نفقہ۔ مَنْ مَاتَ وَلَهٗ اَوْلَادٌ وَلَمْ یَتْرُكْ لَهٗ شَیْئًا فَاِنَّ نَفَقَتَهُمْ تَجِبُ فِیْ بَیْتِ مَالِ الْمُسْلِمِیْنَ جو اولاد چھوڑ کر مرجاوے اور اُنکے لئے ترکہ وغیرہ نہ چھوڑے تو اُنکا نفقہ وغیرہ مسلمانون کے بیت المال سے ملیگا۔ فتح الباری جلد ۹ صفحہ ۴۵۱۔

عدت والی عورت کا نفقہ وسکنہ خواہ وہ مطلقہ بائنہ ہو یا رجعیہ۔ حضرت عمر بن الخطاب و عمر بن عبدالعزیز وامام ثوری وحنفیہ فرماتے ہین مطلقہ کا نفقہ وسکنہ زوج پر واجب ہے جب تک اُس کی عدت پوری نہ ہو لقولہ تعالیٰ اِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَاءَ فَطَلِّقُوْهُنَّ لِعِدَّتِهِنَّ لَا تُخْرِجُوْهُنَّ مِنْۢ بُیُوْتِهِنَّ وَلَا یَخْرُجْنَ (القرآن سورہ طلاق) جسوقت تم عورتون کو طلاق دو پس طلاق دو تم اُنکو اُنکی عدت مین مت نکالو انکو اُنکے گھرون سے اور نہ وہ خود گھرون سے نکلین۔ اس آیت مین تمام مسلمانون کو خطاب ہے کہ انقضاے عدت تک اُنکے نفقہ وسکنہ مکان وغیرہ کی کفالت شوہر کے ذمہ ہے جبکہ اُنکی عدت گذر جاوے تمکو اختیار ہے کہ اندرون

عدت رجوع کرلو یا اُنکو جدا کردو۔

فائدہ طلاق تین قسم پر ہے رجعی مین تو حق رجوع ہے اور بائنہ و مغلظہ مین نہین ہے

اور وجوب نفقہ کی دلیل۔ لقولہ تعالٰے وَلِلْمُطَلَّقَاتِ مَتَاعٌ بِالْمَعْرُوفِ

مطلقہ عورتون کے لیے عرف کے مطابق نفقہ ہے۔ (القرآن پارہ ۲ رکوع ۲۵)

اس آیت مین حکم عام ہے خواہ مطلقہ بائنہ ہو یا رجعیہ ہو۔ ہدایہ مین بھی اسکے موافق ہے

اور رد المحتار مین ہر ایک مطلقہ رجعیہ و بائنہ کا نفقہ سکنہ و لباس ختم عدت تک ساقط

نہین ہوتا گو مدت عدت طویل کیون نہو۔

متوفی عنہا زوجہا کا نفقہ۔ عدت کے دنون کا نہ نفقہ ہے نہ سکنہ اور سکنہ مین

اختلاف بھی ہے امام مالک کے نزدیک سکنہ واجب اور ابو حنیفہ کے نزدیک غیر واجب ہے

اور شافعی کے دو قول ہین۔

حاملہ عورت کی عدت کا نفقہ و سکنہ۔ بدلیل قولہ تعالیٰ وَاِنْ كُنَّ اُولَاتِ

حَمْلٍ فَاَنْفِقُوْا عَلَيْهِنَّ حَتّٰى يَضَعْنَ حَمْلَهُنَّ اگر مطلقہ عورتین حاملہ ہون تو اُنکی

عدت وضع حمل تک ہے اُنکو نفقہ و سکنہ دو۔ یہ تمام مسلمانون کو خطابی حکم ہے بلا خلاف

علماء کے مطلقہ حاملہ کا نفقہ و سکنہ شوہر پر واجب ہے۔

اور جس حاملہ عورت کا مرد مر گیا ہو تو اُسمین دو فریق ہین۔ اول علی بن ابیطالب

و عبد اللہ بن عمر و عبد اللہ بن مسعود و شریح قاضی و النخعی و الشعبی و حماد و ابن ابی لیلی

و سفیان کہ جمیع مال سے نفقہ دیا جاوے۔ فریق دوم عبد اللہ بن عباس و عبد اللہ بن

الزبیر و جابر بن عبد اللہ و امام مالک و شافعی و ابو حنیفہ اور آپ کے اصحاب کہ حاملہ

کو ترکہ کے حصہ سے نفقہ دیا جاوے۔ تفسیر فتح البیان جلد ۹ صفحہ ۴۰۹۔

عورت کے خادم یا خادمہ کا نفقہ۔ اس مسئلہ مین اجماع منعقد ہو چکا ہے کہ جملہ پرورش

مونت عورت شوہر کے ذمہ ہے امام شافعی و مالک و لیث و محمد بن حسن اور علمائے

اہل کوفہ نے کہا کہ اگر عورت ایسے خاندان کی ہے کہ بجز خادم یا خادمہ کے شوہر کی
خدمت نہین کرسکتی تو شوہر پر عورت اور اُسکے خادم یا خادمہ دونون کا نفقہ فرض ہے
(نفقہ سے مراد طعام مع لوازم و لباس و سکنہ ہے) بدلیل قولہ تعالےٰ عَاشِرُوْهُنَّ
بِالْمَعْرُوْفِ حقوق زوجیت عورتون کے عرف کے برابر ادا کرو تم (بلحاظ مالی طاقت
مرد کے) القرآن پارہ ۴ رکوع ۱۴ - فتح الباری جلد ۹ صفحہ ۴۴۳ - وعینی -

عورت کے خادم کیلیے تین درجہ ہین ایک[1] غلام مملوک ہے اُسکا نفقہ بمقابلہ خدمت کے
شوہر پر واجب ہے - دوم[2] عورت پردہ نشین ہے باہر کے سودا سُلف کیلیے خادمہ چاہی
تو خادمہ کا نفقہ واجب ہے - سوم[3] عورت مریضہ ہے یا بے طاقت ہے تو بھی خادمہ کا نفقہ
شوہر پر واجب ہے - ردالمحتار جلد ۲ صفحہ ۹۰۱ -

فصل بچے کو دودھ پلائی کا نفقہ اجرت کپڑا باپ پر واجب ہے -

بقولہ تعالیٰ وَالْوَالِدَاتُ يُرْضِعْنَ اَوْلَادَهُنَّ حَوْلَيْنِ كَامِلَيْنِ لِمَنْ اَرَادَ اَنْ يُّتِمَّ
الرَّضَاعَةَ وَعَلَى الْمَوْلُوْدِ لَهٗ رِزْقُهُنَّ وَكِسْوَتُهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ لَا تُكَلَّفُ نَفْسًا
اِلَّا وُسْعَهَا (القرآن پارہ ۲ رکوع ۱۴) مائین دودھ پلائین اپنی اولاد کو دو برس
کامل جب ارادہ کرے کہ دودھ پلائی کی مدت پوری ہوجائے اور بچے کے باپ
پر دودھ پلانے والی کا کھانا کپڑا دینا واجب ہے عرف کے مطابق بقدر حیثیت باپ کے
اس آیت کی تفسیر مین دو حالتین ہین ایک یہ کہ زوجین مین اتفاق ہو تو مان پر بچون کا
حق ہے کہ دو سال تک بچون کو دودھ پلاوے دوسری حالت یہ ہے کہ زوجین مین
(طلاق) جدائی ہوگئی ہے تو اس صورت مین حکم ہوا کہ مائین باخذ اجرت کھانا کپڑا اپنے
بچون کو دودھ پلائین لَا تُضَآرَّ وَالِدَةٌۢ بِوَلَدِهَا اور نہ مان کو بچے کی وجہ سے
ضرر تکلیف دیجاوے وَلَا مَوْلُوْدٌ لَّهٗ بِوَلَدِهٖ اور نہ باپ بچے کی وجہ سے مجبور کیا جاوے
اگر باپ مرجاوے تو عَلَى الْوَارِثِ مِثْلُ ذٰلِكَ اسی طرح وارث کو دودھ پلائی کا

نفقہ ولباس دودھ پلانے والی کو دینا واجب ہوگا خواہ بچے کی ماں ہو یا غیر ہو۔

اگر ماں بوجہ عذر کے دودھ پلانے پر قادر نہو تو مجبور نہ کیا جاوے بقولہ تعالے لَا تُضَآرَّ وَالِدَةٌۢ بِوَلَدِهَا اگر ماں معذور ہو تو اُسپر دودھ پلانے مین جبر واکراہ نہ کیا جاوے۔ لیکن یہ اُسوقت تک ہے کہ دوسری دودھ پلانے والی میسر ہو اگر نہو تو مجبور کی جائیگی خواہ ماں یہودیہ ہو یا نصرانیہ یا بچّہ دوسرے کا دودھ نہ لیتا ہو لیکن شرعی اعتبار سے ماں کو بلا اخذ اجرت بچے کو دودھ پلانا واجب حق ہے اجرت لینا جائز نہین (کیونکہ حقیقت مین یہ دودھ اسی کا ہے) عین الہدایہ جلد۲ صفحہ ۳۴۵۔

حقیقت مین دودھ اسی بچہ کا ہے بشرطیکہ اسکی ماں اپنے شوہر کے پاس ہو اگر طلاق دیدی ہے یا مرگیا ہے تو دودھ پلانے کی اجرت اُسکو لینا جائز ہے کیونکہ ملکیت زوجیت ساقط ہوگئی۔ عدت کے دنون مین ماں پر دودھ پلانا واجب ہے اور شوہر پر عدت کا نفقہ سکنہ لباس واجب ہے۔ اگر رضیع بچے کا مال موجود ہے تو اُسمین سے اجرت دودھ پلائی دینا چاہیے خواہ ماں ہو یا غیر۔ اگر درمیان مین بچے کے باپ نے طلاق دیدی ہے یا مرگیا ہے تو بقیہ دن دودھ پلائی کی ماں کو پورا کرنا چاہیے بقاعدۂ مذکور الصدر۔

رضاعت کے دنون کی اجرت۔ اس امر پر اجماع واتفاق ہے کہ رضاعت کی اجرت کا استحقاق ثابت ہونے کیلیے مدت رضاعت دوہی برس ہین۔ عین الہدایہ جلد۲ صفحہ ۱۲۷

فصل حضانت بچہ کی تربیت وپرورش کے احکام۔ اگر زوجین مین جدائی (طلاق) ہوجاوے تو ابوین مین بچے کی تربیت کا کون حقدار ہے۔ عبداللہ بن عمرو بن العاص سے مروی ہے کہ ایک عورت آنحضرتؐ کے دربار مین آئی کہا یہ میرا بیٹا ہے میرا پیٹ اسکا وعا تھا اور گود میری اسکا ٹھکانا تھا اور دونون چھاتیان میری اسکے دودھ کے مشکیزے تھے اسکے باپ نے مجھکو طلاق دیدی ہے اُسکو مجھ سے جدا کرنا چاہتا ہے آپ نے فرمایا تو ہی اسکی تربیت کی حقدار ہے جبتک تو دوسرا نکاح

نہین کری سب اولیا سے زیادہ حقدار ہے حضانت مین یہی قول امام مالک و شافعی اور حنفیہ کا ہے نیل جلد ۶ صفحہ ۲۶۹ -

اور ایک روایت ہے ابو ہریرہؓ سے کہ آنحضرتؐ نے ابوین کے درمیان ایک لڑکے کو اختیار دیا تھا جسکو چاہے اُسکے پاس رہے روایت کیا اسکو احمد و ابن ماجہ و ابن ابی شیبہ و ترمذی نے اور صحیح کیا ترمذی نے - یہ دلیل ہے کہ اگر ابوین کے درمیان تنازعہ ہو تو بچے کو اختیار دیا جاوے - اسکے متعلق اور ایک روایت ہے کہ جب بچہ کو اختیار دیا گیا تھا وہ سات آٹھ برس کا تھا -

اور امئہ کا قول ہے کہ لڑکے کا حق باپ کو ہے اور لڑکی کا حق مان کو ہے یہانتک کہ حد استغنا کو پہونچ جاوے خود کھائے پیئے پہنے یہی مذہب ہے امام ابوحنیفہ و آپکے اصحاب کا امام مالک فرماتے ہین کہ لڑکی شادی تک مان کے پاس رہ سکتی ہے - نیل جلد ۶ صفحہ ۲۶۹ -

بڑی چیز تو تربیت مین یہ ہے کہ بچے کے مفاد کو دیکھین اور اس آیت کے تحت عمل ہو قُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِيْكُمْ نَارًا بچاؤ اپنی جانین اور اپنی اہل کو دوزخ کی آگ سے - القرآن پ۲۸

ایک حکایت ہے حاکم کے پاس حضانت کا مقدمہ پیش ہوا لڑکے کو اختیار دیا گیا لڑکے نے باپ کو اختیار کیا مان نے کہا اس سے دریافت کرو کہ باپ کو کیون اختیار کیا ہے لڑکے نے کہا مان مجھکو ہر روز معلم کے پاس بھیجتی ہے وہ مجھکو مارتی ہے اور باپ کھیلنے کو چھوڑ دیتا ہے - ہر ایک فیصلہ حاکم کے اختیار تمیزی پر ہے کہ صغیر یا صغیرہ کا فائدہ کس صورت مین ہے -

فصل حضانت کے قابل کون ہے

اگر صغیر یا صغیرہ کی مان نہو یا اجنبی شخص سے نکاح کر لیا ہو تو حضانت کا حق نانی کو ہے اگر نانی نہو تو نانی کی مان اور اُسکی مان اوپر تک حق منتقل ہوگا اگر نانی نہو تو دادی اولی ہے حضانت کیلیے - اگر دادی نہو تو اُسکی بہنین حقیقی پھر اخیافی پھر علاتی اور ایک روایت ہے خالہ اولی ہے بہن سے کیونکہ

یہ بجائے مان کے ہے یہ صحیح ہے۔ بخاری وہدایہ۔

پھر خالہ کی حقیقی بہنین مان کی پھر اخیافی بہنین مان کی پھر علاتی بہنین مان کی پھر باپ کی بہنین حقیقی پھر اخیافی پھر علاتی۔ شرح وقایہ

الحاصل جسمین دو قرابتین ہون مان باپ کی طرف سے مقدم کی جاوین پھر مان کی طرف کی پھر باپ کی طرف کی۔ اگر کوئی عورت مان باپ کی طرف نہو تو حق حضانت عصبات کو علے الترتیب ملیگا۔ شرح وقایہ

اگر مان نے جو اجنبی شوہر کیا تھا مر گیا یا طلاق دیدی تو حق حضانت مان کو لوٹ آئے گا۔ شرح وقایہ

شرائط حضانت کے جو مانع حضانت ہون ۔ حاضنہ حرہ بالغہ عاقلہ امینہ ہو اور حضانت پر قادر بھی ہو اور غیر قرابتی کی زوجہ بھی نہو اور غیر کی لونڈی وام ولدہ و مرتدہ بھی نہو اور گانے بجانے اور بازارمین پھرنے والی گداگرہ بھی نہو اور دائم المریضہ اور نہ ایسی بڈھی عورت جو کاروبار سے عاجز ہو اور نہ ماما وغیرہ جو غیر کی خدمت مین مصروف ہو اور نہ نابالغہ صغیرہ اور نہ اندھی۔ ردالمحتار جلد ۲ باب الحضانت۔

فصل ظہار مین ۔ قولہ تعالے اَلَّذِيْنَ يُظَاهِرُوْنَ مِنْكُمْ مِنْ نِسَائِهِمْ جو لوگ کہ ظہار کرتے ہین تم سے بیویون اپنی سے۔ اور معنی ظہار کے شرعًا مرد اپنی عورت کو گھر بیٹھے کہے کہ تو مجھ پر مثل ظہر (پشت) میری مان کے ہے خواہ رضاعی ہو یا نسبی اسمین تمام علماء متفق ہین کہ یہ ظہار ہے۔ اگر مرد نے اپنی عورت سے کہا کہ تو مثل ظہر میری بیٹی یا بہن کے ہے تو امام ابوحنیفہ و مالک و حسن بصری و النخعی و الزہری و الاوزاعی و الثوری کے نزدیک ظہار ہے۔ تفسیر فتح البیان جلد ۹ صفحہ ۲۴۷۔

اور بدایۃ المجتہدین مین ہے کہ امام ابوحنیفہ کے نزدیک تشبیہ دینا ہر ایک اُس عضو کے ساتھ جسکا دیکھنا اُسکو حرام تھا ظہار ہے لیکن جمہور علماء کا یہ مذہب ہے کہ ظہار مان کے

ساتھ مختص ہے جیسے قرآن مین آیا ہے۔

ظہار کا حکم۔ قبل ادا کرنے کفارہ کے عورت سے جماع کرنا منع ہے۔

فصل کفارہ ظہار مین۔ غلام آزاد کرنا اگر اسکی طاقت نہین ہے تو دو ماہ کے پے در پے روزے رکھنا اگر یہ بھی نہین ہو سکتا تو ساٹھ مسکینون کو کھانا کھلانا اپنی مقدور کے موافق خواہ ایک بار ساٹھ کو کھلانا یا ساٹھ روز ایک کو کھانا کھلانا اگر ان تینون سے عاجز ہو تو اسمین علمار کا اختلاف ہے بعض کے نزدیک کفارہ ساقط ہوتا ہے بعض کے نزدیک ساقط نہین ہوتا۔ کتب فقہ وغیرہ۔

فائدہ۔ جتنی عورتون سے ظہار کیا اتنی سے کفارہ ادا کرنا ہوگا۔

فصل نیک پارسا عورتون کو زنا کی تہمت لگانا۔ وَالَّذِیْنَ یَرْمُوْنَ الْمُحْصَنَاتِ ثُمَّ لَمْ یَاْتُوْا بِاَرْبَعَةِ شُهَدَآءَ فَاجْلِدُوْهُمْ ثَمَانِیْنَ جَلْدَةً وَّلَا تَقْبَلُوْا لَهُمْ شَهَادَةً اَبَدًا وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفَاسِقُوْنَ القرآن پ ۱۸

ترجمہ۔ جو لوگ پاکدامن عورتون کو زنا کی تہمت لگاتے ہین پھر اسکے بعد چار گواہ نہ پیش کرین پس انکو اسّی کوڑے مارو اور ہمیشہ کیلیے انکی گواہی قبول نہ کرو وہ لوگ فاسق ہین۔ یہ قید اتفاقی ہے اگر عورت بھی کسی نیک پارسا مرد کو زنا کی تہمت لگاوے اور چار گواہ پیش نہ کر سکے اُسکا بھی یہی حکم ہے۔ اب چونکہ حد جاری نہین ہے کہ اسکو کوڑے مارے جاوین لیکن ہمیشہ کیلیے اسکی گواہی جائز نہین ہے۔

فصل جو شخص اپنی عورت کو زنا کی تہمت لگاوے۔ لقولہ تعالیٰ وَالَّذِیْنَ یَرْمُوْنَ اَزْوَاجَهُمْ وَلَمْ یَكُنْ لَّهُمْ شُهَدَآءُ اِلَّآ اَنْفُسُهُمْ فَشَهَادَةُ اَحَدِهِمْ اَرْبَعُ شَهَادَاتٍ بِاللّٰهِ اِنَّهٗ لَمِنَ الصّٰدِقِیْنَ وَالْخَامِسَةُ اَنَّ لَعْنَتَ اللّٰهِ عَلَیْهِ اِنْ كَانَ مِنَ الْكٰذِبِیْنَ الخ۔ القرآن پارہ اٹھارہ رکوع چھ۔ حاصل ترجمہ جو لوگ اپنی بیویون کو زنا کی تہمت لگاوین اور اُنکے پاس گواہ نہون بجز انکے نفس کے

پس گواہی انکی یون ہونا چاہیے تہمت لگانے والا چار بار اللہ تعالی کی قسم کھا کر یہ گواہی دے کہ مین سچا ہون اور پانچوین مرتبہ یہ کہے تحقیق اللہ تعالی کی لعنت ہے مجھ پر اگر مین جھوٹا ہون پھر اُسکے بعد وہ عورت جسکو تہمت زنا کی لگائی گئی ہے وہ چار مرتبہ کہے اللہ تعالے کی قسم ہے مین گواہی دیتی ہون کہ وہ جھوٹا ہے اور پانچوین مرتبہ یہ کہے اللہ تعالی کا غضب ہو مجھ پر اگر وہ سچا ہو اسکو شرعًا لعان کہتے ہین پھر ان دونون مین ہمیشہ کیلیے جدائی ہو جاتی ہے۔ پھر انہین نکاح جائز نہین ہے۔ لعان کے متعلق بہت بڑی بڑی بحثین ہین کتب فقہ مین دیکھو

مسئلہ بعد لعان کے اگر عورت مدخولہ ہے تو کل مہر پاے گی اور اگر غیر مدخولہ ہے تو نصف مہر پاے گی یہی حکم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا ہے کذا فی بخاری و مسلم۔ اور یہی مذہب ہے جمہور علماء کا۔

مسئلہ۔ بعد لعان کے لاعنہ عورت کو زانیہ اور اُسکے ولد کو ولد حرام کہنا ناجائز ہے اگر کوئی ایسا کہیگا تو اُسپر حد قذف جاری ہوگی۔

مسئلہ۔ اگر لاعنہ عورت تاریخ تہمت سے چھ ماہ کے اندر جنے تو ولد باپ کا ہے اگر بعد کو جنے تو ولد مان کا ہے بشرطیکہ اس درمیان شوہر نے وطی نہ کی ہو۔

اگر کسی نے اپنے ولد سے انکار کیا اور عورت اسکے پاس ہے تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا فیصلہ ہے کہ اَلْوَلَدُ لِلْفِرَاشِ وَلِلْعَاهِرِ الْحَجَرُ جسکی جورو اُس کا لڑکا زانی کو پتھر۔

مسئلہ لعان مین صلح و عفو و توکیل نہین ہے۔ اگر عورت نے کچھ مال لیکر صلح کر لی تو جائز نہین ہے۔

معروف نے انیہ ہیجڑی کو زانیہ کہنے سے لعان واجب نہوگا نہ حد قذف۔ عالمگیری۔
اگر عورت کے بچہ پیدا ہوا اور مرد نے اسکی نفی کی کہ یہ بچہ میرا نہین ہے تو نفی صحیح نہ ہوگی جبتک دونون مین لعان نہو۔ عالمگیری۔

مسئلہ کیا لعان فسخ نکاح ہے یا طلاق امام مالک و شافعی فرماتے ہین کہ فسخ نکاح ہے کہ اسمین حرمت تاکیدی ہے اور امام ابو حنیفہ فرماتے ہین کہ طلاق بائنہ ہے مثل عنین کے ہدایہ جلد۲ صفحہ ۱۰۰ ۔

مسئلہ متلاعنین مین تفریق نزد امام ابو حنیفہ بحکم حاکم شرط ہے۔ ہدایۃ المجتہد جلد۲ صفحہ ۱۱۱

فصل ایلامین

ایلا لغت مین حلف قسم کو کہتے ہین اور شرع مین ایلا یہ ہے کہ شوہر قسم کھالیوے کہ مین مدت ایلا مین اپنی عورت سے جماع و بات نہ کرونگا۔ قرآن کریم مین ایلا کی مدت چار ماہ ہے لِلَّذِينَ يُؤْلُونَ مِن نِّسَائِهِمْ تَرَبُّصُ أَرْبَعَةِ أَشْهُرٍ فَإِن فَاءُوا فَإِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ وَإِنْ عَزَمُوا الطَّلَاقَ۔ ترجمہ۔ جو لوگ اپنی بیویون کے پاس جانے سے قسم کھا بیٹھتے ہین اُنکو چاہیے کہ وہ چار مہینے تک انتظار کرین اسکے بعد اگر وہ اپنی بیویون سے رجوع کرلین (جماع)، تو بیشک اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے اور اگرچہ اُنھون نے طلاق کا ارادہ بھی کرلیا ہو۔

اور ایلا زمانہ جاہلیت مین ایک اور دو سال تک ہوا کرتا تھا اسکو اللہ تعالیٰ نے تخفیف کرکے چار ماہ کا ارشاد فرمایا۔

اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ایک ماہ کا ایلا کرکے پھر اپنی بیویونکے پاس تشریف لیگئے علما کا اسمین اختلاف ہے کہ ایلا بنفسہ طلاق بائن ہے یا رجعی ہے یا کیا۔ اسمین تین فریق ہین فریق اول امام مالک و شافعی و احمد اور بارہ صحابہ ہین کہ ایلا بنفسہ طلاق نہین ہے بلکہ بعد گذر جانے چار ماہ کے مولی کو اختیار ہے کہ طلاق دے یا رجوع کرے انکے ساتھ بھی احادیث صحیحہ ہین۔ فریق دوم ایک جماعت تابعین کی مثل عطا و حسن بصری و ابن سیرین و سعید بن المسیب و مکحول و الزہری و الاوزاعی کہ بعد گذرنے چار ماہ کے مولی کو ایک طلاق رجعی واقع ہوگی۔ نیل جلد۶ صفحہ ۱۷۶۔ فریق سوم امام ابو حنیفہ اور آپکے اصحاب ہین اور اہل کوفہ کہ بعد گذرنے چار ماہ کے مولی پر ایک طلاق بائن پڑیگی کتب حدیث

دفقہ مین بحث طول وطویل ہے اور دلیل امام ابوحنیفہ کی ایک حدیث ہے ابن ابی شیبہ مین بروایت عبداللہ بن عمر وعبداللہ بن عباس کہ اگر اندرون چار ماہ کے رجوع نہ کیا گیا بعد گذرنے چار ماہ کے مولی پر ایک طلاق بائن پڑے گی سند کا حال خدا جانے

فصل ثبوت نسب مین - نسب مین نسبت باپ کی طرف ہوتی ہے کیونکہ وہ اصل و جڑ نطفہ ہے۔ اگر کسی شخص کے نکاح سے پورے چھ مہینے مین بچہ پیدا ہو تو صحیح النسب ہوگا کیونکہ قرآن مجید مین حَمْلُهٗ وَفِصَالُهٗ موجود ہے اسی واسطے ائمہ اربعہ فقہا نے بھی اسمین اختلاف نہین کیا۔

اگر تاریخ جدائی فسخ نکاح سے یا طلاق یا موت سے بچہ چھ ماہ مین پیدا ہو تو نسب ثابت ہوگا کیونکہ اکثر مدت حمل دو برس ہین اور اقل چھ ماہ ہین نزد ائمہ ثلاثہ کے اور امام مالک و شافعی کے نزدیک اکثر مدت حمل چار سال ہین اور امام مالک اپنا مشاہدہ و تجربہ بھی بیان کرتے ہین کہ محمد بن عجلان کی بی بی کو چار چار سال تک حمل رہتا تھا۔ کذا فی فتح القدیر و در المختار جلد ۲ صفحہ ۸۵۷

اس اختلاف مین علما کا مقصود یہ تھا کہ شرعی طور پر نسب کی صحت ہو جاوے باپ کو کوئی انکار کا موقع نہ ملے۔ اور دو سال کی قید کی کوئی ضرورت نہین بلکہ یہ عادت پر موقوف ہے۔ کذا فی فتح القدیر۔ اور مصنف کو بھی چار سال تک حمل کا مشاہدہ ہے۔

اور ایک روایت ہے دار قطنی و بیہقی مین حضرت عائشہؓ فرماتی ہین بلفظ مَا يَبِيلُ المَرْأَةُ فِي الحَمْلِ عَلَى السَّنَتَيْنِ عورت کو دو سال سے زیادہ حمل نہین رہتا۔ اگر عورت عدت مین دو سال کے اندر جنی تو نسب ثابت ہوگا۔ نور الہدایہ

اگر شوہر کو زوجہ کے حمل مین شبہ ہو تو قیاسًا نسب زائل نہوگا تا وقتیکہ شوہر ثابت نہ کرے اگر معلوم نہین کہ قبل موت کے جنی یا بعد موت کے لیکن ورثا نے اقرار کر لیا تو کافی ہے بصورت شہادت کامل نسب ثابت ہوگا۔

نسب نکاح فاسد کا مثل صحیح کے ہی - اگر نکاح کے بعد چھ ماہ کے اندر بچہ پیدا ہو

تو نہ وارث ہوگا اور نہ نسب ثابت ہوگا۔ عالمگیری

اگر زید نے اقرار کیا کہ یہ لڑکا میرا ہے پھر مرگیا اور لڑکے کی ماں نے بھی کہا یہ اُسی کا لڑکا ہے اور اُسکی زوجہ ہونے کا ثبوت ہو تو ماں بیٹا دونوں وارث ہونگے۔ نورالہدایہ جلد ۲ صفحہ ۲

اگر کسی مرد نے بعد جماع کے اپنی عورت کو طلاق دی پھر بچہ پیدا ہوا دو برس کی مدت تک ائمہ ثلاثہ حنفی شافعی حنبلی کے نزدیک نسب ثابت ہوگا۔ نورالہدایہ جلد ۲ صفحہ ۷۰۔

اگر کسی عورت نے عدت وفات مین کہا کہ مین حاملہ نہین ہون پھر کچھ دنون کے فاصلے سے کہا کہ مین حاملہ ہون تو اُسکا قول قبول ہوگا۔

اگر کسی مرد نے اپنے بچے کے متعلق اقرار کیا کہ یہ میرا بچہ ہے اور برتاؤ بھی اولاد کی طرح کیا ہو تو نسب ثابت ہوگا بشرطیکہ قرائن زوجیت بھی ہون۔ کتب فقہ

اگر کسی شخص نے اپنی زوجہ پر بدکاری کا گمان یا الزام لگایا یا بچے سے انکار کیا تو صحیح نہوگا تاوقتیکہ لعان سے ثابت نہ کرے لقولہ علیہ السلام اَلْوَلَدُ لِلْفِرَاشِ وَلِلْعَاهِرِ الْحَجَرُ بچہ اُسکا جسکی جورو اور زانی کو پتھر۔

اگر کسی نے عورت سے زنا کیا جس سے وہ حاملہ ہوگئی پھر اُسی سے نکاح کرلیا تو وہ لڑکا اُسکا صحیح النسب نہوگا۔ عالمگیری

اگر زوجین غیر مسلم ہون اور حمل بھی موجود ہو پھر دونون مسلمان ہوجاوین تو لڑکے کا نسب صحیح ہوگا۔ عالمگیری

منکوحہ عورت کا اقرار کافی نہین ہوسکتا جبتک بچے کا باپ اقرار و تسلیم نہ کرے۔ عالمگیری

اگر معتدہ عورت بچہ جنے تو اُسکا اقرار کافی نہوگا جبتک ثبوت شہادت نہو یا باپ اقرار کرے تو نسب صحیح ہوگا کیونکہ عورت اپنے شوہر کی فراش ہے اور فراش ہونے سے نسب ثابت ہوجاتا ہے۔ عالمگیری

ایک عورت کی گواہی سے نسب ثابت ہوسکیگا بشرطیکہ عادلہ ہو یا دایہ ہو یا گواہی سے

ثابت ہو تو یہ بچہ تینون امامون کے نزدیک اپنے باپ کا وارث ہوگا بشرطیکہ ورثا نے تصدیق کنندہ کی صداقت پر کوئی اعتراض نہ کیا ہو۔ عالمگیری

اگر ولد صحیح النسب ہونے مین اختلاف ہو۔ اس باب مین آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا ایک فیصلہ ہے کہ اگر لڑکے کو باپ کے مرنے کے بعد اُسکے ورثا نسب باپ مین ملانا چاہین اور وہ لڑکا قبل مرنے باپ کے باپ کی طرف منسوب بھی کیا جاتا تھا تو موجودہ جائداد کا وارث ہوگا مگر جبکہ وہ باپ جس سے اُسکا نسب ملانا چاہتے ہین اپنی زندگی مین اُسکے نسب سے انکار کرتا ہو تو وارثون کے ملانے سے نسب مین نہین مل سکتا۔ اگر وہ لڑکا ایسی لونڈی سے پیدا ہو جسکا مالک اُسکا باپ نہ تھا یا وہ آزاد غیر منکوحہ کے پیٹ سے ہو تو اُسکا نسب اُسکے باپ سے نہ ملے گا اگرچہ اُسکے باپ نے اپنی زندگی مین اُسکا دعوے کیا ہو کہ یہ میرا لڑکا ہے کیونکہ وہ ولد الزنا ہے گو آزاد عورت کے پیٹ سے ہو یا لونڈی مملوکہ سے اگرچہ اُسکا نطفہ ہو۔ ابی داؤد مترجم صفحہ ۵۳۵

اقرار تین چیزون کا فائدہ دیتا ہے ثبوت نسب۔ وجوب نفقہ و وراثت لیکن نفس اقرار کافی نہین ہو سکتا بلکہ اُسکے ساتھ قرائن زوجیت بطریقہ شرع محمدی ہون ورنہ بدکاری سے نہ زوجہ زوجہ ہو سکتی ہے اور نہ ولد ولد ہو سکتا ہے اور نہ نفقہ و مہر و توریث واجب ہو سکتی ہے۔ کتب فقہ

اگر تعین ولد معتدہ مین انکار ہو یعنے زوج کے ورثا کہتے ہین کہ معتدہ کا نہین ہے تو اس صورت مین دائی جنانے والی کی گواہی ثبوت نسب مین کافی ہوگی باجماع امام صاحب و صاحبین کے۔ درالمختار

اگر معتدہ جنی پھر دونون مین اختلاف واقع ہوا عورت نے کہا کہ تو نے مجھ سے نکاح کیا ہے چھ مہینے سے اور مرد نے کمتر مدت کا دعوے کیا تو عورت کا قول بدون قسم کے معتبر ہوگا نزدیک امام صاحب اور صاحبین کے نزدیک عورت سے قسم لیجائے گی اور صاحبین کے قول پر فتوے ہے۔ درمختار

فصل نسب کے شبہ مین قیافہ کی ضرورت و اہمیت اگر بچے کے اعضا و اشکال و آنکھ وصورت قیافہ و قیافہ شناسی سے ثابت ہوگئی تو نسب ثابت ہوگا خواہ بعض ہون یا کل ہون جیسے اسامہ و زید مین منافقین نے طوفان باندھا کہ اسامہ زید کے بیٹے نہین ہین اور زید بن حارثہ گورے رنگ کے تھے اور اسامہ انکے بیٹے سانولے رنگ کے تو قیافہ شناس نے دونون کے پاؤن دیکھکر کہا یہ پاؤن ایک دوسرے سے ملتے جلتے ہین تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو مسرت ہوئی۔ مترجم ابن ماجہ جلد ۲ صفحہ ۱۸۸۔

قیافہ کے حکم سنت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور عمل خلفائے راشدین اور صحابہ سے ثابت ہے جیسے حضرت عمر بن الخطاب و علی بن ابی طالب و ابو موسے اشعری و عبداللہ بن عباس و انس بن مالک رضی اللہ عنہم۔ اور تابعین مین سعید بن المسیب و عطا بن ابی رباح والزہری و ایاس بن معاویہ و قتادہ و کعب بن سوار۔ اور تبع تابعین سے لیث بن سعد و مالک بن انس اور آپ کے اصحاب اور شافعی اور آپ کے اصحاب اور امام احمد و آپکے اصحاب و اسحاق و ابو ثور اور جملہ اہل حدیث ظاہریہ بلا خلاف۔ یہ قول جمہور امت محمدیہ کا ہے لیکن امام ابوحنیفہ اور آپکے اصحاب اسمین مخالف ہین فرماتے ہین کہ قیافہ بذاتہ حجت شرعی نہین ہے لیکن قرینہ ہے جو دوسرے ثبوت کے ساتھ مدد دیتا ہے۔ الطرق الحکمیہ لابن قیم صفحہ ۱۹۰

طلب شوہر کی ڈگری مثل ڈگری طلب وجہ کے۔ لقولہ تعالیٰ لَهُنَّ مِثْلُ الَّذِي عَلَيْهِنَّ بِالْمَعْرُوفِ۔ القرآن پارہ ۲ رکوع بارہ۔ ترجمہ۔ عورتون کا حق مردون پر ایسا ہے جیسا مردون کا حق عورتون پر عرف کے مطابق۔

عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ حَيْدَةَ الْقُشَيْرِيِّ أَنَّهُ سَأَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا حَقُّ الْمَرْأَةِ عَلَى الزَّوْجِ قَالَ أَنْ تُطْعِمَهَا إِذَا طَعِمْتَ وَأَنْ تَكْسُوهَا إِذَا اكْتَسَيْتَ وَلَا تَضْرِبِ الْوَجْهَ وَلَا تُقَبِّحْ وَلَا تَهْجُرْ إِلَّا فِي الْبَيْتِ کذا فی مسند احمد و ابی داؤد و ابن ماجہ و بیہقی و حاکم و صحح۔ ترجمہ۔ معاویہ بن حیدہ قشیری سے مروی ہے کہ انھون نے

آنحضرتؐ سے دریافت کیا کہ عورت کا مرد پر کیا حق ہے آپنے فرمایا کھانا کھلانا جب تو کھائے کپڑا پہنانا جب تو پہنے اور اُسکے مُنھ پر نہ مار اور نہ تقبیح کر اور نہ اُسکو اپنے گھر سے علیحدہ کر یہ حدیث صاف ظاہر مین دلیل ہے کہ زوجہ کا واجبی حق ہے کہ شوہر کے مکان مین ہمیشہ مقیم رہے ۔ درمنثور جلد ا صفحہ ۲۷۶ ۔

حضرت عمرؓ بن الخطاب رضی اللہ عنہ ایک روز مدینہ منورہ مین شب گشت کر رہے تھے ایک بند کے مکان کے اندر سے یہ اشعار سُنائی دیے کہ ایک عورت گا رہی ہے ۔

تَطَاوَلَ هٰذَا اللَّيْلُ تَسْرِىْ كَوَاكِبُهٗ وَاَرَّقَنِىْ اَنْ لَا ضَجِيْعًا اُلَاعِبُهٗ

وَاللّٰهِ لَوْلَا اللّٰهُ تَخْشٰى عَوَاقِبُهٗ لَزُحْزِحَ مِنْ هٰذَا السَّرِيْرِ جَوَانِبُهٗ

وَلٰكِنَّنِىْ اَخْشٰى رَقِيْبًا مُوَكَّلًا بِاَنْفُسِنَا لَا يَفْتُرُ الدَّهْرَ كَاتِبُهٗ

(ترجمہ) رات طویل ہے کواکب سیر کر رہے ہین ۔ بے چین کر رکھا مجھ کو کیون نہین پہلو مین کہ جماع کراتی ۔ قسم ہے اللہ کی اگر اللہ کا خوف آخرت کا نہوتا ۔ البتہ ہلتے اسوقت کنارے اس سریر (پلنگ) کے ۔ ولیکن مین ڈرتی ہون دشمن موکل سے جو ہمارے ساتھ ہے نہین چھوڑا زمانہ کو اُسکے کاتب نے ۔

اسکے بعد اسیطرح اور ایک واقعہ ہے کہ شب گشت کر رہے تھے ایک عورت سے یہ اشعار سنے

تَطَاوَلَ هٰذَا اللَّيْلُ وَاسْوَدَّ جَوَانِبُهٗ وَاَرَّقَنِىْ اَنْ لَا خَلِيْلَ اُلَاعِبُهٗ

فَلَوْلَا حِذَارُ اللّٰهِ لَا شَيْءَ مِثْلُهٗ لَزُحْزِحَ مِنْ هٰذَا السَّرِيْرِ جَوَانِبُهٗ

(ترجمہ) تاریکی شب نے دونون کنارے سیاہ کر دیے ہین ۔ اور مجھ کو بے چین کر دیا ہے کیون نہین محبوب کہ جماع کراتی ۔ پس اگر خدائے بے مثل کے غضب کا ڈر نہوتا ۔ تو البتہ اس وقت اس سریر کے کنارے ہلتے ۔

آپنے فرمایا تجھے کیا ہوا عورت نے جواب دیا کہ میرا شوہر ایک مہینے سے غزا مین ہے اُسکے فراق مین ہون ۔ آپنے اُس عورت کو اطمینان دلایا کہ تیرا شوہر بہت جلد آجائیگا

تو اپنے نفس پر ضابطہ وصابر رہے۔ اسکے بعد حضرت عمر حضرت حفصہ کے پاس تشریف لیگئے کہا اسلام مین کوئی شرم کی بات نہین عورت بلا شوہر کتنے ماہ تک رہ سکتی ہے حضرت حفصہ نے چار انگشت سے اشارہ کیا کہ چار ماہ تک بے شوہر کے ٹھہر سکتی ہے پھر حضرت عمر نے جیوش کا انتظام کیا کہ چار ماہ سے زیادہ کوئی باہر نہ ٹھہرین۔ تاریخ الخلفا سیوطی صفحہ

یہ واقعات و فیصلہ جات آسمانی و نبویؐ و حضرت عمرؓ واضح دال ہین کہ عورت کو حق ہے کہ باداء جملہ حقوق شوہر کو بذریعہ عدالت طلب کرا سکتی ہے اور حاکم وقت پر عورت کی اعانت واجب و فرض ہے جیسے حضرت عمرؓ نے اپنی خلافت مین عمل فرمایا۔

شوہر کا حق زوجہ پر۔ انس بن مالک سے مروی ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا اگر انسان کو انسان کا سجدہ مناسب ہوتا تو مین عورت کو حکم دیتا کہ وہ اپنے شوہر کو بوجہ بڑائی حق زوجیت کے شوہر کو سجدہ کیا کرے۔ اگر شوہر کی پیشانی پر زخم ہوکے پیپ پڑ جاوے اور عورت اسکو زبان سے چاٹے تو بھی شوہر کا حق ادا نہین ہو سکتا۔ مسند امام احمد و بزار باسناد جید و صحیح۔ نیل و ترغیب مین۔ ایوب علیہ السلام کا امتحان لیا گیا بدن مین کیڑے پڑ گئے تھے سوا بیوی کے سب نے چھوڑ دیا تھا پھر خدا نے انکو اچھا صحیح و سالم کر دیا اِنَّا وَجَدْنَاہُ صَابِرًا نِعْمَ الْعَبْدُ اِنَّہٗ اَوَّابٌ کا خطاب عطا ہوا۔

عِشْرَۃُ النِّسَاءِ۔ نِسَاءُکُمْ ھُنَّ لِبَاسٌ لَّکُمْ وَاَنْتُمْ لِبَاسٌ لَّھُنَّ۔ عورتین تمہاری تمہارا لباس پوشاک عزت آبرو شرم ہین اور تم اُن عورتون کی عزت آبرو لباس پوشاک شرم ہو۔ پارہ ۲ رکوع ۷۔

فَاٰتُوْھُنَّ اُجُوْرَھُنَّ فَرِیْضَۃً پس دو اُن عورتون کو اُنکے مہر جو مقرر کیے ہین تم نے۔ پارہ رکوع

انس بن مالک سے مروی ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ مجھ کو دنیا کی سب چیزون سے عورتین پسند ہین اور میری آنکھون کی ٹھنڈک نماز مین۔ نسائی وغیرہ جلد ۲ صفحہ ۹۶

نیک بیبیان فَالصّٰلِحٰتُ قٰنِتٰتٌ حٰفِظٰتٌ لِّلْغَیْبِ بِمَا حَفِظَ اللّٰهُ نیک بخت عورتین اپنے شوہرون کی فرمانبردار اور اُنکی عدم موجودگی مین خدا کی حفاظت سے اُنکے مال اور آبرو کی نگہداشت کرتی ہین (یعنے اپنے شرمگاہون کی) ۔

آنحضرت فرماتے ہین اَلرَّجُلُ رَاعٍ فِیْ اَھْلِہٖ وَمَسْئُوْلٌ عَنْ رَعِیَّتِہٖ وَالْمَرْأَۃُ رَاعِیَۃٌ فِیْ بَیْتِ زَوْجِھَا وَمَسْئُوْلَۃٌ عَنْ رَعِیَّتِھَا مُخْتَصِرًا ۔ بخاری ومسلم ۔ (ترجمہ) حضرت ام سلمہؓ سے مروی ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ کامل ایماندار وہ شخص ہے جو نیک خلق ہو اور اپنی عورت کے ساتھ نیک سلوک کرے ۔

اور اسیطرح اور ایک روایت ہے حضرت عائشہ سے کہ کامل ایماندار وہ شخص ہے جو نیک خلق اور اپنی عورت کے ساتھ محبت وملاطفت کرے ۔ ترمذی

قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم اَنَّ الدُّنْیَا کُلُّھَا مَتَاعٌ وَخَیْرُ مَتَاعِ الدُّنْیَا الْمَرْأَۃُ الصَّالِحَۃُ ۔ آپنے فرمایا دنیا تو سبھی مال ومتاع ہے لیکن سب سے بہتر متاع نیک عورت ہے اور نیک بی بی تو دنیا کی جنت ہے ۔ نسائی

میان بی بی مین تفریق ڈالنا آنحضرتؐ نے فرمایا کہ سرکش نافرمان عورت ہم سے نہین (مسلمان نہین ہے) ترہیب جلد ۲ صفحہ ۵۴ ۔

حضرت جابر سے مروی ہے کہ آپنے فرمایا شیطان اپنے لشکر کو دنیا مین لوگون کے خراب برباد کرنے کیلیے بھیجتا ہے سب آکر اپنے اپنے کارنامہ بیان کرتے ہین سُنکر خاموش ہوجاتا ہے آخر مین ایک بوڑھا سا اُٹھ کھڑا ہوتا ہے کہ مین نے تو میان بی بی مین تفریق کرادی تو اُس سے بہت خوش ہوتا ہے ۔ ترہیب جلد ۲ صفحہ ۵۴ ۔

اَلْخَبِیْثٰتُ لِلْخَبِیْثِیْنَ وَالْخَبِیْثُوْنَ لِلْخَبِیْثٰتِ وَالطَّیِّبٰتُ لِلطَّیِّبِیْنَ وَالطَّیِّبُوْنَ لِلطَّیِّبٰتِ ناپاک عورتین ناپاک مردون کیلیے ہین اور ناپاک مرد ناپاک عورتون کیلیے ہین اور پاکیزہ عورتین پاکیزہ مردون کیلیے اور پاکیزہ مرد پاکیزہ عورتون کیلیے ہین

زنا کے احکام - قولہ تعالیٰ اَلزَّانِیَۃُ وَالزَّانِیْ فَاجْلِدُوْا کُلَّ وَاحِدٍ مِّنْہُمَا مِائَۃَ جَلْدَۃٍ
زنا کی سزا مین پہلے عورت کو ذکر کیا کیونکہ زنا بغیر رضامندی عورت واقع نہین ہوتا یعنے زانیہ ہو یا زانی جنکا نکاح نہین ہوا ہے ہر ایک کو سو کوڑے مارے جاوین اگر دونون یا ایک نہین کا نکاح شدہ ہے تو اُسکو سنگسار کیا جاوے وہ یہ کہ پتھر مارتے مارتے مار ڈالنا یہ حکم حدیث کا ہے اسپر تمام امت صحابہ وغیرہ کا اتفاق ہے اور یہی حکم ہے توریت وانجیل مین لیکن تحریف کر دیا گیا ہے - بخاری مسلم وغیرہ -

زانی جب زنا کرتا ہے اُسوقت اُسکا ایمان علیحدہ ہوجاتا ہے جب توبہ کرتا ہے تو واپس آجاتا ہے - نسائی وغیرہ -

اور ایک حدیث مین آیا ہے نصف شب مین آسمان کے دروازے کھل جاتے ہین ہر ایک کی دعا قبول ہوتی ہے مگر زانی بے توبہ کی - احمد وطبرانی

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ زنا مورث فقر ہے - بیہقی

اسیطرح آپ نے فرمایا مین نے جہنم کے سخت بدبودار حوض دیکھے اُنمین زناکار تھے بخاری ومسلم -

ابو ہریرہ سے مروی ہے آنحضرت نے فرمایا تین شخص ہین کہ قیامت کے دن اللہ تعالےٰ اُنکو نہ دیکھے گا بوڑھا زانی اور بڈھی زانیہ اور بادشاہ کذاب و فقیر محتاج متکبر - مسلم ونسائی

اور ایک روایت مین بڈھا زانی بادشاہ کذاب فقیر متکبر - بزار

اور ایک روایت مین کہ بوڑھا زانی بوے جنت نہ پائیگا حالانکہ بوے جنت ایک ہزار سال کے فاصلے سے آئیگی - طبرانی

اور ایک روایت مین حضرت علی سے کہ مزنیات کے فروج خبیثہ کے پانی کی نہر بہیگی جس سے اہل نار کو سخت تکلیف ہوگی -

اور ایک روایت مین آنحضرت نے معراج مین دوزخ کی سیر کی تو زانیون کو دیکھا کہ اُنکے

چھرے قینچیوں سے کترے جاتے تھے۔ حضرت جبرئیل سے دریافت کیا کہا یہ زانی ہیں مزنیہ سے زنا کرتے تھے۔

اور ایک روایت ہے، زنا پر قائم ہونے والا مثل عابد وثن کے ہے۔

اور ایک روایت ہے جبتک میری امت میں امن رہیگا جبتک اسمیں ولدالزنا نہیں پیدا ہونگے جب ولدالزنا پیدا ہوئے تو طرح طرح کے عام عذاب لگاتار آئینگے۔ بزار

اور ایک روایت ہے کہ جس قریہ میں زنا در باظاہر ہوا تو وہ عذاب الٰہی کا مستحق ہوگیا۔ مستدرک حاکم

آنحضرت فرماتے ہیں جسنے اپنی شرمگاہ کو محفوظ رکھا میں اُس کیلیے جنت کا ضامن ہوں۔ بخاری وغیرہ

تمّت

فرہنگ اسمار کتب منقولہ عنہا۔ قرآن مجید[1] یہ آسمانی کتاب کلام الٰہی ہے اسکے ساتھ ایمان واجب وفرض ہے۔ تفسیریں یہ قرآن کے تفسیر وتشریح واسباب نزول حکم بیان کرتی ہیں۔ تفسیر طبری[2]۔ درمنثور[3]۔ مقاصد القرآن[4] یا فتح البیان۔ احکام القرآن جصاص[5]۔ موضح القرآن[6] اور حدیث کی کتابوں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام واقوال وافعال کا اظہار ہوتا ہے وہ حدیث کتابیں یہ ہیں صحیح بخاری[7] وسلم[8]۔ ابوداود[9]۔ نسائی[10]۔ وابن ماجہ[11]۔ ترمذی[12] یہ صحاح ستہ کہلاتی ہیں۔ اور بیہقی[13]۔ دارقطنی[14]۔ ومسند امام احمد[15]۔ یا مسند مصنف ابن ابی شیبہ[16]۔ مصنف عبدالرزاق[17]۔ مستدرک حاکم[18]۔ مجمع الزوائد[19]۔ موطا امام مالک[20] ایضاً موطا امام محمد[21]۔ کتاب الآثار[22]۔ طبرانی[23]۔ کتاب بزار[24]۔ وسعید ابن منصور[25]۔ ابن المنذر[26]۔ وابن خزیمہ[27]۔ وابن حبان[28]

شروح حدیث کے فتح الباری شرح صحیح بخاری[29]۔ وعینی[30] ونیل الاوطار[31]۔ وروضۃ الندیہ[32]۔ الطرق الحکمیہ[33]

اور فقہ حنفیہ کی کتابیں کنز الدقائق[34]۔ ہدایہ[35]۔ درالمختار[36]۔ ردالمحتار[37] یا شامی۔ بدایۃ المجتہد[38] یا بدایہ۔ فتاوی عنقرویہ[39]۔ فتاوی معین المفتیین[40]۔ فتح القدیر[41]۔ بحرالرائق[42]۔ قاضیخان[43]۔ قنیہ[44]۔ المجتبیٰ[45]۔ عالمگیری[46]۔ خاتمۃ الاوطار[47]۔ بدائع یا بدائع صنائع[48]۔ زیلعی[49]۔ طحاوی[50]۔ قہستانی[51]۔ فتوی نذیریہ[52]۔ ترغیب[53]۔

اور بعض کتب سے بھی لیا گیا ہے۔